# ترجمان الخطیب



ابوالحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

خادم السنۃ النبویۃ الشریفۃ


مکتبہ اسلامیہ

علماء، خطباء اور واعظین کیلئے علمی و تحقیقی خطبات کا نادر مجموعہ

# ترجمان الخطیب

علماء، خطباء اور واعظین کیلئے علمی و تحقیقی خطبات کا نادر مجموعہ

# فہرست مضامین



## روحانیت کا خزانہ

2

# ذکرِ توحید

## اور اس کے 8 فائدے

3

## آیۃ الکرسی کا مقام ومرتبہ

4

# پہلے پڑھائی، فیر دوائی

✳ ✳ ✳

5

# دنیائے کائنات میں
# مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

6

# روزِ قیامت اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

7

## جو پسند تھا میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

## 8

## جو پسند نہ تھا میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

9

# مروّجہ جشن عید میلاد النبی

10

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اسلاف

11

# حیا نہیں تو کچھ بھی نہیں

12

# باصلاحیت لوگوں کے نام ایک پیغام

* * *

13

# صدقہ اور اس کے فوائد

14

# قبر میں پہلی رات

# دُعائے خیر

اس عظیم شخصیت کے لیے

جن کو "مصباح الدین" کہا جاتا ہے۔

اور وہ میرے لیے دین کا چراغ ہی ثابت ہوئے

اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ عین اسی وقت وہ میرے لیے روشن

ہوئے جب چراغ کی مجھے بہت ضرورت تھی۔

جن کا لقب "ضیغم" ہے اور جن کے تعلق سے مجھے

بلاشبہ شیر جیسی جرأت ہی ملی ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایمان، صحت

اور عافیت والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ان کے

اہل خانہ کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

ان کا قدردان

عبدالمنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# گزارشاتِ راسخ

حمد وثنا صرف اور صرف اسی ذاتِ الٰہ کے لیے ہے جس نے مجھے یتیمی کے عالم میں اپنے دین کے لیے چنا۔ اور آج میرے علم وعمل اور رزق میں ایسی حلاوت رکھ دی ہے کہ میں ہر وقت اس کی مٹھاس محسوس کرتا رہتا ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا

درود وسلام کی ان گنت بارش خاتم الانبیاء، امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے لیے جن کی اتباع اور اطاعت ہی میری ہدایت ہے۔

رحمت وبخشش کی برکھا آل رسول اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر، جن کی محبت وعقیدت میرے لیے مشعل راہ اور توشۂ آخرت ہے اور بالخصوص سلام ہو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر کہ جن کی سرداری میں رہنے کے لیے میں ہمہ وقت تڑپتا رہتا ہوں۔

رضا ورحمت کی انوار ہوں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم پر کہ جن کی بے مثال وفا اور حیا کی داستانیں آج بھی میرے ایمان کو جلا بخشتی ہیں۔

ذی وقار خطبائے کرام......!

آج مجھے آپ کے لیے تجرباتی، مفید گزارشات تحریر کرنی ہیں شاید پھر زندگی وفا کرے یا نہ کرے اور وہ یہ ہیں کہ آپ اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں، حالات

کی تنگی اور وسائل کی قلت کے باوجود خوب محنت کریں، اور بقول ... کی عملی تصویر بن جائیں...... اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کے لیے توفیق اور قبولیت کے سب دروازے کھول دے گا۔

سچی بات ہے میں اللہ خالق و مالک اور قابض کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ جس نے مجھے اپنی کمال رحمت اور عنایت سے اسلام کا داعی بنایا ہے۔ سفر کے آغاز میں بہت سی مشکلات رہی ہیں مگر میں اس وقت "ان مع العسر یسرا" کا مکمل نظارہ کر چکا ہوں۔ الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

ایک وقت تھا تقریباً آج سے تیرہ سال پہلے مجھے ایک ننھی منھی کتاب "نرمی" لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، بڑے ذوق شوق سے کمپوز کروا کر اس کا مسوّدہ ایک شیخ صاحب کو یہ کہہ کر تھما دیا کہ وہ پڑھ کر اصلاح کر دیں اور حوصلہ افزائی کے طور پر چند تمہیدی کلمات بھی لکھ دیں، مگر عجب بخل کہ "حضرت الشیخ صاحب" نے چند دن مسوّدہ اپنے پاس رکھا اور پھر ایک دوسرے شیخ صاحب کے ہاتھ بغیر کسی اصلاح اور تبصرے کے بھیج دیا۔ گویا انہوں نے میری اس محنت کو قابل التفات ہی نہ سمجھا۔

وہ دن میرے لیے نہایت افسردگی کا دن تھا...... بہر صورت اللہ کی توفیق خوب شامل حال رہی وہ کتاب مکتبہ قدوسیہ لاہور سے شائع ہو کر خوب مقبول ہوئی اور پھر اس کے بعد فیض رساں داتا و مولا نے تصنیف و تالیف میں ایسی برکت ڈال دی کہ الحمدللہ اب ہماری تحریر کردہ کتابوں کی تعداد درجنوں میں ہے۔ والحمدللہ تبارک وتعالیٰ

اپنی یہ آپ بیتی سنا کر خطبائے کرام کو تجربے کی روشنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ

زندگی میں کبھی بھی کسی سینئر ساتھی اور بزرگ کی حوصلہ شکنی کی وجہ سے مایوس نہ ہوں، محنت جاری رکھیں اور مسلسل جاری رکھیں! عرش وفرش کا مولا وداتا بہت ہی رحیم وکریم ہے وہ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ ان شاءاللہ

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب حضرت امام عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت الشیخ زاہدی صاحب حفظہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے بخاری شریف پڑھ کر فراغت ہوئی تو ان دنوں علوم وفنون اور متون پر کافی دسترس تھی۔ ایک جگہ تدریس کے لیے نہایت اہم موقع مل رہا تھا کہ ادارے والوں نے کہا: اگر فلاں شیخ صاحب ہمیں فون کردیں تو ہم آپ کو جاب دے دیتے ہیں لیکن نجانے کیا حکمت تھی کہ حضرت نے سفارش کرنے سے انکار کردیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہمارے پاس وہ ذمہ داری ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ لوگوں کے سپرد ہی کرتے ہیں۔ والحمد اللہ تبارک وتعالیٰ علی ذالک

اس آپ بیتی سے بھی یہی بات بتلانا مقصود ہے کہ اپنے بڑوں کی بے رُخی کی بنا پر بددل ہوا کریں نہ ہی دین کا کام چھوڑا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا

میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ نہایت محنتی طلبا وخطبا بعض مشائخ کی طرف سے تزکیہ نہ ملنے پر یا ان کی سفارش سے محرومی پر بددل ہوجاتے ہیں، اسی طرح بعض کو انتظامیہ کی طرف سے نہایت مایوسی ہوتی ہے اور وہ دین کا کام ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ جب کہ کسی کے رویے کی وجہ سے دین کا کام چھوڑنا اخلاص والوں کا شیوہ ہرگز

نہیں ہے...... اخلاص سے محنت جاری رکھیں روشن مستقبل بلاشبہ آپ کے لیے ہی ہے "ترجمان الخطیب" نہایت منفرد اور علمی مواد پر مشتمل ہے اس میں سے کسی موضوع کا انتخاب کرتے ہوئے اس کا بار بار مطالعہ فرمائیں اور پورے وثوق سے اس مواد کو عوام میں بیان کریں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے غیر ثابت اور ضعیف روایات کو بیان نہیں کرتے۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء

آخر میں خطبائے کرام سے التماس ہے کہ وہ مجھے اور میرے اساتذہ ورفقا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور بالخصوص الہ العالمین سے دعا کریں کہ وہ میرے والدین کریمین اور پیارے جدین کو جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اور میرے بیٹوں "عبداللہ حسن راسخ، عبدالرحمن راسخ" دونوں کو دین کا سچا امام بنائے۔ آمین!

وهو الموفق المعين وعليه توكلت وهورب العرش العظيم

وصلى الله على النبي وآله واهل بيته وصحبه

واتباعه اجمعين الى يوم الدين

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخوکم فی الدین ومحبکم فی الاسلام

عبدالستان بن عبدالرحمٰن راسخ بن حاجی نیک محمد

ناظم تعلیم وتربیت اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

ومدير مركز السديس للتعليم والتربية

0300-6686931

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ
مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِیْ
اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ
"میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک ہو سکے اور مجھے
توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ملی ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا
اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔" (ھود:88)
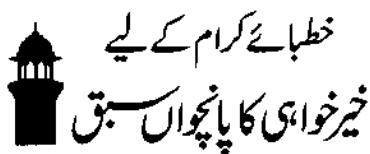
## خطبائے کرام کے لیے

# خیر خواہی کا پانچواں سبق

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے خطبات کی پانچویں جلد ''ترجمان الخطیب'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حسبِ سابق چند اہم گزارشات خطبائے کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم اس بات پر بہت زیادہ خوش ہیں کہ خطبائے کرام نے ہماری مفید باتوں کو نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اس کام اور مشن کو مزید آگے بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے ہمیں اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہماری تمام کاوشوں، کوششوں اور محنتوں کو اپنی رضا و رحمت کے لیے قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

## ہم خطبات کیوں لکھتے ہیں......؟

بدقسمتی سے ہمارے منبر و محراب پر ایسے لوگوں کا غلبہ ہے جو مطالعہ کے ذوق سے بہت زیادہ محروم ہیں، ان پڑھ خطبا کی کثرت ہے اور اکثر مقررین حضرات طرز

کی نوک پلک اور اپنی بھڑک دھڑک کو سمیٹ کر کے لوگوں میں فن خطابت کے امام بن جاتے ہیں۔ اکثریت کو اسلامی علوم پر دسترس ہوتی ہے نہ عصری علوم سے واقفیت اور نہ ہی ملک وملت اور عالمی حالات سے آگاہی۔

نتیجۃً ایک بالغ النظر واعظ، خطیب اور مقرر کے بیان سے جو ہمہ جہت فوائد حاصل ہونے چاہئیں معاشرہ ان سے محروم رہتا ہے اور ظلم در ظلم یہ ہے کہ ہمارے کتب خانوں میں خطبات اور مقالات کے نام پر ایسی بے شمار کتابیں موجود ہیں جن میں گردان بازی، ضعیف روایات اور من گھڑت واقعات کی کثرت ہوتی ہے۔ ان حالات میں واعظین، خطبا اور مقررین حضرات کے لیے علمی اور تحقیقی مواد قلم بند کرنا جہاں اعلیٰ درجے کی عبادت ہے وہاں بہت بڑا صدقہ جاریہ بھی ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر خطیب امیر المومنین فی الحدیث، امام البانی رحمہ اللہ کی طرح محقق ہو، کچھ خطبا درمیانی سطح کے بھی ہوتے ہیں جن کے لیے عام فہم انداز میں موضوعات کو مرتب کرنا موجودہ حالات کی اہم ترین ضرورت ہے اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہم خطبات مرتب کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی خوب کرم نوازی ہے کہ اس نے ہم جیسے گنہگار لوگوں کو منتخب کرتے ہوئے قبول فرمایا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

## موضوعات سے قبل مقدمہ:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص رہنمائی بخشی ہے کہ ہم اپنے خطبات سے قبل اپنے ذی وقار خطبائے کرام کے لیے اور بالخصوص خطبائے کرام کی نئی کھیپ کے لیے ایک

شاندار اصلاحی مقدمہ تحریر کرتے ہیں جس میں خطیب اور خطابت کی خاص خوبیاں نمایاں کی جاتی ہیں اور مروجہ نظام خطابت کی قباحتوں کو واضح کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہمارے پیارے واعظین کرام اور داعیان اسلام شیطان کو اس کی تمام سازشوں میں ناکام کر دیں اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حقدار بن جائیں۔

یہاں پر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ

"ہمارا نصب العین ذاتِ الٰہ ہے اور ہماری تنقید صرف اور صرف برائے اصلاح ہے۔"

## اسلامی انقلاب کا فارمولا:

ہمارے ملک کے موجودہ حالات آپ کے سامنے ہیں، ان حالات میں اسلامی انقلاب کا فارمولا کیا ہونا چاہیے......؟ تبدیلی کیسے آئے گی......؟

اس سلسلے میں اہل فکر اپنے اپنے ذوق کے مطابق اظہارِ خیال کرتے رہتے ہیں، بعض کی رائے یہ ہے کہ صاحبِ اقتدار، افسران حضرات اور اراکین اسمبلی، سینٹ کو یہود و نصاریٰ کے ناپاک عزائم اور ان کی سازشوں سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے کہ وہ حد درجہ اسلام دشمن لوگ ہیں اور وہ اس بات کو کسی صورت پسند نہیں کرتے کہ اسلام کا اپنی برکتوں کے ساتھ مسلمانوں پر ظہور ہو جائے اور اسی طرح اربابِ اختیار کو نفاذِ اسلام کی اہمیت اور اس کے فوائد سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے جس دن ان میں بیداری پیدا ہو گئی اور ان کی دینی غیرت جاگ اٹھی تو چند مہینوں میں ساری لادینیت ختم ہو جائے گی۔

اور یہ رائے رکھنے والے احباب کا کہنا یہ ہے کہ اسلامی انقلاب کی طرف جانے کے لیے یہ راستہ پرامن، سہل ترین اور قریب ترین ہے۔

جبکہ کچھ احباب کا نکتہ نظر یہ ہے کہ سیاسی انقلاب سے پہلے سماجی انقلاب بہت ضروری ہے۔ تبدیلی اوپر سے یا باہر سے پیدا کرنے کی بجائے اندر سے شروع کی جائے تو زیادہ بہتر ہے، یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ سیاسی انقلاب سے پہلے روحانی، تعلیمی اور اخلاقی انقلاب کی ضرورت ہوتی ہے یہی اسلامی انقلاب کا فطرتی طریقہ ہے۔

بہرصورت یہ دونوں مؤقف قابل التفات ہیں لیکن ہم طالب علموں نے اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے جو بات سمجھی ہے وہ ہم معزز خطبائے کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں وہ اس پر غور فرمائیں اور عوام کے سامنے اس فارمولے کی ترجمانی کریں، بہت جلد ملکِ پاکستان امن وامان اور توحید وسنّت کا گہوارہ بن جائے گا اور پوری دنیا پر لا الہ الا اللہ کا بول بالا اور غلبہ ہوگا۔

## 1 ...... امام، خطیب اور استاذ کی اصلاح کردو:

کوئی مسلمان حکمران اور وزیر ماں کے پیٹ سے حکومت اور وزارت لے کر پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہر مسلمان حکمران، سیاست دان، وزیر اور فوجی کو نوعمری سے لے کر آخر تک امام خطیب اور استاذ سے واسطہ رہتا ہے، جب آپ کے معاشرے میں آپ کا امام مسجد، خطیب مسجد، سکول، کالج اور مدرسے کا استاد صحیح طرح اسلامی تربیت یافتہ ہوگا تو بلاشبہ سننے، سیکھنے سمجھنے والوں پر اس کا گہرا اثر مرتب ہوگا۔ یہی وہ سعادت مند لوگ ہیں جو معاشرے کو روشن مستقبل دیتے ہیں اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ

اچھے حکمران، اعلیٰ سیاست دان اور تربیت یافتہ وزراء اور فوجی صاحبان ہمیشہ اچھے اساتذہ نے ہی پیدا کیے ہیں اور اربابِ اقتدار کی عاجزی وانکساری کا عالم یہ ہوتا تھا کہ وہ اہل علم کی مجالس میں اجازت لے کر بیٹھا کرتے تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھنا باعثِ سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔

یاد رہے......! جب دین کے دعویدار اور معلم حضرات بگڑ جاتے ہیں ان کی امامت، خطابت اور تدریس میں اخلاص نہیں رہتا تو پورا معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں آوارہ اور بے دین لوگوں کے ہاتھوں ملک کی بھاگ ڈور آجاتی ہے۔

## آپ اندازہ فرمائیں......! اس وقت مساجد میں

☆......95 فیصد ائمہ بالکل جاہل ہیں، ان کو قرآن مجید کا سادہ ترجمہ بھی نہیں آتا، حدیث کے علمی ذخیرے سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں، اسلام کی تاریخ اور مسلمانوں کے کارناموں سے مکمل طور پر ناآشنا ہوتے ہیں حتی کہ بعض مساجد کے ائمہ ابتدائی تجویدی قواعد بھی نہیں جانتے......! جب آپ منصبِ امامت کو اس قدر بے وقعت سمجھتے ہوئے جاہل لوگوں کے سپرد کر دیں گے تو پھر قوم اور معاشرے میں کبھی تبدیلی نہیں آسکے گی اور اگر آپ واقعتہً معاشرے میں تبدیلی دیکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے کرنے والا کام یہ ہے کہ مساجد میں ایسے لوگوں کو مقرر کریں جو علم وفضل سے مزین حد درجہ باوقار اور روشن دماغ ہوں اور یہ کام اجتماعی طور پر جماعتی سطح پر ہونے چاہئیں لیکن اللہ معاف فرمائے آج کل مذہبی جماعتوں کے لیڈران نہایت سطحی جوڑ توڑ اور مفادات کے لیے دن رات مگن ہیں۔

اور ہم یہ بات نہایت صدمے سے لکھ رہے ہیں کہ اس وقت اکثر مساجد کے ائمہ صرف جاہل ہی نہیں حد درجہ متعصب، اخلاقی اقدار سے عاری اور محدود مفادات کے شکاری ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے مساجد کے ماحول میں عجیب قسم کی نحوست ہوتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## آپ اندازہ فرمائیں......! اس وقت مساجد میں

☆...... 90 فیصد خطبا بالکل جاہل ہیں، دین کی طرف بلانے والے یہ لوگ بنیادی طور پر دین کی ابتدائی باتیں بھی نہیں جانتے، مسائل تو درکنار قرآن وحدیث کے سادہ ترجمے پر بھی دسترس نہیں اور سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے اور بزرگوں کے قول اقوال اور فقہی موشگافیوں کو ہی دین کی اصل اساس کے طور پر متعارف کروایا جاتا ہے۔

کیا ایسے لوگ معاشرے میں تبدیلی پیدا کریں گے......؟ کیا ایسے خطبا اور واعظین حضرات امت کو اکٹھا کریں گے......؟ ہرگز نہیں! ایسے حضرات آپس میں معمولی معمولی مسائل پر بحث مباحثہ اور مناظرہ کرنے میں تو ماہر ہوں گے لیکن اس وقت امت مسلمہ عالمی طور جن مسائل کا شکار ہے ان مسائل کو سمجھنا اور ان کا حل پیش کرنا ان کے بس میں بالکل بھی نہیں ہوتا۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ خطبائے کرام اور واعظین حضرات اپنی اچھی تنخواہ اور تقریر کے بعد ''اچھی فراغت'' کو ہی اپنی کامیابی سمجھ لیتے ہیں۔ اس وقت معاشرہ کن مسائل سے دوچار ہے اور علمی بنیادوں پر مسائل کا کیا حل ہے اس طرح کی اہم

اور ضروری باتوں سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

موجودہ حالات میں مقررین حضرات کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ بھڑک اور مجمع سازی سے انقلاب نہیں آتا، وقتی طور پر لوگوں کے جذبات سے کھیلنے والا شخص ایک اچھا مداری تو ہوسکتا ہے قوم کا رہبر، رہنما اور مصلح نہیں ہوسکتا۔

آپ اندازہ فرمائیں......! اس وقت مدارس اور سکول و کالج میں

☆......اکثریت ایسے اساتذہ کی ہے جو ذاتی طور پر علمی رسوخ بھی نہیں رکھتے بلکہ مترجم کتابوں اور خلاصوں کا سہارا لے کر وقتی طور پر کتاب کو حل کر دینا ہی اپنا فریضہ منصبی سمجھتے ہیں، اسی طرح بعض اساتذہ حد درجہ بے عمل اور اسلامی شعور سے بالکل بہرے ہیں اور اگر کہیں صالح مزاج اساتذہ موجود بھی ہیں تو ان میں سے اکثر اسلام کے سیاسی شعور سے بالکل بے خبر ہیں اور معمولی مفادات کے لیے سیاست کے تقدس کا خون کر دیتے ہیں، آپ حیران ہوں گے کہ ایک دفعہ الیکشن کی آمد آمد تھی، ایک بڑے مولانا صاحب جو اپنے مسلک میں علم ہی نہیں بلکہ تقوے میں بھی کافی اونچا نام رکھتے ہیں، وہ ایک بدمعاش امیدوار کی حمایت کے لیے اپنے طلبا سمیت متحرک ہو گئے، سب اہل علم حیران تھے کہ خیر ہو حضرت صاحب بڑے ذوق شوق سے ایسے شخص کی کمپینیں کرنے میں مصروف ہیں کہ جو بدنام زمانہ ہی نہیں بلکہ بدمعاش زمانہ ہے۔ جب سارے معاملے کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا یہ ساری سیاست برادری ازم کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس معاشرے میں مذہبی اساتذہ کی سیاست کا معیار اس قدر سطحی ہو تو آپ

ان سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں......؟

بہر صورت طلبا کے سیاسی شعور کو بیدار کرنا اور اسلامی انقلاب کے لیے طلبا کو تیار کرنا اساتذہ کے اولین فرائض میں شامل ہے۔ نصاب کے ساتھ ساتھ طلبا کو پاکیزہ سوچ اور اعلیٰ منزل کی رہنمائی از حد ضروری ہے۔

استاذ کو صرف اپنے مضمون میں ماہر ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کو دین کے معاملے میں یکسو ہو کر اخلاقِ عالیہ اور جرأت کا پیکر بننا چاہیے اور آئندہ نسلوں کی اخلاقی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرنا چاہیے لیکن افسوس کہ اس پاکیزہ مشن کے وارث قوم کے معمار نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا اور اس غفلت کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مدارس سے فارغ ہونے والے اکثر طلبا تھوڑی سی طرز سیکھ کر کے چار انچ کا مرکز کھڑا کر لیتے ہیں۔ اللہ اللہ اور خیر سلا...... اور جہاں تک کالجز وغیرہ سے فارغ ہونے والے طلبا ہیں ان کو بھی سوائے کسبِ معاش کے کسی چیز کی فکر نہیں......

سوال یہ ہے کہ...... عوام اور طلبا کے ذہنی گراف کو گرانے والا اصل مجرم کون ہے......؟ امام مسجد......؟ خطیب مسجد......؟ یا استاذ......؟

پھر اس سے آگے ایک اہم سوال یہ ہے کہ ایسے بیمار ذہن والے امام مسجد، خطیب مسجد اور استاذ معاشرے کو دینے والا اصل مجرم کون ہے......؟

بہر صورت......! **مجرم** ضرور تلاش کریں اور ہمیں بھی بتائیں......!

یاد رہے......! اگر آج مسجد کا امام، منبر کا خطیب اور کلاس کا استاذ ٹھیک کر دیا جائے تو ہمارے ملک کا ہر شعبہ ایک صدی کے اندر ٹھیک ہو سکتا ہے اور ہم یہ

تبدیلی اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جن جامعات میں دینی علوم وفنون میں مہارت پیدا کی جاتی ہے یا جن اداروں میں دینی اور عصری تعلیم اکٹھی دی جاتی ہے اور طلبا کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے، وہ طلبا فراغت کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اور اگر ہر ادارہ یہی کردار ادا کرے تو وہ دن دور نہیں کہ وطن عزیز عملی طور پر اسلام کا گہوارہ بن جائے گا۔

## امام، خطیب اور استاذ کی اصلاح کیسے ہو......؟

معاف کرنا......! اس وقت کئی ادارے طلبا کے مستقبل کو بری طرح برباد کر رہے ہیں، اصل مجرم وہ دینی اور دنیاوی ادارے ہیں کہ جنہوں نے اپنے ہونہار طلبا کو مستقبل کے لیے کوئی روشن لائن نہ دی بلکہ ان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے رہے اور جب وہ لمبی مدت کے بعد تعلیم سے فارغ ہوا تو بیچارہ دنیا کے قابل رہا اور نہ ہی دین کے۔

عالمی اور قومی سطح پر سنجیدہ تبدیلی کے لیے حکومتی اور جماعتی سطح پر موجود اداروں کو منظم کیا جائے اور مزید ایسے ادارے اور جامعات قائم کیے جائیں جہاں دینی اور دنیوی علوم کا حسین امتزاج ہو۔ اس وقت ہمارے بعض مدارس کا نصاب نہایت فرسودہ اور ہماری علمی اور دینی ضرورتوں کے لیے بالکل بے حاصل ہے اور ہمارے کالجز کا نصاب ایک بالکل لادینی نظام ہے جس سے طلبا میں ذہنی ارتداد اور دنیا کی حرص وہوس ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت اخلاقی اقدار آہستہ آہستہ دم توڑ رہی ہے، مادی مفادات ہی کائنات کی اصل حقیقت بن چکے ہیں، ان تمام مفاسد کے

قلع قمع کے لیے ایسی یونیورسٹیاں اور کالج قائم کرنے کی ضرورت ہے جہاں قرآن مجید کو بنیادی حیثیت حاصل ہو اور تعلیم کے ہر شعبے میں قرآن پاک کی تفسیر اور حدیث لازمی Subject کے طور پر پڑھائی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جدید تقاضوں کے مطابق ایک ایسا تعلیمی نظام مرتب کیا جائے جس میں حضرات صحابہ کرام اور محدثین عظام کی ایمان افروز داستانوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہو تاکہ دین و دنیا پڑھنے والے طالب علم کو ہر پل اور ہر دم ایمان کی تازگی اور حرارت محسوس ہوتی رہے۔

اسلامی نظام اور اس کے قانون کو نافذ کرنے کی بات جس صاحبِ بصیرت نے بھی کی ہے اس نے سب سے زیادہ زور تعلیمی نظام پر ہی دیا ہے کیونکہ تعلیمی نظام ہی ہر معاشرے کا بنیادی نظام ہوتا ہے جس دن ہم اس طرح کے ادارے عالمی اور قومی سطح پر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو انشاء اللہ الرحمن وہ دن انقلاب کا پہلا دن ہوگا اور ایسے اداروں سے فارغ ہونے والے طلبا، علما، وکلا، جج حضرات، سیاستدان اور اقتدار پر بیٹھنے والے حکمران اپنے علاقوں سمیت پوری دنیا میں لا الہ الا اللہ کے پرچم کو بلند کر دیں گے۔

## 2 ...... موجودہ مذہبی تنظیموں کی ذمہ داری:

اس ملک میں انقلاب اور تبدیلی کے لیے مذہبی تنظیموں کا کردار بھی اپنی جگہ مسلّم ہے۔ بلکہ ایک رائے تو بہت حیران کن ہے اور بلاشبہ قابل توجہ بھی ہے کہ اس وقت اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ شدت پسند مذہبی تنظیمیں ہیں جو دن رات ایک دوسرے کو پچھاڑنے میں مصروف رہتی ہیں لیکن مل کر قوم وملت کی

ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگانے کا انھوں نے کبھی نہیں سوچا۔

بہر صورت اس حوالے سے سب سے پہلے یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ صرف دین کے ''نام'' کو استعمال کرنا بہت بڑا گھناؤنا جرم ہے اور آج کل اکثر دین کا ''نام'' صرف اور صرف اپنے مفاد کے لیے لیا جاتا ہے، مذہبی تنظیموں سے وابستہ حضرات اگر واقعتہً اللہ کے دین کو اونچا کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتوں کا ضرور خیال رکھیں......!

☆......آپس میں خیر خواہی:

ہمارے ملک پاکستان میں جس طرح عام سیاسی جماعتوں میں جوڑ توڑ کی سیاست اپنے عروج پر ہوتی ہے اسی طرح دینی جماعتیں بھی اسی وبا کا شکار ہیں، عموماً دیکھا گیا ہے کہ ایک مذہبی جماعت کے ذمہ داران آپس میں بھی ایک دوسرے کے خیر خواہ نہیں ہوتے، اکٹھے سفر کرنے والے، اکٹھے کھانے پینے والے اور مل جل کر شب و روز بسر کرنے والے، ایک ہی منہج اور فکر کے داعی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حد درجہ قدورت اور دلی نفرت کرتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جن مذہبی ذمہ داران کے دل آپس میں ایک دوسرے کے لیے کشادہ نہیں ہیں وہ لوگوں کے دلوں تک اسلام کیسے پہنچائیں گے......؟

جن کے اپنے دلوں پر شہرت، نفاق اور سطحی مفادات کے دھبے ہیں وہ لوگ کس طرح معاشرے کو صالح فکر دے سکتے ہیں......؟

جب کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت کے وقت اس بات کا بھی عہد لیا کرتے تھے کہ کلمہ پڑھنے کے

بعد ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی والا معاملہ کرو......! یہاں پر ہم مذہبی ذمہ داران کی خدمت میں گزارش کریں گے اگر وہ صدق دل سے اسلام کا نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کرنے والے بن جائیں اور کسی موقف پر اختلاف کے باوجود انسانیت اور اعلیٰ اخلاق کے دائرہ سے باہر نہ نکلیں۔

☆......جاہل لوگوں کو تنظیمی عہدہ دینے سے گریز کریں، جس شخص کو بھی ذمہ داری دی جائے وہ قدیم وجدید علوم سے واقف ہو اور کم از کم قرآن وحدیث کے ابتدائی احکامات کو جاننے والا، باکردار اور باعمل ہو۔ بلکہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ تعلیمی معیار کی بنیاد پر ذمہ داری سپرد کی جائے۔ہم نے دیکھا ہے کہ بعض مذہبی تنظیموں کے ذمہ داران حد درجہ بے عمل اور جاہل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کا دین اور سچے دیندار لوگ بدنام ہوتے ہیں۔

☆......آپ کا عہدے دار نہایت باوقار اور روشن دماغ ہونا چاہیے، ذمہ داری دینے سے پہلے پوری طرح اطمینان کرلیں کہ آپ کا عہدیدار حد درجہ فراخ دل اور کشادہ سوچ والا ہونا چاہیے، تنگ نظر اور متعصب مزاج عہدیداران، دین کا بہت زیادہ نقصان کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ......

☆......آپ کا عہدیدار ایمانداری اور محنت سے کام کرنے کا عادی ہو، مذہبی تنظیموں میں عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ اکثر عہدیداران کام چور ہوتے ہیں، اخبارات اور جرائد میں ہر وقت مبالغہ آمیز کاروائیاں شائع کرواتے ہیں اور ہمہ وقت طعن وتشنیع کرنے میں مصروف رہتے ہیں جب کہ خواہ مخواہ کی تنقید حد درجہ مہلک ہے۔

یاد رہے......! اس وقت انقلاب کی راہ میں سب س بڑی رکاوٹ ہماری

بعض نام نہاد مذہبی تنظیمیں بھی ہیں کہ جن کی کامیابی کے سب گھوڑے صرف اور صرف مالی مفادات کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

## 3 ...... میڈیا سکالر تیار کریں:

انقلاب کی راہ کو ہموار کرنے میں بنیادی کردار ہمارے تعلیمی اداروں اور مساجد کا ہے، یہیں سے تربیت پا کر شعبہ ہائے زندگی کا رُخ کیا جاتا ہے اور اس وقت مترنّم خطباء کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی از حد اشد ضرورت ہے کہ علمی اور سلجھے انداز میں سنجیدہ گفتگو کرنے والے میڈیا سکالر تیار کیے جائیں جو جدید زبان، جدید ماحول اور جدید میڈیا کے تقاضوں کو مکمل طور پر پورا کرنے والے ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر اور شاید اسی طرح آپ کو کوئی تیسرا چوتھا نام مل جائے، بہر صورت آپ کوئی پانچواں نام پیش نہیں کر سکتے......! جو کتاب وسنّت کا علمبردار ہو اور میڈیا کی دنیا میں اس کا کردار مسلّم ہو۔

یہ کام کون کرے گا......؟ جامعات......؟ دینی مدارس......؟ یا ہمیں اس عظیم مشن کے لیے قومی لیول پر اکیڈمیز بنانا ہوں گی جن میں ماہرین علوم وفنون کی زیر تربیت خاص طور پر میڈیا سکالر تیار کیے جائیں۔

یاد رہے......! اس موضوع پر اکابرینِ امت کا فی الفور سوچ کر فیصلہ نہ کرنا انتہائی مجرمانہ فعل ہے جب کہ عرب وعجم سے چندے کی ریل پیل ہے اور اس کو غیر اہم مقاصد میں ضائع کیا جا رہا ہے۔

## 4 ......قرآن پاک کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

اس وقت معاشرے کو سب سے زیادہ قرآن مجید کے فہم کی ضرورت ہے، ہر مسجد میں کم از کم صبح و شام ترجمہ کلاس کی سہولت ہونی چاہیے تاکہ کوئی مسلمان بھی قرآن پاک کے حقیقی نور سے محروم نہ رہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ مساجد کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ کر دیے جاتے ہیں لیکن اہل محلہ کے لیے قرآن پاک کی تعلیم کا اہتمام نہیں ہوتا۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ جگہ جگہ ترجمہ کلاس قائم کی جائیں اور اس کے لیے روشن دماغ معلّم حضرات کی خدمات حاصل ہوں اور قرآن کریم کی تعلیم بھی نہایت دیانتداری سے کتاب و سنّت کی روشنی میں دی جائے، بالخصوص ایسی آیات کو عوام کے سامنے نمایاں کیا جائے جو قرآن مجید میں تو موجود ہیں لیکن روئے زمین پر ان کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا۔ اس حوالے سے قصاص اور حدود والی آیات کو قدرے تفصیل سے پڑھایا جائے۔

نہایت صدمے کی بات ہے کہ بعض گدی نشین حضرات علی الاعلان لوگوں کو قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا ترجمہ پڑھنا آپ کے بس کی بات نہیں، اس کے لیے پہلے 42 علوم کی ضرورت ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یاد رہے......! لوگوں کو قرآن کے فہم سے توڑنا جہنم کی آگ میں دھکیلنے کے برابر ہے۔ جب تک معاشرہ قرآن دوست معاشرہ نہیں بنتا اس وقت تک کسی تبدیلی کی امید رکھنا نہایت احمقانہ طرزِ عمل ہے۔

## 5 ......عوام میں نفاذِ اسلام کا شعور بیدار کیا جائے۔

اسلامی انقلاب کے حوالے سے پانچواں اہم کام یہ ہے کہ عوام میں نفاذِ اسلام کی اہمیت اور عظمت کو خوب بیان کیا جائے، خلافت کی اہمیت وضرورت پر خصوصی لیکچر دیئے جائیں تاکہ عوام ذہنی طور پر اسلامی نظام کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیں، اس وقت اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے عوامی شعور کا عالم یہ ہے کہ لوگ لفظِ ''خلافت'' سے بالکل نا آشنا ہیں جب کہ اسلام کے نظامِ سیاست کا اصل نام ہی ''خلافت'' ہے کہ مسلمان ایک خلیفہ کے تحت اتفاق واتحاد سے زندگی بسر کریں اور ستم در ستم یہ ہے کہ بڑے بڑے مجمعوں کو خطاب کرنے والے نامور علمائے کرام کو بھی ''خلافت'' کی اہمیت وافادیت کا علم نہیں ہے جب ان کے سامنے نظامِ خلافت کی بات کی جائے تو عجیب وغریب موشگافیاں شروع کر دیتے ہیں۔

آپ سروے کر لیں 80 فیصد قائدین ،لیڈران حضرات آمریت، جمہوریت اور خلافت کے پورے نظام کو سمجھنا تو در کنار وہ اس میں بنیادی فرق کرنا بھی نہیں جانتے۔اور یہ بات بھی عموماً دیکھی گئی ہے کہ ''نفاذِ اسلام، یلغارِ ہند، خلافتِ اسلامیہ'' جیسے عظیم ناموں سے موسوم کانفرنسز پر نہایت سطحی اور لوز گفتگو ہوتی ہے۔ نہایت دکھ کی بات تو یہ ہے کہ آنے والا مقرر پانچ دس منٹ مائک کی زینت بنتا ہے اور غیر مرتب گفتگو کر کے اپنے ٹائم کو پاس کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ گھنٹوں کی کانفرنس میں ایک تقریر بھی ایسی نہیں ہوتی جس میں سامعین کو کوئی سوچ ،فکر یا آئندہ کے لیے لائحہ عمل دیا جائے ،اس طرح مہینوں کی محنت اور لاکھوں

روپے کے اخراجات سے ہونے والی کانفرنس مکمل طور پر ناکام رہتی ہے اور ہزاروں سامعین مایوس ہو کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

ہم نہایت محبت اور احترام سے ذمہ داران کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ ان اسلامی ناموں سے ہونے والی کانفرنسز کو نہایت عمدگی سے مرتب کیا کریں اور بالخصوص مقررین حضرات بھڑکیں دھڑکیں مارنے کی بجائے سنجیدہ گفتگو کریں۔ جب ایک کانفرنس پر اسلام کا رنگ غالب نظر نہ آئے تو ایسے پروگرام کروانے والے حضرات پورے ملک پر اسلام کو کیسے نافذ کریں گے......؟ جو ایک چھوٹے سے جلسے کے نظام پر اسلام نافذ نہ کر سکے کیا وہ پورے دھرتی پر اسلام نافذ کریں گے......؟ بہر صورت قرآن و حدیث اور حالات کی روشنی میں ہمیں تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ اس وقت بہت بڑا بگاڑ ان لوگوں میں ہے جو بظاہر اسلامی انقلاب کی بات کرتے ہیں اور وہ حقیقت میں حد درجہ تنگ نظر، بے عمل اور شہرت کے بھوکے ہیں۔

## 6 ......والدین مسلمان ہونے کا ثبوت دیں:

انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے چھٹی اور آخری بنیادی بات یہ ہے کہ والدین گھروں میں اسلامی کردار پیش کریں اور اپنی اولاد کی گود اور گھر سے اسلامی تربیت کریں، بچپن ہی میں اپنے بچوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کریں، بچہ بڑا ہو کر چاہے جس شعبے سے منسلک رہے لیکن اس میں اسلام کی غیرت اور محبت ضرور رہنی چاہیے، اس کو یہ پورا شعور ہو کہ میں مسلمان ہوں اور میرا کام اسلام کے مطابق چلنا اور پوری دنیا کو اسلام پر لانا ہے۔

لیکن نہایت افسوس ہے......! کہ ہمارے ہاں نائی کا بچہ نائی اور قصائی کا بچہ قصائی ہوتا ہے...... اسلام، ایمان، قرآن کسی چیز کا کوئی شوق نہیں ہوتا، بحیثیت مسلمان مجھے کیا کرنا ہے اس کی کوئی خبر نہیں......!

یہی اس معاشرے کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ ایک تاجر کا بیٹا اچھا بزنس مین تو ہوتا ہے، ایک سرکاری افسر کا بیٹا صرف گورنمنٹ ملازم تو ہوتا ہے لیکن اسلام کی محبت سے سرشار اچھا مسلمان نہیں ہوتا۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ بڑھتی ہوئی بے راہ روی اور آوارگی کی روک تھام کے لیے ہم اپنے بچوں کو بچپن ہی سے اسلام کا قدردان بنائیں، جب ہم اپنے بچوں کو گھر ہی سے اچھا مسلمان اور صاحب ایمان بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ایسے بچوں کو اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قائل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ وہ بڑے ہو کر جب وزیر، مشیر، سیاستدان ، جج اور پولیس افسر بنیں گے تو دل کے شوق سے بذاتِ خود اسلام کے علمبردار ہوں گے اور ہر جگہ اسلام کے جھنڈے کو بلند کر دیں گے۔

یاد رہے......! اس وقت معاشرے کے بگاڑ کا بنیادی سبب والدین کی غفلت ہے کہ انہوں نے اسلام کی قدر و قیمت کو خود سمجھا نہ ہی اولاد کے دلوں میں اسلام کی محبت اور غیرت اتارنے میں کامیاب ہوئے۔

## رائے قائم کرتے وقت حد درجہ احتیاط

دین کے داعی اور خطیب کو ہمہ وقت اللہ کے ہاں جواب دہی کی فکر رہنی چاہیے، کسی جماعت، کسی تنظیم اور کسی شخصیت کے متعلق رائے قائم کرتے وقت

حد درجہ احتیاط سے کام لینا چاہیے کیونکہ تہمت اور جھوٹ نا قابل معافی جرم ہیں۔ آج کل منہ اٹھائے دوسروں کے متعلق رائے قائم کرنا معمولی کیس سمجھا جاتا ہے جب کہ کسی انسان کی تباہی کے لیے یہی جرم کافی ہے کہ وہ کسی پر ناحق تہمت لگا دے یا بغیر تحقیق اور براہین کے کسی جماعت یا شخص کو بدنام کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین مکہ کے نقائص بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سب سے بڑی کوتاہی بھی یہی تھی کہ وہ محض گمان کی پیروی کرتے تھے، انہوں نے دلیل کی بنیاد پر سچائی کا انکار نہیں کیا بلکہ اٹکل پچو، سنی سنائی باتوں اور گمان کی بنیاد پر حق کے انکاری بن گئے تھے اور آج یہی وبا امتِ مسلمہ میں بری طرح پھیل رہی ہے۔ کسی بھی شخصیت پر لب کشائی کرنے سے پہلے اس کے موقف کی کمزوری کو دلیل کے ساتھ جاننے کی کوشش کریں اور دلیل کی زبان میں بات کرنا سیکھیں۔ برسر منبر کسی کی شخصیت پر کیچڑ اچھالنا اور اسے ٹھٹھا مذاق کرنا میراثیوں کا کام ہے نہ کہ شریف لوگوں کا شیوہ۔

یہاں نمونے کے طور پر ایک مثال دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کل میڈیا پر جاوید احمد غامدی صاحب کا نام بہت زیادہ معروف ہے اور بلاشبہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، فصیح اللسان، مذہبی سکالر ہیں اگرچہ ہمیں ان کے کئی ایک مسائل سے دلیل کی بنیاد پر سخت اختلاف ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ محترم غامدی صاحب کو انسان ہونے کے ناتے بعض مسائل سمجھنے اور ان پر غور کرنے میں نہایت خطرناک ٹھوکر لگی ہے...... لیکن آپ حیران ہوں گے کہ میں نے ایک حضرت صاحب کو ان کے خلاف بیان کرتے ہوئے سنا، وہ جذباتی ہو کر فرمانے لگے کہ

''جاوید احمد غامدی مرتد ہے''

آپ انصاف کی نظر سے غور کریں کہ کیا یہ جملہ کسی طرح بھی درست ہے......؟؟؟

اور اسی طرح بعض کوتاہ نظر لوگ امام حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزوں کا ایجنٹ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے، حالانکہ یہ دونوں بزرگ جلیل القدر محقق عالم دین تھے، اگرچہ حدیث کے معاملے میں بعض جگہ ٹھوکر کھا گئے۔

اور پھر ظلم علی ظلم فوق ظلم یہ ہے کہ اس طرح کی فتویٰ بازی کرنے والے حضرات ذاتی طور پر اس قدر عالم فاضل ہوتے ہیں کہ وہ ایک لائن بھی انگلش اور عربی کی نہیں پڑھ سکتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک دفعہ ہم ادارہ علوم اثریہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر شروع ہو گیا تو ہمارے نہایت ہی قابل محترم شیخ مولانا اثری حفظہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے: یہ لوگ بلاشبہ نیکوکار تھے اگرچہ بعض جگہ ان کو ٹھوکر لگی ہے اللہ تعالیٰ ان کی غلطیاں معاف فرمائے۔

یاد رکھیں......! آج اگرچہ آپ کی نوک قلم اور زبان کو پکڑنے والا کوئی نہیں، آپ بہت بیباک ہیں لیکن حساب کا وقت بہت قریب ہے جب آپ کے منہ کا بولا ہوا ایک ایک بول آپ کے لیے موجب لعنت اور موجب جہنّم ہوگا۔

نہایت تکلیف دہ بات ہے کہ ہمارے بعض خطبا کی زبانیں تیشوں کا کام

کرتی ہیں، بدزبانی، فحش گوئی اور بیہودگی کو اپنی خطابت کی بے باکی اور معراج سمجھتے ہیں جبکہ یہ سراسر تباہی کا راستہ ہے لوگوں کی خوشامد کرنے کے لیے وہ اپنی آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔

## آل علی اور اولاد نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ:

''ترجمان الخطیب'' کی وساطت سے ہم اپنے ذی وقار خطبائے کرام کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ اپنے خطبات اور بیانات میں عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ آل رسول، آل علی اور آل عباس اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ بھی فرمایا کریں۔

کیونکہ آل رسول کے سچے حب دار اور ان کے صحیح عقائد کے علمبردار اہل حدیث ہیں اور ہمارا یہ حق ہے کہ ہم ان پاکباز ہستیوں کا زیادہ سے زیادہ ذکرِ خیر کرتے ہوئے اس غلط فہمی کو معاشرے سے دور کر دیں کہ اہل حدیث آل رسول اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر نہیں کرتے۔

ہم ''ترجمان الخطیب'' کے مقدمے کی وساطت سے اپنے ذی وقار خطبائے کرام کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ وہ ناصبیت کی روک تھام کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ فیض عالم صدیقی اور محمود عباسی حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسن، حضرت حسین اور دیگر اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سمیت محدثین کرام کے خلاف جو لب ولہجہ اور زبان استعمال کی ہے اس کا جماعت اہل حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے نزدیک دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح حضرت آل علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور

محدثین کا گستاخ ان کی تنقیص کرنے والا لعنتی ہے۔مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''شان حسن وحسین رضی اللہ عنہما'' کے مقدمے کا ضرور مطالعہ کریں۔

## مسنون اذکار اور انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کا تذکرہ:

توحید وسنّت کی دعوت کا ایک نہایت حکیمانہ انداز یہ ہے کہ آپ کسی مسنون ذکر یا انبیاء ورسل علیہم السلام میں سے کسی کی دعا کو اپنے بیان کا موضوع بنائیں اور پھر ساری گفتگو اسی کے اردگرد اس کی تشریح وتفسیر اور اس کے فضائل بیان کرتے ہوئے مکمل کریں۔ انشاء اللہ الرحمن اس سے بہت زیادہ بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

کیونکہ دعاؤں میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی عاجزی ہے اور جب آپ ان کی عاجزی بیان کریں گے تو شرک کے کئی ایک چور دروازے از خود بند ہو جائیں گے، سننے والا یہ فیصلہ کرنے میں کوئی ابہام محسوس نہیں کرے گا کہ جب انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے اس قدر بے بس ہیں تو عام اولیائے کرام کو عرش وفرش کے اختیارات کیسے مل سکتے ہیں......؟؟

اور پھر اسی طرح سامعین کو یاد کرنے اور پڑھنے کے لیے ایک دعا مل جاتی ہے، جو خطیب سامعین کا رخ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف موڑنے میں کامیاب ہو گیا سمجھ لیں وہ دنیا وآخرت میں کامیاب ہو گیا اور الحمد للہ ہمیں اس بات پر شکر ہے کہ ہماری ساری خطابت کا مرکزی نکتہ اللہ تعالیٰ کا ''ذکر'' ہے۔

## روح پرور کیفیت ختم نہ کیا کریں:

آواز کا حسن اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عطا ہے، دلائل کے انبار لگا دینا ہر

خطیب کے بس کی بات نہیں ہے، لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ عطا کیا ہو اور وہ اپنے بیان کے ذریعے سامعین میں رقت آمیز اور روح پرور کیفیت طاری کر دے تو پھر اسے آخر بیان تک برقرار رکھنا چاہیے۔

①...... ہمارے ہاں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ نہایت مترنّم، موثر اور مدلل گفتگو جاری ہوتی ہے درمیان میں خطیب صاحب ایسا ''گٹکہ'' کھول دیتے ہیں کہ پورے مجمع میں بھگدڑ مچ جاتی ہے، یعنی ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ دورانِ بیان شغل مذاق اور لطیفے سنا کر کانفرنس کے ماحول کو میلے ٹھیلے کے ماحول میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

اور آج کل اکثر خطبا لوگوں کو ہنسانے کے لیے نہایت ناشائستہ باتیں کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور فریق مخالف کا رد کرتے ہوئے ٹھٹھے اور مذاق میں ایسا رنگ بھرتے ہیں کہ سامعین بازاری مجلسوں کی طرح ہنسنا شروع کر دیتے ہیں، آپ تجربہ کر لیں بڑے بڑے مدلل اور موثر بیان محض اسی لیے اپنا اثر کھو دیتے ہیں کہ ان میں سنجیدگی، متانت اور اخلاص کا دامن کہیں نہ کہیں چھوٹ جاتا ہے۔

مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد میں مولانا منظور احمد حفظہ اللہ کے ساتھ لائبریری میں بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے شیخ القرآن رحمہ اللہ کا ایک واقعہ سنایا جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ گھنٹوں کے پڑھے قرآن کو غیر موثر کرنے کے لیے ایک غیر سنجیدہ بول اور لطیفہ ہی کافی ہے، سامعین آپ کا سب کچھ سنایا ہوا بھول جائیں گے لیکن آپ کے منہ سے نکلی ہوئی لغویات کبھی نہ بھولیں گے اس لیے دورانِ خطاب نہایت چنیدہ الفاظ کا انتخاب کرنا چاہیے۔

②...... اور اسی طرح بیان کو غیر موثر کرنے میں خطبا کی آمد و رفت کا بھی

بہت زیادہ عمل دخل ہوتا ہے، عاجزی اور خاموشی سے آ کر اسٹیج پر بیٹھنا شاید کہ اپنی عزت کے خلاف سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے بعض داعیان حضرات سیاسی قائدین کی طرح نعروں کی گونج میں تشریف لاتے ہیں، اسٹیج کے اردگرد اور سامعین میں عجیب وغریب شور غلغلہ شروع ہو جاتا ہے اور بسا اوقات بیان کرنے والے خطیب کو اپنا بیان روک کر آنے والے حضرت صاحب کی مدح سرائی کرنا پڑتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

③......اور اسی طرح سب خطابات کو غیر موثر کرنے کے لیے ایک سب سے خطرناک روش یہ بھی ہے کہ پروگرام کا دورانیہ رات گئے تک جاری رہتا ہے، دن بھر کے تھکے ماندے لوگ ایک دو بجے تک کیا سنیں گے......؟ کیا سمجھیں گے......؟ کیا عمل کریں گے......؟ کیسے پڑھیں گے......؟ ان تمام باتوں سے کسی کو کوئی سروکار نہیں بس انتظامیہ کو اسی پر فخر ہوتا ہے کہ ہمارا پروگرام رات تین بجے تک جاری رہا اور خطیب صاحب کو بھی اسی بات کی خوشی ہوتی ہے کہ میں رات تین پروگرام نمٹانے میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ، اللہ اور بات ختم......!

## خطیب کے پاس بہت وقت ہوتا ہے:

موجودہ طرزِ خطابت کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ خطیب کے لیے مطالعے کے لیے بہت زیادہ وقت ہوتا ہے جس کو وہ صرف اور صرف باتیں کرنے، کھانے پینے اور سونے میں ضائع کر دیتا ہے۔

ہمارے اکثر خطبائے کرام اپنی اپنی سواریوں پر سفر کرتے ہیں، دورانِ

سفر بڑے آرام سے قرآن کے کئی کئی پاروں کی تلاوت ہو سکتی ہے......!

دورانِ سفر کسی بھی اہم کتاب کا دقتِ نظر سے مطالعہ ہو سکتا ہے لیکن افسوس کہ آمد و رفت کا سارا وقت دوستوں، ساتھیوں کے ساتھ گپ شپ میں ضائع کر دیا جاتا ہے لیکن قرآن یا کسی کتاب کا مطالعہ نہیں ہوتا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے ہمارے ذی وقار شیخ مکرم اثری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دفعہ بتایا کہ ہم نے پیر بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ پوچھا آپ روزانہ قرآن پاک کے کتنے پاروں کی تلاوت کرتے ہیں......؟ تو وہ فرمانے لگے: گھر پر رہتے ہوئے دو تین پاروں کی تلاوت کر لیتا ہوں لیکن جب سفر پر ہوتا ہوں سات آٹھ پاروں تک تلاوت کرنے کی سعادت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہم نے پوچھا وہ کیسے......؟ تو پیر صاحب رحمہ اللہ فرمانے لگے: گھر میں رہتے ہوئے لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بہت زیادہ جاری رہتا ہے اس لیے تلاوت وغیرہ کا زیادہ موقع نہیں ملتا لیکن جب سفر پر ہوتا ہوں تو وہاں آنے جانے والا کوئی نہیں ہوتا تو میں یکسوئی قرآن پاک کی تلاوت ہی کرتا رہتا ہوں۔

ہم اپنے پیارے خطبائے کرام کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کو فضولیات میں ضائع مت کریں، صرف اپنی مناسب نیند پوری کرنے کے بعد دن کے کسی حصے میں مطالعہ کے لیے وقت خاص کریں اور اپنے موبائل کے ذریعے اپنے سینئر مشائخ کے ساتھ مکمل رابطہ میں رہیں اس سے آپ کے دعوت اور آپ کی شخصیت کو چار چاند لگ جائیں گے، ہماری تو دلی دعا ہی یہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اپنے دین کو غالب فرمائے اور آپ کے لیے

دین و دنیا اور آخرت کی تمام راہیں آسان کر دے۔ رحم اللہ من قال آمینا

## فروعی مسائل کو اچھالنے کی کوشش نہ کریں:

دین میں جس مسئلے کی جو اہمیت ہو اسے وہی حیثیت دینی چاہیے بعض فروعی اور اختلافی مسائل کو اچھال کر اور پھر انہی کی بنیاد پر جنّت، جہنّم میں پہنچا دینا حد درجہ سفیہانہ طرزِ عمل ہے۔ میں ایک حضرت صاحب کا بیان سن رہا تھا وہ آمین بالجہر کا ذکر کرتے تھے اور جو اونچی آمین نہیں کہتے تھے ان کے خلاف جہنّم والی آیت پڑھتے تھے، پھر وہ رفع الیدین کی بات کرتے اور تارکین رفع الیدین کے خلاف جہنّم والی آیات پڑھنی شروع کر دیتے، اسی طرح سلسلہ جاری رہا وہ بعض فروعی اختلافات کا ذکر کرتے رہے اور لوگوں کو جہنّم کے کنارے پہنچاتے رہے اور سامعین اور قوم آگے سے واہ......واہ......کرتی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خدارا......اللہ سے ڈر جاؤ......! سنّت کی اہمیت بیان کرو اور خوب بیان کرو، یہی ہمارا طرہ امتیاز ہے لیکن سنّت کی اہمیت بیان کرنے کے لیے بازاری اور جاہلانہ طور طریقے چھوڑ کر عالمانہ، حکیمانہ اور ناصحانہ روش اختیار کریں، اس سے سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو حق قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ!

لیکن کیا کریں...... ہمارے بعض خطبا خطابت کی دنیا میں جنم بعد میں لیتے ہیں اور بھڑکیں پہلے شروع کر دیتے ہیں۔ اللہم اھد قومی فانہم لا یعلمون

اور جاہل عوام آگے سے قہقہے لگا کر ایسے محفوظ ہوتی جیسے مسجد میں نہیں کسی

تھیٹر میں بیٹھے ہوئے ہوں اور اگر کوئی شریف عالم دین اس بات کا محاسبہ کرے تو بس پھر اس کی خیر نہیں......!!! لیکن اللہ کی مدد ساتھ رہے جس کی توفیق سے ہم حق بات لکھنے اور کہنے کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں جن لوگوں کو مسجد اور اپنے منصب کے تقدس کا خیال نہیں اگر ہم ان کی اصلاح حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر لیں ان شاء اللہ انصاف کی دنیا میں اسے حق ہی جانا جائے گا۔ باذن اللہ تبارک وتعالیٰ

آپ کا خیرخواہ

ابوالحسن عبدالمنان راسخ

# مسنون خطبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

مسنون خطبہ کا اہتمام کرنا آپ کے متبع سنت ہونے کی واضح دلیل ہے۔

# روحانیت کا خزانہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ [1]

''اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا و سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا و امامنا فی الاخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

---

[1] المائدہ: 6

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اپنی آخرت بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی مہلت بھی ہے اس لیے دنیا کی زندگی کو نہایت ہی احتیاط سے اور پاکیزہ مقاصد کے لیے بسر کرنا چاہیے۔ آج لوگ دنیاوی زندگی کو بری طرح برباد کر رہے ہیں اور شیطان کے ساتھ جہنّم جانے کے لیے بالکل تیار کھڑے ہیں جب کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہم کو ہمہ وقت اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ کسی طرح ہم شیطانی وسوسات سے بچ جائیں اور گناہوں سے پاک زندگی گزار کر نہایت پاکیزگی کے ساتھ اپنا سفر آخرت شروع کریں۔

دنیاوی زندگی میں ہر طرح کی آسانی اور ہر طرح کی خیر کو حاصل کرنے کا بہترین اور آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم ہمہ وقت وضو کی حالت میں رہیں، باوضو رہنے سے جہاں دنیاوی زندگی کی رونقیں دوبالا ہو جاتی ہیں وہاں اُخروی زندگی کے تمام اعلیٰ درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔

وضو ایک مستقل عبادت ہے آپ اس کو سادہ لفظوں میں روحانیت کی وردی اور تقوے کا لباس کہہ سکتے ہیں، باوضو رہنے سے جو ایمانی اور روحانی کیفیات مسلمان پر طاری ہوتی ہیں ان کو لفظوں میں بیان کرنا آسان نہیں ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جو اطمینان، سکون اور سُرور اللہ تعالیٰ نے وضو کی حالت میں رکھ دیا ہے اس کا مقابلہ

نہیں کیا جا سکتا۔ باوضو رہنے سے جہاں ہر نیکی اپنی معراج کو پہنچ جاتی ہے وہاں پر انسان شیطانی وسوسات سے بچ کر ملکوتی حصار میں چلا جاتا ہے۔

ماہرین نفسیات اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق وضو کئی ایک روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہے، باوضو شخص غصے اور بری خواہشات وشہوات کے چنگل سے بھی کافی حد تک بچا رہتا ہے۔ آج لوگوں کو باوضو رہنے کا شوق نہیں رہا جب کہ باوضو رہنا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں نہایت پسندیدہ عمل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے بے شمار رحمتیں اور برکتیں عطا فرماتے ہیں اور ہم تو اسے روحانیت کا خزانہ ہی سمجھتے ہیں کہ جو شخص ایمان، اسلام اور قربِ الٰہی کی مٹھاس حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے سب سے پہلی بنیاد اور سب سے پہلی سیڑھی یہی ہے کہ وہ باوضو رہنے کو اپنا معمول بنائے۔ جب بھی وہ قضائے حاجت وغیرہ سے فارغ ہو تو مسنون طریقے سے وضو کرے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صحیح حدیث سے اپنی بات کا آغاز کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور یہ بات یاد رہے کہ وضو کی نیت کے لیے کوئی خاص الفاظ نہیں ہیں بلکہ نیت دل کے ارادے ہی کا نام ہے، بسم اللہ پڑھ کر وضو کا آغاز کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ

دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ مَرَّةً وَيَدَيْهِ مَرَّةً وَرِجْلَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الصَّلَاةَ إِلَّا بِهِ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ تَوَضَّأَ

ضَاعَفَ اللّٰهُ لَهُ الْأَجْرَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا وَقَالَ: هٰكَذَا وُضُوْءُ نَبِيِّكُمْ وَالنَّبِيِّيْنَ قَبْلَهُ أَوْ قَالَ: هٰذَا وُضُوْئِيْ وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ ①

''رسول اللہ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایا اس وضو کے بغیر اللہ عزوجل نماز کو قبول ہی نہیں کرتے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی منگوایا اور تمام اعضائے وضو کو دو' دو مرتبہ دھونے کے بعد ارشاد فرمایا: جس نے اس طرح وضو کیا اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر عطا فرمائیں گے، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی منگوایا اور اعضائے وضو کو تین' تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: یہ تمہارے نبی اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی وضو تھا۔''

یعنی اعضائے وضو کو تین' تین مرتبہ دھونا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر امام الانبیاء ﷺ تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کے طریقے کے مطابق وضو کرنا ہے۔

آپ ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئیں، پھر تین مرتبہ کلّی کرتے ہوئے تین مرتبہ ناک میں پانی داخل کریں، پھر تین مرتبہ اپنے پورے چہرے کو اچھی طرح دھوئیں اور اس کے بعد کہنیوں تک اپنے بازو دھولیں، پھر ایک بار اپنے پورے سر کا مسح کریں اور آخر میں دونوں پاؤں کو تین' تین مرتبہ دھوئیں۔ بعض روایات کے مطابق تین مرتبہ

① سلسلہ احادیث صحیحہ: 261

سر کا مسح کرنا بھی درست ہے۔

بہر صورت سنّت کے مطابق وضو کرنا جہاں نماز کو پڑھنے اور قرآن کو چھونے کے لیے ضروری ہے وہاں شب و روز وضو کی حالت میں رہنا حتی کہ باوضو سونا حد درجہ فضیلت والا عمل ہے۔ اب میں آپ کے سامنے نہایت اختصار سے وضو کی دس برکات اور اس کے دس فائدے بیان کرتا ہوں جن میں دین و دنیا کی تمام سعادتیں سمٹ کر آ چکی ہیں۔ اللہ العالمین نے قرآن مجید میں وضو کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ①

”اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو۔“

کلّی اور ناک میں پانی داخل کرنے کا حکم صحیح احادیث میں موجود ہے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا سرے سے انکار ہی کر دے تو کسی صورت اس کا وضو مکمل نہیں ہو سکتا اور جب وضو مکمل نہیں ہوگا تو نماز بھی قبول نہیں ہوگی اور جب نماز ہی قبول نہیں ہوگی تو پھر انسان کو اسلام اور ایمان بھی اس کے کچھ کام نہیں آئے گا۔ اس لیے قرآن کی طرح تمام احادیثِ صحیحہ بھی حجت ہیں۔

---

① المائدہ:6

آج کل کئی روشن خیال محققین حضرات نے انکارِ حدیث کے نت نئے اصول وضع کر رکھے ہیں جن میں خواہشِ نفس کی پیروی اور حضرات محدثین کرام کے پاکیزہ منہج سے انحراف کے سوا کچھ نہیں......!

آیئے......! میں آپ کے سامنے باوضو رہنے کی خیر و برکات کو قدرے تفصیل سے بیان کروں، میں اپنے موضوع میں وضو کے طبّی فوائد بیان کرنے سے گریز کروں گا کیونکہ یہ مضمون اپنی جگہ الگ ایک خطبے کا محتاج ہے کہ وضو کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمان کو کس قدر مہلک جراثیم اور بیماریوں سے محفوظ فرماتے ہیں اور وضو کی وجہ سے مسلمان کس قدر صحتمند اور توانا رہتا ہے......ان میں سے کسی بات کا ذکر نہیں ہوگا صرف وضو اور باوضو رہنے والے کی عزت، عظمت اور اس کی شان کو صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

## ① اتباعِ رسول:

رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر محبوب ادا کو اپنانا اس قدر عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جہاں اپنے بندے سے محبت کرتے ہوئے اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں وہاں جنّت میں اس کو رسول اللہ ﷺ کا ساتھ بھی عطا فرمائیں گے۔

شب و روز ہمہ وقت باوضو رہنا رسول اللہ ﷺ کا محبوب طریقہ ہے، آپ دن رات باوضو رہیں، قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد ذرّہ بھر تاخیر کیے بغیر دوبارہ وضو بنالیں......! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باوضو رہنے کا

معمول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ تَوَضَّأَ ①

''آپ علیہ الصلوۃ والسلام جب بھی بیت الخلا سے نکلتے تو وضو کرتے۔''

آپ علیہ الصلوۃ والسلام بیت الخلا سے نکلنے کے بعد وضو کرنے میں اس قدر جلدی کیا کرتے تھے کہ ایک سفر میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو فوراً فَيَتَمَسَّحُ بِالتُّرَابِ ''مٹی کو چھو کر تیمم کر لیا'' ایک ساتھی نے کہا: اللہ کے رسول! إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيبٌ ''بلاشبہ پانی تو تھوڑے فاصلے پر ہی تھا، آپ فوراً تیمم کرنے کی بجائے وہاں پہنچ کر وضو کر لیتے' آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس موقع پر ایک تاریخ ساز ہمیشہ یاد رکھنے والا بول بولتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلِّيْ لَا أَبْلُغُهُ ②

''مجھے تو اس کا یقین نہیں تھا شاید کہ میں وہاں نہ پہنچ پاتا'' اللہ اکبر!

یعنی آپ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے ہر وقت اپنی موت کو اس قدر یاد رکھتے تھے کہ آپ نے فرمایا: نہ جانے پانی تک میں نے پہنچنا تھا یا نہیں......؟ اس لیے میں نے فوراً تیمم کرتے ہوئے طہارت حاصل کر لی۔

حضراتِ گرامی قدر......!

آپ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو باوضو رہنا

---

① مسند احمد: 25561 سلسلہ احادیث صحیحہ: 3481

② مسند احمد: 2614 سلسلہ احادیث صحیحہ: 2629

کس قدر پسند تھا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام قضائے حاجت کے بعد کس قدر جلدی سے وضو اور طہارت کا اہتمام فرمالیا کرتے تھے۔ آپ کے لیے حیرت کی بات ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ جنابت میں بھی باوضو ہی رہا کرتے تھے یعنی اگر کسی وجہ سے غسل جنابت میں تاخیر ہوجاتی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام کم از کم فوراً وضو بنالیا کرتے تھے اور حالتِ جنابت میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام وضو کیے بغیر بستر پر نہیں لیٹتے تھے۔

امّ المومنین آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول نقل کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ

كَانَ إِذَا أَرَادَ أَن يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ [1]

"آپ علیہ الصلوۃ والسلام جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے۔"

سامعین کرام......!

مندرجہ بالا تینوں دلائل سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب وروز باوضو رہتے تھے، باوضو رہنا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی محبوب سنّت ہے اور جو شخص آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی اس محبوب سنّت کو آج زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دین ودنیا اور آخرت کے سب خزانے نصیب فرمادیں گے۔

## (2) ایمان کی نشانی:

ہمہ وقت باوضو رہنا سچے ایمان کی نشانی ہے، منافق شخص ہمہ وقت وضو میں نہیں رہ سکتا۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور کمزوری کو چیک کرنے

---

(1) سنن نسائی: 257

کے لیے وضو تھرمامیٹر کا کام دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ

اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ①

''وضو آدھا ایمان ہے۔''

یعنی وضو کی حالت میں انسان کا ایمان تروتازہ رہتا ہے، وضو خلافِ ایمان حرکات وسکنات کرنے سے کافی حد تک روکے رکھتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ②

''مومن کے علاوہ کوئی شخص بھی وضو پر ہمیشگی نہیں کر سکتا۔''

اور ایک روایت میں ''وَلن یحافظ'' کے الفاظ بھی موجود ہیں کہ مومن کے علاوہ ہرگز کوئی شخص باوضو نہیں رہ سکتا' ہمہ وقت باوضو رہنا یہ مومن ہی کی شان اور آن ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے ہم نے اپنی زندگی میں جن مشائخ اور احباب کو باوضو رہتے ہوئے دیکھا ہے ان کے ایمان کی بلندی اور مزاج کی پختگی کو اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے بلاشبہ باوضو رہنا انسان کو ایمان کی معراج پر لے جاتا ہے۔

## ③ فرشتوں کا ساتھ:

شیطانی وسوسات سے محفوظ رہنے کا آسان طریقہ باوضو رہنا ہے، ہمہ وقت

---

① جامع ترمذی:3517

② مسند احمد:22378-22433 سلسلہ احادیث صحیحہ:115

باوضو رہنے والے لوگ کافی حد تک شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رہتے ہیں اور ایسے لوگوں کو رحمت کے فرشتوں کا خصوصی پروٹوکول دیا جاتا ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق صبح کے وقت جب بندہ بیدار ہوتا ہے اور اس کے بعد وضو بنالیتا ہے تو وہ شیطان کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ إِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ①

''اگر کھڑا ہوا اور وضو کر لیا تو شیطان کی دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔''

اسی طرح جو شخص رات کو باوضو اپنے بستر پر لیٹتا ہے تو ساری رات رحمت کا فرشتہ اس کی نگرانی کرتے ہوئے اس کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہتا ہے۔

امام الانبیاء ﷺ کا فرمان ہے کہ

مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِيْ شِعَارِهِ مَلَكٌ لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ : اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانًا فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا ②

''جس نے باوضو رات گزاری تو اس کے پہلو میں ایک فرشتہ بھی رات گزارتا ہے، سونے والا رات کی جس گھڑی بھی بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ یہی کہتا ہے: اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کر دے! اس نے

---

① صحیح البخاری:3269

② سلسلہ احادیث صحیحہ:2539

وضو کی حالت میں رات گزاری ہے۔''

سامعین کرام غور فرمائیں......!

اگر آپ باوضو اپنے بستر پر لیٹیں گے تو ایک فرشتہ آپ کے سرہانے ساری رات گزارے گا اور اسی طرح آپ کی بیوی اور آپ کے بچے بچیاں باوضو لیٹنے کو اپنا معمول بنالیں تو ہر ایک کے سرہانے رحمت کا فرشتہ بطورِ نگران پوری رات گزارے گا اور ان کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہے گا۔

قسم بخدا......! اگر یہ سعادت ہمارے گھرانے کو حاصل ہو جائے تو دنیا میں بھی ہمارے گھرانے رحمت و راحت اور سعادت کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔ گھروں میں فرشتوں کا آنا قارون کے خزانوں کی آمد سے بھی ہزار درجے بہتر ہے، لیکن افسوس کہ ہمیں اس بات کی قدر ہی نہیں......!

## ④ محبتِ الٰہی کا حصول:

اللہ تعالیٰ کی محبت دنیا کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے، بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس سرمایے کو حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں اور یہ سرمایہ اللہ تعالیٰ باوضو رہنے والے مومن کو بالکل مفت عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ بات اس قدر یقینی ہے کہ قرآن مجید کی آیت پکار پکار کر کہتی ہے کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والوں اور پورے اہتمام سے وضو

---

[1] البقرہ:222

کرنے والے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔"

یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں" اسی طرح جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی محبّت نصیب ہوتی ہے گویا کہ اس کو دنیا و آخرت کے سب خزانے ہی نصیب ہو جاتے ہیں۔ آپ وضو کرتے ہوئے اس احساس اور شعور کو بیدار رکھا کریں کہ میں وضو اس لیے بھی کر رہا ہوں کہ اس سے مجھ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے خزانے نصیب ہوں گے۔ سبحان اللہ!

جب وضو کرتے ہوئے بیان کردہ فضیلتیں آپ کے سامنے ہوں گی تو حالتِ وضو میں ہی آپ عجیب راحت، لذت اور حلاوت محسوس کریں گے جو کہیں کسی دوسری چیز میں نظر نہیں آتیں۔

## ⑤ دعاؤں کی قبولیت:

باوضو رہنا ایمان کی نشانی ہے، باوضو رہنے والا فرشتوں کے پڑوس میں رہتا ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی خاص محبتیں حاصل ہوتی ہیں ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے منہ سے نکلنے والی دعائیں رد تو نہیں ہو سکتیں! رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ طَاهِرًا فَيَتَعَارَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ إِلَّا اٰتَاهُ إِيَّاهُ ①

"جو مسلمان بھی اللہ کو یاد کرتے ہوئے وضو کی حالت میں رات گزارتا

---

① سلسلہ احادیث صحیحہ: 3288

ہے، رات کی کسی گھڑی وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور بالضرور وہ بھلائی عطا فرما دیتے ہیں۔''

سامعین کرام......!

اندازہ فرمائیں کہ وضو کے معاملے میں غفلت کرنے والا شخص کس قدر برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں کے بے وضو رہنا گناہ نہیں لیکن بہت بڑی محرومی ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو وضو کے ذریعے حاصل ہونے والی ہر خیر اپنی رحمت سے عطا فرمائے۔ آمین!

## ⑥ نیکیوں کا ملنا:

ہمارے ہاں اکثر نمازی احباب کا مسجد میں جا کر وضو کرنا معمول بن چکا ہے جبکہ گھر سے وضو بنا کر مسجد کی طرف جانا حد درجہ عزت وعظمت اور فضیلت والا عمل ہے۔ ایک صحیح حدیث کے مطابق باوضو ہو کر گھر سے مسجد کی طرف جانے والا شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں اس شخص کی طرح ہی محترم ومعزز ہے جو احرام باندھ کر بیت اللہ کا رخ کرے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے جو شخص گھر سے وضو بنا کر مسجد کی طرف نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اٹھنے والے ایک ایک قدم کا اس قدر حیا کرتے ہیں کہ اس کے لیے لِكُلِّ خُطْوَةٍ تُكْتَبُ حَسَنَةٌ ''ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حسنةً [1]

---

[1] صحیح مسلم:654

ہے، رات کی کسی گھڑی وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور بالضرور وہ بھلائی عطا فرما دیتے ہیں۔''

سامعین کرام......!

اندازہ فرمائیں کہ وضو کے معاملے میں غفلت کرنے والا شخص کس قدر برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں کے بے وضو رہنا گناہ نہیں لیکن بہت بڑی محرومی ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو وضو کے ذریعے حاصل ہونے والی ہر خیر اپنی رحمت سے عطا فرمائے۔ آمین!

## ⑥ نیکیوں کا ملنا:

ہمارے ہاں اکثر نمازی احباب کا مسجد میں جا کر وضو کرنا معمول بن چکا ہے جبکہ گھر سے وضو بنا کر مسجد کی طرف جانا حد درجہ عزت و عظمت اور فضیلت والا عمل ہے۔ ایک صحیح حدیث کے مطابق باوضو ہو کر گھر سے مسجد کی طرف جانے والا شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں اس شخص کی طرح ہی محترم و معزز ہے جو احرام باندھ کر بیت اللہ کا رخ کرے۔ اور آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے جو شخص گھر سے وضو بنا کر مسجد کی طرف نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اٹھنے والے ایک ایک قدم کا اس قدر حیا کرتے ہیں کہ اس کے لیے لِكُلِّ خُطْوَةٍ تُكْتَبُ حَسَنَةٌ ''ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حسنةً ①

① صحیح مسلم: 654

سامعین کرام......!

آپ اپنی زندگی میں بڑی آسانی سے نیکیوں کا انبار لگا سکتے ہیں اس کے لیے کسی بہت بڑی محنت اور مشقت کی ہرگز ضرورت نہیں، آپ گھر سے وضو کرنے کو اپنا معمول بنالیں تو نیکیوں کا انبار لے کر آپ اپنے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

## ⑦ گناہوں کی بخشش:

وضو ایک ایسی عبادت اور نیکی ہے کہ جس سے صرف ثواب ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ وضو کی بدولت اپنے مومن کے سب گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

وضو کے فلسفے اور اس کی روح کو سمجھ کر مسنون طریقے کے ساتھ وضو کرنے والا شخص گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا کہ وہ آج ہی ماں کے پیٹ سے دنیا میں آیا ہے۔ وضو کا پانی گناہوں کے ڈھیروں کو کس قدر بہا کر لے جاتا ہے اس کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

1... مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ [1]

”جس نے خوب اچھے طریقے سے وضو کیا تو گناہ اس کے جسم حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے تک سے بھی نکل جاتے ہیں۔“

2... حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ [2]

---

[1] صحیح مسلم: 245

[2] صحیح مسلم: 244

"وضو کے بعد وہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔"

3... غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ وَ مِشْيَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً [1]

"اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور باوضو شخص کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا نیکیوں میں مزید اضافے کا باعث ہوتا ہے۔"

اندازہ فرمائیں کہ گناہوں کی بخشش میں وضو جیسے مبارک عمل کو کس قدر بنیادی حیثیت حاصل ہے بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہمہ وقت وضو کی حالت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے سب خزانے لوٹ لیتے ہیں......!

## 8 درجات کی بلندی:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنت میں ملنے والی پہل اور بلندی کا راز بھی وضو ہی تھا کہ وہ ہمہ وقت وضو کی حالت میں رہتے اور جب بھی وضو بناتے حسب توفیق کچھ نوافل ضرور ادا کر لیا کرتے تھے۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ باوضو انسان بڑی ہی قابل رشک شخصیت کا مالک ہے، باوضو مومن اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے بلکہ اس شخص کا اللہ تعالیٰ میزبان ہوتا ہے اور وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان بھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توقیر اور اس کے اکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ وَجَآءَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ زَآئِرُ اللهِ وَحَقٌّ

---

[1] صحیح مسلم:229

عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُّكْرِمَ الزَّائِرَ

''جو وضو کر کے مسجد میں آیا وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ وہ اپنی ملاقات کو آنے والے مہمان کی عزت کرے۔''

یعنی باوضو مومن کا پہلا درجہ یہ ہے کہ وہ کسی انسان کا نہیں بلکہ رحمان کا مہمان ہوتا ہے اور جو رحمن کا مہمان ہو اس کو دونوں جہانوں میں کوئی خوف اور غم لاحق نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ سخت سردی اور سخت گرمی میں تنگی برداشت کرتے ہوئے جو پورے اہتمام سے وضو کرتا ہے اور باوضو رہتا ہے وہ شخص عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ ''وہ شخص بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ ہی اسے موت آئے گی'' اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرمائے گا اور بالخصوص درجات کی بلندی کا ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ باوضو شخص کا جو قدم بھی مسجد کی طرف اٹھاتا ہے رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ ''اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

دوسری روایت کے مطابق بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةٌ ''ہر قدم کے بدلے درجہ بلند کیا جاتا ہے اور صحیح مسلم کے الفاظ کے مطابق

فلم يخط خُطْوَةً إلا رُفِعَ لَهُ بها درجةٌ

''جو قدم بھی وہ اٹھاتا ہے اس کے بدلے اس کے لیے جنّت میں ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔'' سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

آج کوئی شخص کسی عام محلے سے نکل کر کسی اچھی کالونی یا ٹاؤن میں چلا جائے تو وہ اس کو اپنے لیے بہت بڑی کامیابی سمجھتا ہے اور اسی طرح اگر کسی سرکاری ملازم کا سکیل بڑھ جائے تو مارے خوشی کے اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے!

لیکن کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص......؟

کس قدر سعادت مند ہے وہ انسان......!

جو باوضو اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک قدم کے بدلے جنت میں اس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!

آپ ان احادیث کو عام فہم انداز میں یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ وضو کے بعد مسجد کی طرف اٹھنے والا ہر قدم صرف مسجد کی طرف ہی نہیں اٹھتا بلکہ وہ جنت کی بلندی کی طرف آگے بڑھتا ہے۔

## ⑨ مومن کا زیور اور نور:

وضو مسلمان کا زیور ہے اور اسی زیور میں قیامت کے روز ایک ایسی چمک پیدا ہوگی کہ جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے سچے امتی کو پہچان لیں گے اور اس کو حوضِ کوثر کا جام پیش کریں گے۔ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ [1]

''مومن کا زیور وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچتا ہے۔''

---

① سلسلہ احادیث صحیحہ: 252

اسی سعادت کو امام کائنات ﷺ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے:

أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ

''مکمل وضو کرنے کی وجہ سے قیامت کے روز تمہارے پانچوں اعضا چمک رہے ہوں گے۔'' ①

حضراتِ ذی وقار......!

کون ہے جو قیامت کے دن کی ہولناکی اور سختی سے آگاہ نہیں......؟

ہر شخص جانتا ہے کہ قیامت کے دن نفسانفسی کا ایسا عالم ہوگا کہ کسی کو کسی دوسرے کی کوئی فکر نہیں ہوگی ہر کوئی اپنے نکلنے کی راہ ڈھونڈ رہا ہوگا۔ لیکن وہ لوگ کس قدر قابل رشک ہوں گے کہ جن کے چہرے وضو کی وجہ سے چمک رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی انہیں لوگوں میں سے کر دے۔ آمین!

## ⑩ جنّت کے دروازوں کا کھلنا:

جو مومن وضو سے اپنی عبادت کے سفر کا آغاز کرتا ہے تو اسے بالآخر اپنی منزل ''جنّت'' نصیب ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سنّت کے مطابق وضو کرنے کے بعد

أَشْهَدُ أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له
وأشهد أن محمدًا عبدهُ و رسوله پڑھتا ہے تو

---

① صحیح البخاری:136

فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ [1] ''اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔'' اسی طرح باوضو شخص کو جنّت کی بشارت دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَرَجُلٌ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ بِصَلَاتِهِ فَإِنْ مَّاتَ فِيْ وَجْهِهِ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ [2]

''ایسا شخص جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر وہ نماز کے لیے مسجد کی طرف نکلا اگر اسی کیفیت میں اسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اس بات کے ضامن ہیں کہ اسے لازمی طور پر جنّت میں داخل کریں۔''

## وضو کی روح اور اس کا فلسفہ:

آج کے مضمون کی سب سے اہم بات کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وضو کو اور وضو کی حالت میں رہنے والے شخص کو اس قدر عظیم اور بلند و بالا مقام و مرتبہ کیوں عطا کیا ہے......؟

جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وضو چند لمحوں میں مکمل ہو جاتا ہے تو کیا خیال ہے محض مخصوص اعضا کو دھو لینے کے فوراً بعد ہی بیان کردہ تمام فضیلتیں حاصل ہو جائیں گی......؟ یا اس کے پیچھے کوئی اور حقیقت اور راز ہے......؟ یقیناً جب ہم اس بات

---

[1] صحیح مسلم:234 جامع ترمذی:55 ابن ماجہ:470

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ:3384

پر غور کرتے ہیں تو ہمارے اسلاف نے طہارت کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں:

طہارتِ حسّیہ: جس کو طہارتِ ظاہرہ بھی کہتے ہیں جیسا کہ ظاہری طور پر وضو کرتے ہوئے مخصوص اعضا کو دھویا جاتا ہے۔

طہارتِ معنویہ: جس کو طہارتِ باطنہ بھی کہتے ہیں یعنی انسان اپنے جسم کے اعضا کو ہر قسم کی نافرمانی اور ظلم سے بچا کر رکھے۔

امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ غزالی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''احیاعلوم الدین'' اور ''المرشد الامین'' میں دوٹوک الفاظ میں اس بات کو تحریر کیا ہے کہ وضو کے تمام فوائد وثمرات اور وضو کی تمام برکات اور وضو کے ذریعے حاصل ہونے والے تمام روحانی خزانے صرف اور صرف اسی شخص کو حاصل ہوں گے جو ظاہری وضو کے ساتھ ساتھ طہارتِ معنویہ اور طہارتِ باطنہ کا بھی خیال رکھے۔

① ...... ہاتھ کو دھوتے وقت:

اس بات پر غور کرے کہ جن ہاتھوں کو ظاہری طور پر دھونے کے بعد میں ان کو اپنے سینے پر باندھ رہا ہوں کیا وہ میرے ہاتھ ظلم سے پاک ہیں......؟

کیا میں نے ان کے ذریعے جو لوگوں کا حق چھینا تھا وہ واپس کر دیا ہے......؟

کیا یہ میرے ہاتھ اور بازو اس قابل ہو چکے ہیں کہ انکو رب کی بارگاہ میں پیش کیا جائے......؟

یہ وہ اصل اور مغز ہے یہ وضو کرتے وقت اس بات کا پورا پورا دھیان ہر مسلمان

کے لیے نہایت ضروری ہے وگرنہ ظاہری طور پر ہاتھ کا دھونا کسی کام نہیں آئے گا۔

②...... چہرہ دھوتے وقت:

اس بات پر غور کرے کہ کیا واقعتہً میرا چہرہ اس قابل ہو چکا ہے کہ میں اس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں......؟ کیا میری زبان اور میری نگاہ اور میرا منہ اس قابل ہے کہ اس کو رب کے سامنے رکھا جائے......؟

یاد رکھو......! جو لوگ چوری چھپے ایسے گناہ کرتے ہیں کہ اگر ان کے گناہوں کا لوگوں کو علم ہو جائے تو وہ ان کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں ایسے لوگ کس منہ سے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں......؟

چہرہ دھوتے ہوئے ہمیں چہرے کی طہارتِ معنویہ کا بھی خیال رکھنا چاہیے وگرنہ ظاہری طور پر منہ دھو لینے سے اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا......!

③...... سر کا مسح کرتے ہوئے:

سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رہے کہ سر تمام وجود کا سردار ہے کیا مسح کی برکت سے میرے دماغ کا فتور ختم ہو گیا ہے......؟

کیا خود کو میں نے اللہ کا عاجز بندہ سمجھ لیا ہے......؟

کیا کبر و غرور کا تصوّر میری کھوپڑی سے دور ہو گیا ہے......؟

کیا مسح کرنے سے جو میرے دماغ میں خنّاس تھا کہ میں بڑی چیز ہوں وہ خنّاس نکل گیا ہے......؟

اگر مسح کرتے ہوئے ذہنی طہارت بھی حاصل ہو جائے تو سمجھ لو آپ کا مسح

اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور مسح کے ذریعے حاصل ہونے والی تمام برکتیں آپ کو دی جائیں گی ورنہ پانچ وقت اپنے سر پر جو وائپر آپ لگاتے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں......! مسح کرنے کو آپ اپنی زبان میں وائپر پھیرنا ہی سمجھ لیں جس طرح فرش پر وائپر پھیرنے سے وہ صاف ہو جاتا ہے اسی طرح مسح کرنے سے تمام دماغی بیماریاں دور ہونی چاہئیں......!

④......دونوں پاؤں دھوتے ہوئے:

اس بات کا احساس رہنا چاہیے کہ کیا میرے پاؤں گرد و غبار سے صاف ہو کر حقیقی طور پر بھی اس قابل ہو چکے ہیں کہ اب میں ان پر چلتے ہوئے خدا کی طرف جاؤں......؟

اگر آپ انہیں پاؤں سے مجرمانہ حرکتیں کرنے کے عادی ہیں اور اگر یہی پاؤں بڑی تیزی کے ساتھ گناہ کی طرف بڑھتے ہیں تو پھر آپ کس منہ سے اللہ کے راستے کی طرف بھاگے جا رہے ہیں......؟

سامعین کرام......!

جب انسان مسنون وضو کرتے ہوئے وضو کی روح اور اس کے فلسفے کو بھی سمجھنے کی کوشش کرے تو جسم و روح کی طہارت کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہو سکتا......! وضو روحانیت کا خزانہ ہے اسی کے ذریعے نیکیوں کا جذبہ پروان چڑھتا ہے لیکن یہ سبھی کچھ تب نصیب ہوگا اگر ہم وضو کی روح اور اس کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

☆...... ہاتھ دھوتے ہوئے اس بات کا عزم کریں گے کہ اب میں اپنے ہاتھوں سے ساری زندگی حق اور سچائی کو تھامے رکھوں گا

☆......اور منہ دھوتے ہوئے اس بات کا پختہ ارادہ کریں گے کہ اب میں نے اللہ کے لیے اپنا منہ دھولیا ہے اب اس کو ساری زندگی غیروں کی طرف نہیں کروں گا بلکہ میں اور میرا چہرہ رب کے حوالے ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک انبیاء ورسل علیہم السلام سمیت ہر شخص کو یہی حکم دیا ہے:

اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ''اپنے چہرے کو یکسو ہو کر اللہ کی طرف متوجہ کرو''

☆......اور مسح کرتے ہوئے اس بات کا پکا ارادہ کرلے کہ اب میں نے سر کے گرد و غبار کو صاف کرنے کے بعد اپنے سر پر عاجزی وانکساری اور بندگی کا تاج رکھ لیا ہے۔ ساری زندگی اب میں اس کو کبھی نہیں اتاروں گا......!

☆......اور پاؤں دھوتے وقت اس بات کا عہد کرلے کہ اب میں کبھی بھی حرام کی طرف اپنے قدموں کو نہیں اٹھاؤں گا۔

پیارے مسلمان بھائیو......!

جب آپ اس عزم سے مسنون وضو کریں گے تو بس پھر اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو جائیں......! نماز پڑھتے جائیں، اپنے رب سے سرگوشیاں کرتے جائیں اور قرب کی منزلیں طے کرتے جائیں، اب آپ کی معراج شروع ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو وضو کی روح سمجھ کر شب و روز ہمہ وقت باوضو رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

# ذکرِ توحید

## اور اس کے آٹھ فائدے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ [1]

”جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے وہ سب اللہ کی تسبیح میں لگی ہوئی ہے، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

---

[1] التغابن: 1

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آج ہمارے خطبے کا موضوع ''ذکرِ توحید'' ہے، یعنی توحید والا ذکر اور توحید والا وظیفہ۔ توحید تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی بنیادی دعوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں اور صحیفوں کا بنیادی مضمون ہے۔ اور یہ اس لیے کہ توحید ہماری روزمرہ کی پہلی ضرورت ہے اور اسی پر ہمارے تمام اعمالِ صالحہ کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔ عقیدہ توحید مضبوط اور حسین ہو تو انسان کا ذرہ بھر نیک عمل بھی پہاڑ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اس کا کوئی نیک عمل ردّی کی ٹوکری میں نہیں پھینکا جاتا اور اگر عقیدہ توحید مضبوط اور حسین نہ ہو، عمل تو در کنار ایسا شخص ہی اللہ تعالیٰ کو قابل قبول نہیں ہے، یعنی باطل عقیدے میں لتھڑا ہوا اور شرک کی غلاظت میں لت پت، حقیقی رب کو چھوڑ کر غیروں کو پوجنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان ہی نہیں بلکہ وہ حیوانوں سے زیادہ بدتر ہے۔

سامعین کرام......!

ذکرِ توحید اور اس کے 8 فائدے پوری دلجمعی اور محبت سے سماعت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بدلے دین و دنیا اور آخرت کے سب خزانے عطا فرمائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ذکرِ توحید سے بہت زیادہ محبت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر وحضر میں اکثر اوقات اسی نغمۂ توحید کو گنگناتے رہتے تھے۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

”اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اور ہر قسم کی حمد اسی کے لیے ہے اور وہی ہر چیز پر ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے۔“

## ذکرِ توحید سے محبتِ رسول ﷺ کی ایک جھلک:

رسول اللہ ﷺ تمام اذکار میں سے اس ذکر کے ساتھ بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔ اس کی **پہلی دلیل** تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد تین دفعہ پڑھتے تھے۔

①...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرضی نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [1]

②...... حضرت امام عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر فرض نماز کے بعد مندرجہ ذیل کلمات پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد ان

---

① صحیح البخاری:844، صحیح مسلم:593

کلمات کو پڑھنا رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ①

③..... امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے بعد

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

پڑھ کر 100 کی گنتی مکمل کرتے اور اس وظیفے کی بہت زیادہ عظمت بیان کرتے۔ ②

سامعین کرام......!

ان احادیثِ صحیحہ کو سن لینے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس ذکرِ توحید سے بہت زیادہ محبت تھی۔

اسی طرح **دوسری دلیل** یہ ہے کہ حج و عمرے کے موقع پر رسول

---

① صحیح مسلم:594

② صحیح مسلم۔ المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ و بیان صفتہ

اللہ ﷺ صفا و مروہ پر تین تین مرتبہ یہی کلمات دہرایا کرتے تھے:

صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے، بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد آپ ﷺ صفا پہاڑی کے قریب تشریف لائے فَرَقِیَ عَلَیْہِ حَتّٰی رَأَی الْبَیْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور آپ ﷺ نے قبلہ رُخ ہو کر یہی ذکرِ توحید پڑھا:

لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

آپ ﷺ کو ہِ صفا پر تین مرتبہ پڑھنے کے بعد مروہ پہاڑ پر بھی تین مرتبہ پڑھتے اور یہی عمل ساتویں چکر کے مکمل کرنے تک جاری رہتا۔

رسول اللہ ﷺ کا اس اہم اور مبارک موقع پر اسی ذکرِ توحید کا تکرار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اس کے ساتھ والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔

اور اسی طرح **تیسری دلیل** یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ ﷺ دورانِ سفر اور بالخصوص واپسی پر جب بھی کسی اونچے ٹیلے پر قدم مبارک رکھتے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے اور اس کے بعد یہی ذکر توحید پڑھتے۔

لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ②

---

① صحیح مسلم:1218، مشکوۃ المصابیح:2555

② صحیح البخاری:1797

## ذکرِ توحید سے محبّت کی وجہ:

رسول اللہ ﷺ کو اس ذکر سے بہت زیادہ محبّت تھی اور اس محبّت کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں ان میں سے تین اہم وجوہات یہ ہیں:

1 ...... اس ذکر میں ''اثباتِ توحید'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو نہایت مختصر اور شاندار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ توحیدِ ربوبیت، توحیدِ الوہیت اور توحیدِ اسماء وصفات کے ساتھ ساتھ مسئلہ توحید کے تمام اہم پہلو موجود ہیں۔

2 ...... اس ذکر میں ''ردِّ شرک'' ہے۔ اللہ تعالیٰ ذات وصفات کے اعتبار سے اکیلا ہے اور اس کی جملہ عبادات میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس جیسی صفت کسی میں ہے نہ اس کی صفت میں کوئی شریک ہے۔

3 ...... یہ ذکر کئی ایک مبارک کلمات کا مجموعہ ہے۔ اس میں کلمہ توحید بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شہنشائی کا بیان بھی، اس ذکر میں کلمہ حمد بھی ہے اور کلماتِ قدرت بھی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ذکرِ توحید نہایت اہم اور مبارک حروف اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔

سامعین کرام......!

اس وظیفے کی محبّت اور کثرت سے آپ دین ودنیا اور آخرت کے تمام خزانے اپنے دامن میں اکٹھے کر سکتے ہیں اور اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ [1]

---

[1] التغابن: 1

”جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے وہ سب اللہ کی تسبیح میں لگی ہوئی ہے، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

## ذکرِ توحید کا پہلا فائدہ:

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے بندے سے بہت زیادہ محبت فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبّت کا ایک انداز تو یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کا تذکرہ اپنے ملائکہ میں کرتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی محبّت کا دوسرا انداز یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کے ذکر والے کلمات کا جواب دیتے ہیں اور اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔

”ذکرِ توحید“ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اپنی زبان سے ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

صَدَقَ عَبْدِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ [1]

”میرے بندے نے سچ بولا ہے، واقعۃً میرے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، بادشاہت میرے لیے ہے اور ہر قسم کی حمد بھی میرے لائق ہے۔“

---

[1] سنن ابن ماجہ: 3794، صحیح ابن حبان: 851، سلسلہ احادیث صحیحہ: 1390، صحیح الجامع الصغیر: 713

سامعین کرام......!

اندازہ فرمالیں......! کہ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور خوشی کیا ہوسکتی ہے......؟ یہ کس قدر شرف وسعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق یہ فرمادیں کہ "میرے بندے نے سچ بولا ہے"

اور آپ یہ سعادت آپ ہر لحہ حاصل کر سکتے ہیں، اس ذکرِ توحید کو ہمہ وقت گنگناتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھری گواہی اپنے حق مسیں لکھواتے رہیں کہ صَدَقَ عبدی میرے بندے نے سچ بولا ہے۔ آج اگر باپ بیٹے کی بات سن کر یہ کہہ دے کہ اے میرے بیٹے تو نے سچ بولا ہے تو بیٹے کی خوشی کی انتہا ہو جائے گی اور اسی طرح ماں بیٹی کو کہہ دے کہ اے میری بیٹی تو نے سچ بولا ہے تو بیٹی بھی خوشی سے پھولی نہیں سمائے گی، استاد شاگرد کو یا کوئی بڑا افسر، وزیر آپ کو کہہ دے کہ جناب! آپ نے سچ بولا ہے تو خوشی سے آپ کے پاؤں زمین پر نہیں لگیں گے۔

لیکن وہ لوگ کس قدر خوش بخت اور سعادت مند ہیں کہ جن کے بارے میں ان کا پروردگار کہتا ہے کہ اے میرے بندے! تو نے سچ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ نے اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: 

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (1)

---

(1) التغابن: 1

## ذکرِ توحید کا دوسرا فائدہ:

یہ "ذکرِ توحید" اس قدر مقام و مرتبے کا حامل ہے کہ یہی ذکر تمام انبیاء علیہم السلام کا بہترین اور پسندیدہ وظیفہ رہا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے جن مبارک کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی ہے یہ "ذکرِ توحید" ان تمام مبارک کلمات سے اعلیٰ افضل اور بہتر ہے۔

اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح حدیث ہے:

خَيْرُ الدُّعَاءِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [1]

"بہترین دعا عرفہ والے دن میں ہے اور سب سے بہتر "بول" جو میں نے کہا ہے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا ہے وہ یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف کے لائق بھی وہی ہے اور وہی ہر چیز پر ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے۔"

اس حدیث نے دو باتیں واضح کر دیں:

1 ...... تمام دعاؤں میں سے سب سے بہترین دعا عرفہ والے دن کی دعا

---

[1] جامع الترمذی: 3585، سلسلہ احادیث صحیحہ: 1503، التعلیق الرغیب: 242/2۔ بعض روایات میں خیر کی جگہ افضل کا لفظ ہے۔ اور اس معنی و مفہوم کی تمام روایات حسن درجے کی ہیں۔

ہے۔ یعنی جو لوگ 9 ذوالحجہ کو میدانِ عرفات میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائیں کرتے ہیں وہ دعائیں بہت رُتبے والی اور جلد قبول ہونے والی ہیں۔ ہر موقعے پر کی جانے والی دعا بلاشبہ مقام و مرتبہ رکھتی ہے، دعا حرم میں مانگی جائے، دعا مسجدِ نبوی میں مانگی جائے، دعا بیت المقدس میں مانگی جائے یا دعا کسی عام مسجد میں مانگی جائے غرض کہ دعا جب بھی جہاں بھی اللہ سے مانگی جائے وہ شان اور مقام سے خالی نہیں ہے۔ لیکن سال بھر کی تمام دعاؤں میں سے سب سے بہترین اور جلد قبول ہونے والی دعا وہ میدانِ عرفات میں مانگی جانے والی دعا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ مجھے اور آپ کو بھی بار بار یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین!

2 ...... حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام نے جن کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی ہے ان کلمات میں سے سب سے اعلیٰ، افضل اور بہتر کلمات یہی ہیں جن کو ہم نے ''ذکرِ توحید'' کا نام دیا ہے اور آج آپ کے سامنے جس ذکر کی فضیلت بیان کر رہے ہیں۔

سامعین کرام......!

آپ غور تو فرمائیں کہ وہ انبیاء و رسل علیہم السلام جن کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے مزین ہے انہوں نے کس قدر بلند و بالا الفاظ میں اپنے اللہ کی عبادت اور اس کی تعریف کی ہوگی......؟ ان کے الفاظ میں حسن و جمال کا کیا عجب رنگ ہوگا......؟

**لیکن** ......ان کی زندگی بھر کے تمام کلمات میں سے جن الفاظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے بہترین اور افضل ترین قرار دیا ہے وہ کلمات یہی ''ذکرِ توحید'' ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی انبیاء و رسل علیہم السلام کے پسندیدہ اور بہترین ذکر کو معمول زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ①

## ذکرِ توحید کا تیسرا فائدہ:

اس ''ذکرِ توحید'' کی کثرت سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے نامۂ اعمال میں اجر و ثواب کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے 3 صحیح احادیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔

①...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس ''ذکرِ توحید'' کو ایک دفعہ اور دوسری روایت کے مطابق دس دفعہ صبح کے وقت پڑھ لے كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ سبحان اللہ

②...... امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دن میں 100 مرتبہ اس ''ذکرِ توحید'' کو پڑھا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ اس کے لیے 100 نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ ②

---

① التغابن:1

② صحیح البخاری:6403

③...... ایک مشہور حدیث ہے کہ جس کی صحت کے بارے میں علمائے محدثین کا اختلاف ہے، ہماری تحقیق کے مطابق صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت کثرتِ طرق کی بنا پر اور بالخصوص جس سند کو امیر المومنین فی الحدیث امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنیاد بنایا ہے اس کے مطابق یہ حدیث درجۂ حسن سے کم نہیں ہے۔ اس حدیث کو بہت زیادہ بیان کرنا چاہیے اور بازار جانے والے احباب اس کو اپنا معمول بنا کر اپنی زندگی بسر کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

پڑھ لیتا ہے، بعض روایات میں يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ اور بعض میں بِيَدِهِ الْخَيْرُ کا اضافہ بھی موجود ہے لیکن جس سند کو ہم نے بنیاد بنایا ہے اس میں مندرجہ بالا اضافہ نہیں ہے۔ بہر صورت آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے مندرجہ بالا "ذکرِ توحید" کو پڑھ لے كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ [1] اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!

---

[1] کتاب الدعا، امام طبرانی: حدیث: 793 ص 1167۔

امام شوکانی رحمہ اللہ اس حدیث پر تحقیق پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: والحدیث اقل احوالہ ان یکون حسنا...... یہ حدیث اپنے احوال کے مطابق کم از کم حسن ضرور ہے۔ اور اسی طرح امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں 10 صفحات پر سیر حاصل تحقیق پیش کرتے ہوئے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور اس طرح دورۂ حاضر کے متعدد مشائخ حدیث بھی اس کی تحسین کے قائل ہیں۔ اور یہی ہماری رائے ہے۔ والحمد للہ تبارک وتعالیٰ۔

کئی لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ اس قدر چھوٹا ذکر اور اس پر دس لاکھ نیکیاں یہ کیسے ہوسکتا ہے......؟ یہ حدیث صحیح نہیں ہوسکتی۔ اللہ اکبر!

ہم سمجھتے ہیں کہ ایسی باتیں نادانی کی نشانی ہیں کیونکہ نہ تو یہ وظیفہ چھوٹا ہے بلکہ دین اسلام میں بہت ہی بلند و بالا مقام رکھنے والا عظیم الشان ہے۔ توحید کے ہر پہلو کو اپنے اندر لیے ہوئے یہ ذکر معرفتِ باری تعالیٰ کا عظیم خزانہ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ مسجدوں میں بیٹھ کر ذکر کرنا آسان ہے لیکن بازاروں میں جا کر عرش والے کی توحید کا ذکر کرنا اور اس کی لاج رکھنا بلاشبہ مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اجر و ثواب کے انبار کیوں نہ عطا کرے جس نے فحاشی اور جعلسازی کے مرکز میں پہنچ کر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا، اپنا الٰہ، مالک اور قادر جانتے ہوئے اپنے پاکیزہ عقیدے کا اظہار کیا۔ آپ دس لاکھ نیکیوں کی بات کرتے ہیں، ربِ محمد کی قسم! میرے اور تیرے رب کی خزانے اس قدر وسیع و عریض ہیں کہ ایسے شخص کو دس کروڑ نیکیاں بھی مل سکتی ہیں اگر وہ اس ذکر کو پوری محبت سے پڑھتے ہوئے اس کے تمام تقاضوں کو پورا کرے۔ شاید ہی کوئی ذکر ہو جو اس ''ذکرِ توحید'' کی عظمت کو پہنچ سکے۔

بہرصورت یہ ''ذکرِ توحید'' اس قدر قیمتی ہے کہ اگر اس پر ہیشگی کی جائے تو انسان اجر و ثواب کے بیش بہا خزانوں کا مالک بن جاتا ہے اور یہ خزانے اس دن انسان کو دکھائے جائیں گے جب وہ ذرّہ ذرّہ اجر اور نیکی کے حصول کے لیے حیران و پریشان نظر آئے گا۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ [1]

---

[1] التغابن: 1

## ''ذکرِ توحید'' کا چوتھا فائدہ:

اس ''ذکرِ توحید'' سے حاصل ہونے والا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اپنے بندے کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور فائدہ کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے کیے ہوئے کرتوتوں پر معافی کا قلم پھیر دیا جائے۔ اس سلسلے میں چار صحیح احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1...... رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اس ''ذکرِ توحید'' کو ایک دفعہ اور ایک روایت کے مطابق دس دفعہ پڑھ لیتا ہے حُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ اس سے اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر

2...... حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں محبوبِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن میں اس ''ذکرِ توحید'' کو 100 دفعہ پڑھ لیتا ہے: مُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ اس سے اس کے 100 گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔[1]

3...... جو شخص اس ''ذکرِ توحید'' کو بازار میں داخل ہوتے ہوئے پڑھ لے، حسن حدیث کے مطابق وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ اور ایسے شخص سے دس لاکھ گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔[2] اللہ اکبر!

---

1. صحیح البخاری: 6403
2. اس حدیث کی مکمل تخریج پہلے گزر چکی ہے، اس حدیث کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ضعیف ثابت کرنے والے احباب کی خدمت میں بصد گزارش ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں اس امت کے گنہگاروں کو اس طرح کے وظائف سے دور نہ کریں کیونکہ دس لاکھ گناہوں کو معاف کرنے والا رب العالمین ہے جو بندے کو معاف کر کے خوش ہوتا ہے اور اپنے بندے کو معاف کرنے کے لیے بخشش کے اسباب بھی پیدا کرتا ہے۔

4 ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ پڑھے 33 مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہے اور آخر میں ''ذکرِ توحید'' پڑھ کر 100 کی گنتی کو پورا کردے غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اس کی غلطیاں معاف کردی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ①

سامعین حضرات......!

اپنی زبان کو اس عظیم الشان ''ذکرِ توحید'' سے تر رکھیں، اس کے بدلے بیش بہا خزانے عطا کیے جائیں گے۔ اور ان خزانوں میں سے ایک سب سے بڑا خزانہ مغفرتِ الٰہی ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو نصیب کردے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ②

## ''ذکرِ توحید'' کا پانچواں فائدہ:

اس ''ذکرِ توحید'' کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ یہ ذکر صدقہ وسخاوت کے برابر ہے۔ ایک مالدار شخص اللہ کی راہ میں صدقہ وسخاوت کرے اور اسی طرح ایک دوسرا شخص اس ''ذکرِ توحید'' کو کثرت سے پڑھے، مقام ومرتبے میں دونوں احباب اللہ کے ہاں برابر ہیں۔ یہ ''ذکرِ توحید'' پڑھنے والا اللہ کی جنت میں مالدار سخی سے آگے آگے

① صحیح مسلم۔ المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ

② التغابن: 1

نہیں ہوگا تو یاد رکھنا! اللہ کی رحمت سے وہ پیچھے بھی نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں متعدد صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں جن میں وقت اور تعداد کا الگ الگ تذکرہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب سلسلہ میں ان روایات کو نقل کیا ہے لیکن ہم ان تمام احادیث میں سے تین احادیث آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں ہمہ تن گوش ہوکر پوری محبت سے سماعت فرمائیں۔

1 ...... حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کہ ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ کی کنیت سے مشہور ہیں بیان کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے صبح کے وقت اس ''ذکرِ توحید'' کو پڑھا كَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْل اس کے لیے اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

اس حدیث میں تعداد کا ذکر نہیں اور نیز برابری سے مراد اجر وثواب اور مقام ومرتبہ میں برابری ہے، یعنی جس طرح اولادِ اسماعیل میں سے غلام آزاد کرنے والے کو اجر وثواب ملے گا اسی طرح ایسے شخص کو بھی نوازا جائے گا جو پوری بصیرت اور محبّت کے ساتھ اس ''ذکرِ توحید'' کو اپنی زبان سے ادا کرے گا۔[1]

2 ...... حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہ جن کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے میزبان اور بدری صحابی بھی تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے سن 50ھ میں روم کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہادت پائی تھی۔ آپ کی کنیت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن ابی داود: 5077

مَنْ قَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ ①

''جس نے ''ذکرِ توحید'' دس مرتبہ کہا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کیے ہیں۔''

۞ ...... حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن میں 100 مرتبہ اس ذکرِ توحید کو پڑھ لیتا ہے

كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ ②

اس کا یہ پڑھنا دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

سامعین کرام......!

مندرجہ بالا تمام احادیث نے اس بات کو واضح کر دیا کہ ''ذکرِ توحید'' سخاوت کے برابر ہے۔ اگر کوئی غریب شخص اس کو کثرت سے پڑھتا رہے گا وہ قیامت کے روز مقام و مرتبے میں کسی سخی تاجر سے پیچھے نہیں رہے گا۔

اور اسی مفہوم سے ملتی جلتی ایک اور معروف حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے

---

① صحیح مسلم: 2693

② صحیح البخاری: 6403

اللہ کے رسول! مالدار صحابہ تو ہم سے آگے بڑھ گئے، وہ سخاوت کی وجہ سے جنت میں بلند رُتبے پا جائیں گے اور ہم سخاوت نہ کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ کر "ذکرِ توحید" سے 100 کی گنتی مکمل کر لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں مالداروں کی سخاوت کے برابر اجر وثواب اور مقام ومرتبہ عطا فرمائیں گے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (۲)

## ذکرِ توحید کا چھٹا فائدہ:

اس عظیم الشان "ذکرِ توحید" کے چھٹے فائدے کو سماعت فرمانے سے پہلے وہ تمام احباب پوری بیداری اور توجہ کا ثبوت دیں جن کی دعائیں ابھی تک لٹکی اور اٹکی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت نیک دعاؤں کو بہت جلد شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: جس شخص نے رات کو کروٹ بدلی اور وہ نیند سے بیدار ہوا اور اس نے بیداری کے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

---

(۱) صحیح مسلم۔ المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ

(۲) التغابن: 1

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ①

اس کے بعد اس نے بخشش کی دعا یا جو بھی دعا کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمالیں گے۔ اور اگر اس نے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول فرمالیں گے۔

سامعین کرام......!

ان مبارک کلمات کے بعد قبولیت کی یقین دہانی، کوئی عام شخص نہیں بلکہ امام الانبیاء ﷺ کروا رہے ہیں، کہ جن سے سچی سُچّی اور اونچی شخصیت اس جہان میں کوئی نہیں ہے۔ ہماری کمزوری یہی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں غفلت کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے گلے شکوے کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ واقعتاً اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لیے سنجیدہ ہیں تو ان کلمات کو معمول بنائیں اور ہر دعا سے پہلے پڑھتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی مایوس نہیں فرمائیں گے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ②

---

① مسند احمد: 22673

② التغابن: 1

## ذکرِتوحید کا ساتواں فائدہ:

اس ذکر کا ساتواں فائدہ اس قدر اہم ہے کہ کوئی بھی سنجیدہ مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا اور وہ یہ ہے کہ اس ''ذکرِ توحید'' کو پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو شیطان کے تمام وسوسات سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں متعدد روایات کے الفاظ آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں پوری توجہ فرمائیں:

① ...... أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ

② ...... وَكَانَ فِيْ حِرزٍ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

③ ...... كَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطٰنِ

④ ...... وَكُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ الشَّيْطَانِ

⑤ ...... وَكُنَّ لَهُ مِنْ مَسْلَحَةً مِّنْ أَوَّلِ النَّارِ إِلٰى آخِرِهِ[1]

مندرجہ بالا تمام الفاظ کا مفہوم یہی ہے کہ ''ذکرِ توحید'' میں اس قدر قوت وطاقت اور تاثیر ہے کہ شیطان کی تمام چالیں انسان کے بارے میں ناکام ہو جاتی ہیں اور ''ذکرِ توحید'' کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمان کو اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں۔ یہ ''ذکرِ توحید'' ازلی اور ابدی دشمن شیطان کے خلاف بچاؤ کا سامان ہے اور اس کے مقابلے میں مسلمان کے پاس بہت بڑا ہتھیار ہے۔

آیئے! اگر آپ شیطان کو اس کے مکروہ عزائم میں ناکام کرنا چاہتے ہیں

---

①

اور خود کو شیطانی اثرات سے بچانا چاہتے ہیں تو اس وظیفے کو پوری بصیرت، محبت اور کثرت سے پڑھیں اور اپنی اولاد کو بھی اس وظیفے کی تلقین کریں۔ جو شخص اپنی اولاد سمیت اس ''ذکرِ توحید'' کم از کم صبح و شام 100 مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نسل کو شیطانی اثرات سے محفوظ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ [1]

## ذکرِ توحید کا آٹھواں فائدہ:

''ذکرِ توحید'' کا آٹھواں فائدہ اس قدر عظیم ہے کہ ایک مسلمان اور مومن اس کو کثرت کے ساتھ پڑھ کر روزانہ اس قدر اجر و ثواب اور اونچا مرتبہ پا جاتا ہے کہ کوئی بھی دوسرا نیک وکار شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور بعض شارحین کے مطابق قیامت کے روز اہل اسلام بہت سے نیک اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بلند و بالا درجے عطا فرمائے گا۔ لیکن جو شخص ''ذکرِ توحید'' کو روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا رہا ہوگا کوئی دوسرا مسلمان نیکیوں میں اس سے آگے بڑھے گا نہ ہی اس سے اونچا درجہ پائے گا۔ اللہ اکبر!

اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلنے والے چند کلمات سماعت فرمائیں:

---

[1] التغابن: 1

①...... وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ

②...... وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ أَفْضَلَ مِنْ ذَالِكَ

③...... وَلَمْ يَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ عَمَلًا يَقْهَرُهُنَّ

④...... وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلاً إِلَّا رَجُلٌ يَفْضُلُهُ يَقُوْلُ أَفْضَلَ مِمَّا قَالَ ①

ان تمام نصوص کا معنی ومفہوم یہی ہے کہ "ذکرِ توحید" بہت بڑا نیک عمل ہے۔ یہ ذکر کرنے والا شخص دنیا وآخرت میں تمام نیک وکار لوگوں سے آگے ہوگا اور اس ذکر کی بدولت بلند وبالا درجات سے نوازا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ذکرِ توحید کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ②

## دنیا وآخرت کے سب خزانے اسی میں ہیں:

احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں آٹھ فوائد آپ نے سماعت فرما لیے ہیں وگرنہ اس "ذکرِ توحید" کی فیوض وبرکات اس قدر زیادہ ہیں کہ انکو کسی ایک مجلس یا خطبے میں بیان

---

① صحیح البخاری: 6403 سنن ابی داود: 5077

سلسلہ احادیث صحیحہ: 114-113 وغیرھا من الجوامع والمسانید فعلی الطالب ان یرجع الیہا

② التغابن: 1

نہیں کیا جا سکتا۔ اس ''ذکرِ توحید'' کے معنی ومفاہیم کو بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جو روحانی نکات بیان کیے ہیں ان کو بیان کرنے کے لیے ایک لمبی مجلس درکار ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ماضی قریب میں امام عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں جو میرے مشفق استاد تھے، میں نے اپنی زندگی میں تقویٰ وطہارت، زہد وورع اور اخلاص واخلاق میں آپ کے ہم پلہ کسی عالم کو نہیں پایا۔ نہایت درویش صفت، مفادات سے بالاتر اور جوڑ توڑ کی سیاست سے پاک مثالی زندگی کے مالک تھے۔ آپ کی معروف کتاب ''احکام ومسائل'' کا مطالعہ فرمائیں، اس میں آپ کو جگہ جگہ یہ بات ملے گی کہ جس سائل نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خیر وبرکت اور کامیابی کے لیے وظیفے کا مطالبہ کیا، شیطانی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے کوئی ذکر پوچھا یا دین ودنیا کی کسی بھلائی کے متعلق رہنمائی مانگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا کہ صبح وشام 100 مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ جہاں سب منزلیں آسان کردے گا وہاں اونچے درجوں پر فائز کردے گا۔ اس بات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وقت کے سب سے بڑے شیخ الحدیث امام نور پوری رحمۃ اللہ علیہ اس ذکرِ توحید کی اہمیت وافادیت سے کس قدر آگاہ تھے۔

## ''ذکرِ توحید'' کا معنی ومفہوم:

خطبے کے آخر میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ''ذکرِ توحید'' کے مفہوم کو واضح کردیا

جائے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ چند کلمات پر مشتمل ''ذکرِ توحید'' شان و مقام میں اس قدر اونچا ہے کہ آسمانوں کی بلندی بھی اس کو نہیں چھو سکتی۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک مسلمان ''ذکرِ توحید'' کا رٹا بھی لگاتا رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بھی کرتا رہے اور وہ اس ذکر کی فیوض و برکات کو بھی پالے......!

سامعین کرام......!

حقیقت میں یہ ذکر ''توحیدِ الٰہی'' کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ اس میں چار الفاظ بالخصوص نہایت قابل توجہ ہیں۔

①...... الٰہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، الٰہ کا ترجمہ اُردو زبان کے ایک لفظ میں بیان نہیں ہو سکتا، لفظ ''الٰہ'' میں جو صفات و خصوصیات پائی جاتی ہیں اردو زبان کا کوئی لفظ ان خصوصیات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ قرآن و حدیث میں لفظ ''الٰہ'' جن معانی و مفاہیم میں وارد ہوا ہے ان کو مدنظر رکھا جائے تو لفظِ ''الٰہ'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ اکیلی ہستی جس کی عبادت کی جائے، جس کو شہنشاہ اور حاکم مانا جائے، جس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے، جس سے فریاد کی جائے، جس سے مدد طلب کی جائے، جو ذات کے اعتبار سے لاثانی اور لازوال ہو، بے نظیر اور بے مثال ہو، یکتا اور اکیلا ہو، جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو، جو ہر جگہ سے ہر ذی روح کی پکار کو سنتا ہو، جو اس قدر گہرائی تک عالم الغیب ہو کہ دلوں پر خراش کرنے والے خیال کو بھی جانتا ہو اور جو اس قدر، قادر ہو کہ کوئی اُسے عاجز کر سکے نہ ہی مجبور۔

سامعین کرام......!

سادہ لفظوں میں آپ یوں سمجھ لیں کہ لفظِ الٰہ میں توحید کے تمام شعبے اور پہلو

اس قدر عمدگی سے سمو دیئے گئے ہیں کہ توحیدِ باری کے سلسلے میں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ کہنے کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اگر کوئی شخص لفظِ ''الٰہ'' کو اچھی طرح سمجھ لے تو وہ زندگی بھر ادنیٰ سا شرک بھی نہیں کر سکتا۔ آج ہمارے ہاں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ پڑھنے کے باوجود ہر قسم کا شرک صرف اور صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ وارثانِ منبر ومحراب نے لفظِ ''الٰہ'' کی گہرائی اور وسعت کو سامعین کے سامنے بیان نہیں کیا۔

②...... **لا شریک لہ:** یعنی اس الٰہ کا کوئی شریک نہیں، اس جیسی صفات کسی میں ہیں نہ ہی اس کی صفات میں کوئی اس کا شریک ہے۔ مثال کے طور پر رزق دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ہم سب اللہ کا دیا کھاتے ہیں، اللہ کے سوا کوئی روزی نہیں دیتا۔ وہی داتا اور گنج بخش ہے۔ اب کوئی مسلمان ''ذکرِ توحید'' بھی پڑھے اور ساتھ یہ بھی کہ تیرا کھاواں، میں تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ...... یہ جملہ شرک کی آمیزش سے خالی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ''رازق'' میں رسول اللہ ﷺ کو شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ ''رازق'' صرف اور صرف وہی ذات ہے کہ جس کا دیا ہوا رسول اللہ ﷺ کھایا کرتے تھے اور جس سے ہر پل رزق کا سوال کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک کسی مؤحد مسلمان نے یہ بات نہیں کہی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا دیا کھاتے ہیں۔ اللہ آج کے مسلمانوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح کھوئی قسمت کو ہرا کرنا اور ڈوبی ہوئی تارنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں کسی غیر کو شریک کرنا سراسر شرک ہے۔ جیسا کہ عموماً کہا جاتا ہے ''غوث پاک دے تارے کدی ڈبدے

نئیں"......یا......"لَے یارہویں والے داناں ڈُبی ہوئی تَر جائیں گی۔

اللہ کے بندو......!

مشرکینِ عرب بھی اللہ تعالیٰ کو اختیارِ کل کا مالک اور بادشاہ سمجھتے تھے اور اللہ کے مقابلے میں اپنے شریکوں کو عاجز و مجبور سمجھتے تھے لیکن اس اقرار کے باوجود وہ اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو اللہ تک پہنچنے کا واسطہ اور وسیلہ قرار دیتے، اور ان کے نام کی نذر و نیاز دیا کرتے تھے یہی ان کا شرک تھا۔ آج کل یہی حرکات کلمہ گو مسلمان بھی کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

③...... لَهُ الْمُلْكُ : میں توحید فی الملک کا تذکرہ ہے، یعنی کائنات کا بادشاہ اور شہنشاہ صرف اور صرف اکیلا اللہ ہے۔ اس بات پر سورۂ فاتحہ کی آیت مالک یوم الدین سے لے کر سورۃ الناس کی آیت ملک الناس تک پورا قرآن شاہد ہے کہ دونوں جہانوں کا حقیقی بادشاہ صرف اور صرف اللہ ہے، اس کی بادشاہت ازل سے ابد تک ہے اس کی بادشاہت لامحدود اور غیر مشروط ہے، وہ ایسا بادشاہ ہے کہ اس کے سامنے سب مجبور ہیں، کسی کو کوئی اختیار نہیں، تمام اختیارات کا وہ واحد مالک ہے، اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک نہیں، سب چیزیں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں، تمام خزانے اس کے ہاتھ میں ہیں، دوسروں کے پاس تو کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی کوئی چیز نہیں جس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی بادشاہ کا دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایک مقام پر کائنات کی تمام مخلوقات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا

يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ ①

''یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک بھی نہیں۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے۔ اور اگر سن بھی لیں تو اس کا تمہیں جواب نہیں دے سکتے اور وہ قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور حقیقت حال کی صحیح خبر تمہیں خدائے خبردار کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔''

اسی طرح صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا مَلِكَ إِلَّا اللهُ ''اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں''

اور بخاری مسلم کی روایت کے مطابق اللہ کے ہاں یہ بات سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی غیر کو مَلِک الاملاک، یعنی بادشاہوں کا بادشاہ کہا جائے۔

ہمارے مسلمان حکمران بالخصوص اگر واقعۃً اللہ تعالیٰ ہی کو حقیقی بادشاہ تسلیم کرتے ہیں تو وہ عملی طور پر اپنے ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے قانون کو نافذ کریں، اسی میں ہماری خیر اور بھلائی ہے وگرنہ فاسق و فاجر عارضی حکمران روزِ قیامت جب اللہ کی

---

① الفاطر: 13-14

بارگاہ میں پیش ہوں گے تو ان کے نصیب میں سوائے ذلت کے کوئی چیز نہیں ہوگی۔

④...... ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر: اس ٹکڑے میں توحید فی الحمد کا تذکرہ ہے، یعنی تمام تعریفات اور حمد و ستائش کا حقیقی حقدار صرف اور صرف اکیلا اللہ ہے۔ اور آخر میں توحید فی القدرۃ کا نمبر، یعنی ہر چیز پر قدرت اور غلبہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ قادر ہے باقی سب فانی ہیں۔ اللہ کے سوا ہر ایک میں احتیاج اور مصائب و آلام جیسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن تمام کمزوریوں سے پاک اور بالاتر ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ حمد اور صفتِ قدرت لامحدود اور غیر مشروط ہے۔ سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

جب آپ بیان کردہ ''ذکرِ توحید'' کو پڑھیں تو ذکر کے تمام تقاضوں کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں، محض رٹنے کی وجہ سے آپ کو کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جب تک آپ اس کے عملی تقاضے پورے نہیں کریں گے۔

## ضروری وضاحت:

بعض نماز کی کتابوں میں بڑی ترتیب سے چھ کلمے لکھے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کو یاد کروانا ضروری بھی سمجھے جاتے ہیں۔ جبکہ ان شش کلمہ جات کا شرعی طور پر کوئی تصور نہیں، اگرچہ یہ کلمات نہایت پاکیزہ، مبارک اور بعض ثابت شدہ دعاؤں میں موجود ہیں لیکن ان کو قبول اسلام کے لیے یا نکاح کے لیے ایجاب و قبول کے لیے ضروری قرار دینا سراسر شریعت سازی ہے۔ قبول اسلام کے لیے صرف

اور صرف کلمہ طیبہ ہی کافی ہے اور جو ہم نے ''ذکرِ توحید'' بیان کیا ہے اس کو کلمہ چہارم کے طور پر لکھا جاتا ہے جبکہ کہ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بیان کردہ ''ذکرِ توحید'' کثرت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور کم از کم صبح وشام 100، 100 مرتبہ ہم ضرور از ضرور اس کو پڑھیں اور دونوں جہانوں کی بلندی حاصل کریں۔

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

آیۃ الکرسی کا مقام و مرتبہ

# آیۃ الکرسی
## کا مقام و مرتبہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ [1]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ''الحيّ'' ہے (یعنی زندہ ہے اور اس کی زندگی کے لیے فنا و زوال نہیں۔ وہ ''القیّوم'' ہے (یعنی ہر چیز اس کے حکم سے قائم ہے۔ وہ اپنے قیام کے لیے کسی کا محتاج نہیں) اس

---

[1] البقرۃ:255

کے لیے نہ تو اونگھ ہے نہ ہی نیند۔ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کے حکم سے ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کے لیے زبان کھولے؟ جو کچھ انسان کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ پیچھے ہے وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ انسان اس کے علم سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ جتنی بات کا علم وہ انسان کو دینا چاہے اور دے دے۔ اس کی کرسی زمین و آسمان سے وسیع ہے۔ اور اس کی نگرانی وحفاظت میں اس کے لیے کوئی تھکاوٹ نہیں۔ اس کی ذات بڑی ہی بلند مرتبہ و عظیم ہے۔"

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدُ نا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عملی

طور پر عقیدۂ توحید کی لاج رکھتے ہوئے غمی اور خوشی میں اللہ تعالیٰ سے وفا کرتے ہیں اور اسی کی ذات سے وابستہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بہت زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور رحمت کو بڑھانے کا سب سے بڑا ذریعہ آیۃ الکرسی ہے۔ جو مسلمان آیۃ الکرسی کو سفر اور حضر میں پوری بصیرت، محبّت اور کثرت سے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا اور آخرت کے سب خزانے عطا فرما دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس سب سے بڑا خزانہ آیۃ الکرسی ہے لیکن ہماری محرومی یہ ہے کہ ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں نہ ہی اس کو کثرت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم بے شمار خیر و برکات سے محروم رہتے ہیں۔

اللہ کے بندو......!

سُکھوں کی تلاش اور دکھوں سے نجات کے لیے سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ ہمہ وقت آیۃ الکرسی کو گنگناتے رہا کرو، آیۃ الکرسی کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے کتاب وسنت کی روشنی میں نہایت قیمتی گزارشات کرنا چاہتا ہوں پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ سماعت فرمائیں!

## آیۃ الکرسی کی اہمیت:

آیۃ الکرسی کا معنی ہے ''کرسی والی آیت'' چونکہ اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی کرسی کی وسعت کو بیان کیا گیا ہے اسی مناسبت سے اس کو آیۃ الکرسی کہا جاتا ہے۔ ہم لفظِ کرسی کی کوئی تاویل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی کرسی بالکل اسی طرح کی ہے جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ بہرصورت آیۃ الکرسی کی اہمیت وفضیلت

میں بے شمار احادیث اور واقعات موجود ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم صحیح کی ترجمانی کرنے والے ہیں، ہم کوشش کریں گے کہ آپ کی خدمت میں صرف اور صرف وہ گزارشات پیش کی جائیں جو صحیح کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ علمائے محدثین نے آیۃ الکرسی میں پنہاں علمی نکات کو بیان کرنے کے لیے اور اس کی اہمیت وفضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے کئی ایک کتب صرف اور صرف آیۃ الکرسی کی تفسیر میں تحریر فرمائی ہیں۔ جن میں سے پانچ کے نام آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تا کہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ آیۃ الکرسی کس قدر اہمیت وفضیلت والی ہے۔

1. المنهل القدسی فی فضائل آیة الکرسی
2. الفیض القدسی علی آیة الکرسی
3. السرّ القدسی فی تفسیر آیة الکرسی
4. هدی الاحباب لتفسیر اعظم آیة فی الکتاب
5. غایة البرهان فی بیان اعظم آیة القرآن

اور اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے آیۃ الکرسی کی تفسیر میں شاندار رسالہ تحریر فرمایا ہے جس سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیۃ الکرسی میں ہر خزانہ رکھ دیا ہے۔ اس کو جب اور جس مقصد کے لیے پڑھا جائے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں فرما دیتے ہیں۔

آیئے......! آیۃ الکرسی کی شان، صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنتے ہیں:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ○

## قرآن پاک کی سب سے اعلیٰ آیت:

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ مخلوقات میں سب سے اعلیٰ انسان ہے، مہینوں میں سب سے اعلیٰ ماہِ رمضان ہے، راتوں میں سب سے اعلیٰ رات ''لیلۃ القدر'' ہے، دنوں میں سب سے اعلیٰ دن ''یوم جمعہ'' ہے۔ پانیوں میں سب سے اعلیٰ ''آبِ زمزم'' اور ''حوضِ کوثر'' ہے، پتھروں میں سب سے اعلیٰ ''حجرِ اسود'' ہے، مسجدوں میں سب سے اعلیٰ ''بیت اللہ'' ہے اور کتابوں میں سب سے اعلیٰ وارفع ''قرآن مجید'' ہے اور قرآن پاک کا ہر حرف باعثِ رحمت اور موجب برکت ہے، قرآن پاک کی ہر آیت شان والی آیت ہے لیکن پورے قرآن میں سب سے زیادہ عزت، فضیلت اور مقام ومرتبے والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ اور یاد رہے آیۃ الکرسی کو اعظم آیت کہا گیا ہے اور یہ اعظم آیت کہنے والے امام اعظم ﷺ ہیں۔

اس سلسلے میں مسند احمد اور صحیح مسلم سے دو روایات پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں پوری توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ماہرِ قرآن حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

اے ابومنذر......! اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے......؟ اور ایک روایت کے لفظ ہیں: تیرے پاس قرآن پاک میں سے سب سے عظمت والی آیت کون سی ہے......؟ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، قرآن اتارنے والا رب العالمین ہے، جس کے قلبِ اطہر پر اُترا وہ رحمۃ للعالمین ہے، ان دونوں سے بہتر کون جان سکتا ہے......؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پوچھا، سہ بارہ پوچھا، بار بار پوچھا: اے ابومنذر! بتاؤ! اللہ کی کتاب میں سب سے عظیم آیت کون سی ہے......؟

سامعین کرام......!

یہاں رُک کر ایک نکتہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے بار بار سوال کیوں کر رہے ہیں......؟ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت بڑے ماہر قرآن تھے اور آپ کی مہارت اور تلاوت کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے اُبیّ! میں تجھے "سورۃ بیّنہ" پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کے رسول کیا میں آپ سے سنوں گا......؟ آپ تو صاحبِ قرآن ہیں، آپ تو شیریں زبان ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں میرے ابی! آج میں ہی پڑھ کر سناؤں گا، میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔ اللہ اکبر

حضرت ابی رضی اللہ عنہ مارے خوشی اور تعجب سے پوچھنے لگے: أَسَمَّانِیْ رَبِّیْ ؟ "کیا میرے رب نے میرا نام لیا ہے......؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تیرا نام لیا ہے۔ زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بول سننے کی دیر تھی حضرت ابی رضی اللہ عنہ آبدیدہ

ہو گئے اور خوشی سے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

لوگو......! اللہ کا قرآن پڑھا کرو، ماہرِ قرآن سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ پیار فرماتے ہیں۔ آج بعض قرآن والے صرف اور صرف اس لیے ذلیل وخوار ہو رہے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو اللہ کی رضا کے لیے کم پڑھا ہے اور دنیاوی مفادات کے چکّر زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین!

حضرت ابی رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں بننے والی قرآن کمیٹی کے نگرانِ اعلیٰ تھے۔ آپ کی کنیت ''ابومنذر'' اور آپ کا لقب ''سیّد القراء'' تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو بھی یہ لقب پانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہرصورت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصرار حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے انکار پر غالب آ گیا تو حضرت حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا: قرآن پاک میں عظیم ترین اور اعلیٰ ترین آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا جواب سن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھلکھلا اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفیقانہ انداز میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہا:

لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ ! [1]

''اے ابومنذر! تجھے علم مبارک ہو!'' واقعۃً قرآن پاک میں سب سے عظمت والی آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔ اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

اس حدیث شریف سے کئی علمی مسائل اور اصلاحی نکات سمجھ آتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم: 810

① ...... رسول اللہ ﷺ امام الانبیاء اور سید المرسلین ﷺ ہونے کے باوجود حد درجہ رحیم و شفیق تھے اور اپنے ساتھیوں سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آج کل ہمارے بعض اساتذہ کے چہروں پر خشکی اور ترشی کی چھائیاں ہی ختم نہیں ہوتیں، ان کو بھی اس حدیث سے کچھ سبق لینا چاہیے۔

② ...... اپنے طلبا میں علمی و عملی ذوق بڑھانے کے لیے مفید سوالات کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

③ ...... مشہور سوال کے جواب میں طالب علم انکار کرے تو اس کے مقابلے میں اصرار بھی کیا جا سکتا ہے عین ممکن ہے وہ سوچ سمجھ کر تھوڑی دیر میں صحیح جواب دے پائے۔ جیسا کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے دیا۔

④ ...... شاگرد کے صحیح جواب دینے پر اسے شاباش دینی چاہیے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ اسلامی معلومات میں اور زیادہ دلچسپی لے۔ اور اسی طرح یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اگر آیۃ الکرسی قرآن پاک میں چوٹی کی آیت ہے تو اس کی تاثیر اور طاقت بھی چوٹی کی ہوگی اور اس کے ذریعے ملنے والی خیر و برکات بھی چوٹی کی ہوں گی۔ اور اس کی کثرت سے ملنے والے فرشتوں کا ساتھ بھی چوٹی کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی مفہوم کی ایک اور روایت کو حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اصحابِ صفہ کے پاس آئے تو ایک شخص نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا:

أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ ؟

''قرآن پاک میں سب سے عظمت والی آیت کونسی ہے......؟ ''

نبی کریم ﷺ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ قرآن مجید میں سب سے بڑی عظمت والی آیت "آیۃ الکرسی" ہے۔[1]

سامعین کرام......!

اس پُر عظمت آیت کو بار بار پڑھنے کا ایک شاندار انداز یہ ہے کہ آپ اس کو اپنی نماز میں کثرت کے ساتھ پڑھا کریں اور اپنے سنن و نوافل میں اس کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں، جب آپ قیام کی حالت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوں تو بعد میں آیۃ الکرسی پڑھ لیں، بار بار پڑھتے رہیں، ایک آیت کو محبت اور لگن کے ساتھ بار بار پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی نایاب سنّت ہے۔

## آیت الکرسی پڑھنے کا اجر و ثواب:

آیۃ الکرسی تقریباً ایک سو بانوے حروف پر مشتمل ہے، یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آیۃ الکرسی حروف کے اعتبار سے قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت نہیں بلکہ مقام و مرتبے اور شان کے لحاظ سے قرآن پاک کی سب سے بڑی پُر عظمت آیت ہے۔ حروف اور الفاظ کے اعتبار سے قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت سورۃ البقرہ کی آیت 282 ہے جو کہ تقریباً ایک صفحے پر مشتمل ہے۔

بہر صورت میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک کے ایک حرف پر اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا فرماتے ہیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی واضح حدیث ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

---

[1] سنن ابی داؤد: 4003، سلسلہ احادیث صحیحہ: 972

مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلْفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ ①

''جس نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لیے اس کے بدلے نیکی ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔''

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ جو مسلمان اخلاص کے ساتھ آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کم از کم 1920 نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ اور بلاشبہ جیسے جیسے پڑھنے کا اخلاص بڑھتا جائے گا ویسے ویسے اجر و ثواب میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔

یاد رہے......! آیۃ الکرسی کے حروف شمار کرتے ہوئے ہم نے کھڑی زبر اور کھڑی زیر کو بھی شمار کیا ہے کیونکہ وہ بھی حرف ہیں۔

## آیت الکرسی کے ہونٹ اور زبان:

قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان اور ہونٹ صرف انسانوں اور حیوانوں کے پاس ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں زبان اور ہونٹ عطا کر سکتے ہیں جس طرح کہ صحیح حدیث بیان کرتی ہے کہ قیامت کے روز حجرِ اسود کی

---

① جامع الترمذی:2910

زبان ہوگی، ہونٹ ہوں گے اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس خوش نصیب مسلمان نے اخلاص کے ساتھ اس کو بوسہ دیا ہوگا حجرِ اسود قیامت کے روز اس کی شفاعت کرے گا۔ اسی طرح آیۃ الکرسی کا مقام و مرتبہ اور انداز قرآن پاک کی دیگر مبارک آیات سے قدرے شان والا ہے اور آیۃ الکرسی کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہونٹ اور زبان عطا فرمائی ہے، آیۃ الکرسی کے ہونٹ اور زبان کس طرح کی ہے......؟ اس سلسلے میں ہمیں ایمان بالغیب رکھنا چاہیے اور کسی قسم کی کوئی باطل تاویل نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ ہم وہ گھڑی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جب آیۃ الکرسی کی زبان ہو اور اس کے دو ہونٹ ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آیۃ الکرسی اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہے۔ ماہرِ قرآن حضرت امام ابومنذر ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ [1]

”بلاشبہ آیۃ الکرسی کی زبان اور دو ہونٹ ہیں، وہ اللہ کے عرش کے پائے کے پاس حقیقی بادشاہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔“ سبحان اللہ!

بعض روایات میں وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ کے الفاظ ہیں اور بعض میں وَالَّذِیْ نَفْسِي بِيَدِهِ مذکور ہے۔ جس کا معنی ہے: اس ذات کی قسم

[1] مسند احمد: 21278۔ المستخرج علی صحیح مسلم۔ 406/2 حدیث: 1836، مسند ابی عوانہ: 3937، کنز العمال: 2559، اسنادہ صحیح علی شرط مسلم وصححہ امام الالبانی فی صحیح الترغیب

جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ یا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یعنی آپ ﷺ نے اہم ترین اسلوب میں قسمیں اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ آیۃ الکرسی کی زبان بھی ہے اور اس کے ہونٹ بھی ہیں۔ سبحان اللہ!

اور ہمارے بعض شارحین کی تشریح کے مطابق قیامت کے روز بھی آیۃ الکرسی اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے کو تھام کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے گی اور جو اس کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرتا رہا اس کے حق میں شفارش کرے گی، اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرما کر ایسے خوش نصیب کو اپنی جنّت کا مہمان بنا دیں گے۔

## فرشتہ جائیگا نہیں! شیطان آئیگا نہیں!

آیۃ الکرسی کی بے شمار برکات کے ساتھ ساتھ اس کی قوت و طاقت کا عالم یہ ہے کہ شیطان جیسا ازلی دشمن بھی مسلمان کے قریب نہیں آتا۔

احادیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آیۃ الکرسی شیاطین کے شرور وفتن سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اگر اس آیۃ الکرسی کو سوتے وقت پڑھ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں جو ساری رات ساتھ رہتا ہے، رحمت و بخشش کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ چوری، ڈکیتی اور دیگر آفات و بلیات سے پڑھنے والے کی حفاظت کرتا ہے اور پوری رات انسان شیطان کی بُری حرکتوں، وسوسوں اور شرارتوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اس سلسلے میں جامع الترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت ابیؓ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے دو واقعات بھی منقول ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمان آیۃ الکرسی کی برکت و طاقت سے ہر قسم

کے نقصان سے محفوظ رہتا ہے لیکن ان واقعات کی سندیں کمزور ہونے کی وجہ سے ہم ان کو تفصیل سے بیان نہیں کر رہے البتہ اس سلسلے میں وہ مشہور واقعہ ضرور بیان کرنا چاہتے ہیں جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری میں کئی جگہ نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرانے کی نگرانی کے لیے مجھے مقرر کیا، میں رات کو پہرہ دے رہا تھا کہ اچانک ایک آنے والا آیا اور اس نے فطرانے کے غلّے سے چلّو بھر کر اٹھانا شروع کر دیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: وَاللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ''اللہ کی قسم! میں تجھ کو ضرور بالضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔'' وہ جواب میں کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو میں بہت زیادہ محتاج، بال بچے دار اور سخت ضرورت مند ہوں، حالات کے مارے میں نے یہ کام کیا ہے مجھ سے درگزری کرلو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رحیم کریم اور نرم دل انسان تھے اور مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ سنگ دل شخص کا ایمان ہمیشہ خطرے میں رہتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات سن کر اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پہنچنے سے پہلے یہ ماجرا اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ! مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ ؟

''اے ابو ہریرہ! تیرے قیدی نے گزشتہ رات کیا کیا......؟ ''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے

سامنے اپنی غربت اور لاچاری کا رونا رویا، مجھ کو اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ وہ ضرورت مند اور لاچار نہیں تھا اور یاد رکھ! وہ پھر آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو گیا، چنانچہ جب رات کا تھوڑا سا حصہ گزرا تو وہ آیا اور اس نے چلو بھر کر غلہ اٹھانا شروع کر دیا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا: تجھے ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو! میں بڑا ضرورت مند اور محتاج ہوں آئندہ نہیں آؤں گا ایک دفعہ مجھے معاف کر دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے پھر رحم آ گیا میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا۔ اگلی صبح پھر دربارِ رسالت میں پہنچتے ہی امام المرسلین ﷺ نے سوال کیا: اے ابو ہریرہ! ہاں تیرے قیدی کا کیا ہوا، اس کا کیا بنا......؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول! اس نے اپنی سخت ضرورت کا اظہار کیا، اپنے بال بچوں کی بھوک پیاس کا ذکر کیا مجھے اس پر پھر رحم آ گیا چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا ! إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ

”ہوشیار رہو! بلاشبہ اس نے تیرے ساتھ جھوٹ ہی بولا ہے اور وہ پھر لوٹے گا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پورے اہتمام کے ساتھ اس کی گھات میں رہا کہ اب میں نے اسے نہیں چھوڑنا، چنانچہ آپ ﷺ کے فرمان کے

مطابق وہ پھر آیا اور میں نے اس کو غلّہ چراتے ہوئے پکڑ لیا اور میں نے کہا: اب میں نے تجھے نہیں چھوڑنا اور لازمی طور پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ کیونکہ تو نے مجھے کہا تھا کہ آئندہ نہیں آؤں گا لیکن تو باز نہیں آیا، لہٰذا اب اس کے سوا کوئی حل نہیں کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں پیش کروں۔

اس نے جواب میں کہا:

دَعْنِيْ أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا

"مجھے چھوڑ دو! میں تجھے ایسے کلمات سکھا دوں گا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تجھ کو دنیا اور آخرت میں بہت زیادہ فائدہ دے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ جواب سنا تو آپ سوچ میں پڑ گئے کہ اب کیا کیا جائے......؟ خیر آپ علم کے بڑے شائق تھے، آپ نے کہا: میں تجھے چھوڑتا ہوں مجھے نفع دینے والے کلمات سکھا دے۔ اس نے کہا: کہ رات کو اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر!

لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ

"ساری رات اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک کسی صورت میں بھی شیطان تیرے قریب نہیں آسکے گا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسبِ وعدہ اس کو چھوڑ دیا اور صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے پھر وہی سوال کیا:

يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ! مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ ؟

''اے ابوہریرہ! تیرے قیدی نے گزشتہ رات کیا کیا......؟ ''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے اپنے خیال کے مطابق مجھے ایسے کلمے سکھا دیئے جو میرے لیے دنیا وآخرت میں فائدے کا باعث ہوں گے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا وآخرت میں نفع دینے والے وہ کون سے کلمات سکھائے......؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس نے مجھے کہا کہ رات کو اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے اوّل سے آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر۔ ساری رات رحمت کا فرشتہ جائے گا نہیں اور شیطان تیرے پاس آئے گا نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھ! اس نے تیرے ساتھ سچ بولا ہے حالانکہ وہ بہت زیادہ جھوٹا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ابوہریرہ! تو جانتا ہے کہ تین راتیں تیرا مکالمہ کس کے ساتھ ہوتا رہا ہے......؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وہ عام انسان نہیں بلکہ شیطان تھا۔ ①

سامعین کرام......!

اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ آیۃ الکرسی کی تاثیر اور طاقت اس قدر زیادہ ہے کہ انسان کا ازلی اور ابدی دشمن بھی اس کے قریب نہیں پھٹکتا اور دشمن نے اپنی جان چھڑانے کے لیے بذاتِ خود اپنی کمزوری بیان کر دی ہے کہ جہاں پر آیۃ الکرسی ہو وہاں پر میں اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

اللہ کے بندو......! اگر آپ واقعۃً اپنے گھروں کو شیطانی اثرات سے

---

① صحیح البخاری: 2311، 5010، 3275

بچانا چاہتے ہیں تو زبان سے آیۃ الکرسی پڑھا کریں اور عملی طور پر فحاشی کے تمام آلات کو نکال کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں، وہ آپ کی نسل میں دین کے امام پیدا کرے گا۔ آج ہر گھر میں شیطان برہنہ ناچ رہا ہے اور ہر فرد پر شیطانی اثرات نمایاں نظر آتے ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ گھر کا کوئی فرد آیۃ الکرسی نہیں پڑھتا، اگر کوئی پڑھتا بھی ہے تو سوائے رٹے رٹائے الفاظ سے کہ اسے کوئی سمجھ ہی نہ ہو کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں تو اس کا فائدہ کیا ہوگا......؟

یاد رہے......! آیۃ الکرسی سے صحیح نتائج لینے کے لیے اس کو پوری بصیرت اور معرفت سے پڑھنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے اسلاف بے شمار لاعلاج امراض کا علاج آیۃ الکرسی سے کیا کرتے تھے۔ خود پڑھ کر مریض کو دم کرتے یا مریض کو بار بار آیۃ الکرسی پڑھنے کی تلقین کرتے۔ اس سلسلے میں شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے چند تاثرات بیان کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے دو جلدوں پر مشتمل امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''النبوات'' شائع ہوئی ہے۔ اس میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا سِيَّمَا آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهَا تُبْطِلُ عَامَّةَ هٰذِهِ الْخَوَارِقِ الشَّيْطَانِيَّةِ

''بالخصوص آیۃ الکرسی تمام شیطانی اثرات و وسوسات کو ناکارہ کر دیتی ہے۔''

اور اسی طرح اپنی کتاب ''الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان'' میں فرماتے ہیں:

وَمِمَّا يُعَالَجُ بِهِ السِّحْرُ مُدَاوَمَةُ آيَةِ الْكُرْسِيِّ

’’جن چیزوں سے جادو کا علاج کیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیۃ الکرسی پر ہمیشگی کی جائے۔‘‘

عامل مریض پر پڑھے یا مریض خود اس کو کثرت سے پڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ جادو کے اثر کو دور کر دیتے ہیں۔ اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَإِذَا قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ ذَهَبَ ذَالِكَ كُلُّهُ

’’جب کوئی شخص آیۃ الکرسی کو کئی مرتبہ پڑھے گا تو سارے کا سارا شیطانی اثر دور ہو جائے گا۔‘‘

اور اسی طرح شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ان کے شاگردِ رشید امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’زاد المعاد‘‘ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ يُعَالِجُ بِآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَكَانَ يَأْمُرُ بِكَثْرَةِ قِرَاءَتِهَا الْمَصْرُوْعَ وَمَنْ يُعَالِجُهُ[1]

’’وہ آیۃ الکرسی سے علاج کیا کرتے تھے اور بالخصوص مرگی والے مریض اور اس کا علاج کرنے والے کو بہت زیادہ پڑھنے کا حکم دیتے۔‘‘

سامعین کرام......!

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اور ان کے بعد آج تک صحیح العقیدہ مشائخِ کرام

---

[1] زاد المعاد: 4/69

آیۃ الکرسی سے ہی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی صحیح العقیدہ عالم تعویذ فروش نہیں تھا۔ آج کل عوام الناس کو دھوکہ دینے والے عامل حضرات آیۃ الکرسی کی عظمت اور برکت خود بھی سمجھیں اور آنے والے مریضوں کو بھی آیۃ الکرسی کا وِرد بتلائیں، ان شاء الرحمن تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔

''آیۃ الکرسی'' رات کو سوتے وقت کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں۔ البتہ اگر آپ ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنا چاہیں تو یہ اور زیادہ بہتر بات ہے۔ ہمارے اسلاف کا معمول تو بہت زیادہ تھا۔

النور السافر دسویں صدی کے علماء کی سوانح حیات پر مشتمل علامہ ہندی رحمہ اللہ کی شاندار کتاب ہے، اس کتاب میں بہت زیادہ فکر اور روحانی نکات موجود ہیں اس میں ایک ولی الرحمن کا معمول بیان کرتے ہوئے علامہ ہندی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ وہ آیۃ الکرسی کے متعلق فرماتے تھے:

إِنَّ لِيْ وِرْدًا مِنْ آيَةِ الْكُرْسِيِّ أَقْرَءُهَا كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَةَ

''آیۃ الکرسی پڑھنے کا میرا ورد یہ ہے کہ میں اس کو دن میں تین سو تیرہ مرتبہ پڑھتا ہوں۔'' اللہ اکبر!

اسی طرح مورخ اسلام امام ذہبی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن معین کے متعلق نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو اپنے گھر میں داخل ہوتے اور بستر پر لیٹتے ہوئے پانچ مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھتا تھا۔ اس دوران مجھے شیطانی وسوسات محسوس ہوئے

تو میں نے اس کی تعداد بڑھادی اور اب

أَقْرَءُهَا فِي اللَّيْلَةِ خَمْسِينَ سِتِّيْنَ مَرَّةً ①

میں اس کو رات میں پچاس، ساٹھ مرتبہ پڑھتا ہوں۔"

## اسم اعظم بھی آیت الکرسی میں ہے:

عملیات اور دعاؤں کا شوق رکھنے والے حضرات اسم اعظم سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اسم اعظم کا معنی ہے "بڑا نام" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس دعا سے پہلے اسم اعظم پڑھ لیا جائے اللہ تعالیٰ اس دعا کو اپنی رحمت اور اسم اعظم کی برکت سے قبول فرمالیتے ہیں۔ اسم اعظم کیا ہے......؟ اس سلسلے میں تفصیلی گفتگو پھر کسی موقع پر ہوگی اب سردست صرف اور صرف یہ بیان کرنا مقصد ہے کہ اسم اعظم کے نام پر نجومیوں اور بازاری عاملوں نے جو دھوم مچا رکھی ہے وہ سوائے دھوکے، فراڈ اور جھوٹ کے کچھ نہیں۔ اسم اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت شدہ مخصوص مبارک دعاؤں میں سے ہے اور ان میں سے احادیث صحیحہ اور اولیائے کرام کی رائے کے مطابق اسم اعظم آیۃ الکرسی میں بھی ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث بھی ہے کہ اسم اعظم قرآن پاک کی تین سورتوں "سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ طٰہٰ میں ہے۔ سورۂ بقرہ میں اسم اعظم آیۃ الکرسی میں اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ہے۔ ②

---

① سیر اعلام النبلاء: 1/87

② سنن ابن ماجہ: 3856، سلسلہ احادیث صحیحہ: 746

جو خوش نصیب اپنی دعا سے قبل یہ کلمہ یا پوری آیۃ الکرسی ذوق وشوق اور پوری بصیرت و کثرت سے پڑھ لے اور اس کے بعد اللہ کے حضور دعا کرے تو وہ جو بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی پکار کو اپنی رحمت سے پورا فرمائیں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اسم اعظم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَلِهٰذَا كَانَ أَعْظَمُ آيَةٍ فِي الْقُرآنِ: اَللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ [البقرة: 255] وَهُوَ الْاِسْمُ الْأَعْظَمُ ①

”اور اسی لیے آیۃ الکرسی قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت ہے اور اس میں ”اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم“ ہی اسم اعظم ہے۔“

اور اسی طرح امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ لِيْ شَيْخُنَا يَوْمًا لِهٰذَيْنِ الْاِسْمَيْنِ وَهُمَا الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تَأْثِيْرٌ عَظِيْمٌ فِيْ حَيَاةِ الْقَلْبِ وَكَانَ يُشِيْرُ إِلٰى أَنَّهُمَا الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ ②

”مجھے ایک دن میرے شیخ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ”الحی القیوم“ دونوں ایسے نام ہیں کہ ان کا قلبی زندگی پر گہرا اثر ہے اور یہ دونوں اسم اعظم ہیں۔“

ایسے لوگ جن کی دعاؤں کا سلسلہ آج تک اٹکا اور لٹکا ہوا ہے وہ آیۃ الکرسی کو

---

① مجموعۃ الفتاوی لشیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ الحرانی: 176/18

② المستدرک علی مجموع فتاوی۔ شیخ الاسلام لمحمد بن عبدالرحمن: 177/1

پلّے باندھ لیں اور بالخصوص اس کا پہلا جملہ بار بار اپنی دعاؤں میں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام نیک خواہشات اور حاجات کو اس کی برکت اور اپنی رحمت سے پورا فرمادیں گے۔

## آیۃ الکرسی سے بغیر حساب کے جنّت:

آیۃ الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کی معرفت کا ایک بحرِ بیکراں ہے جس کی کچھ تفصیل میں ابھی بیان کرنے والا ہوں اور اس آیۃ الکرسی کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ جو شخص اس کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھتا ہے اس کے اور اللہ کی جنّت کے درمیان سوائے موت کے کوئی چیز رکاوٹ نہیں، یعنی پوری بصیرت سے آیۃ الکرسی پڑھنے والا شخص اور عملی زندگی میں اس کے تقاضے پورے کرنے والا بغیر حساب و کتاب کے اللہ کی جنّت میں جائے گا۔ بتقاضۂ بشریت اس سے ہونے والے گناہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور آیۃ الکرسی کی برکت و شفاعت سے معاف فرمادیں گے۔

مقامِ غور ہے اگر ہر فرض نماز کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھ لینے سے جنّت مل سکتی ہے تو دن رات کثرت کے ساتھ پڑھنے سے دین و دنیا کے خزانے نہیں مل سکتے......؟ یقیناً مل سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں مبلغ اسلام حضرت امام ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَءَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ وفي رواية وَلَمْ يَحُلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ ①

’’جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی سوائے موت کے کوئی چیز اس کے لیے جنت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔‘‘ اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو پوری بصیرت اور پابندی سے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں اور ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنا ان کی زندگی بھر کا معمول ہے اور یہ بغیر حساب کے جنت کا داخلہ بھی اس خوش نصیب کے لیے ہوگا جو پوری زندگی پوری پابندی کے ساتھ اس کو پڑھتا رہا۔ اس مفہوم سے ملتی جلتی ایک اور روایت ہے جس کی سند کو بعض علمائے کرام نے حسن قرار دیا ہے لیکن ہماری تحقیق کے مطابق وہ ضعیف ہے۔ لیکن اس ضعیف کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے اور بالکل موضوع روایت کے مطابق سمجھا جائے۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کو نقل فرما کر حسن قرار دیا ہے اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس کی تحسین کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ

① السنن الکبریٰ للنسائی:9/44،حدیث:9848۔ المعجم الکبیر:2/134،حدیث:7532
المعجم الاوسط:2/93،حدیث:8068۔ مسند الشامیین:2/9حدیث:824۔
کنز العمال:2534۔ صحیح الجامع الصغیر:6464۔ سلسلہ احادیث صحیحہ:972۔
بلوغ المرام:325۔ وایضاً صححہ الشیخ عبداللہ البسام والشیخ حازم علی القاضی۔

كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى ①

''جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھا وہ اگلی نماز تک اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی میں ہوگا۔'' سبحان اللہ!

سند کے معمولی ضعف کے باوجود اس حدیث کا متن آیۃ الکرسی کی فضیلت میں وارد ہونے والی صحیح احادیث کے مطابق ہے۔ بہر صورت ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی کا پڑھنا جنت الفردوس کی طرف اپنے سفر کو رواں دواں رکھنے کے برابر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام اہلِ اسلام کا اس پر عمل رہا ہے اور امام الاولیاء حضرت حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَبَلَغَنِيْ عَنْ شَيْخِنَا اَبِي الْعَبَّاسِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ قَدَّسَ اللهُ رُوْحَهُ أَنَّهُ قَالَ: مَا تَرَكْتُهَا عَقِيْبَ كُلِّ صَلَاةٍ ②

''مجھے میرے شیخ ابو عباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق خبر پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے ہر نماز کے بعد کبھی بھی آیۃ الکرسی کو نہیں چھوڑا۔''

## آیۃ الکرسی کا معنی و مفہوم:

اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کی معرفت جس نرالے اور پیارے انداز میں آیۃ الکرسی میں کروائی گئی ہے کسی دوسری قرآنی آیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر کوئی

---

① المعجم الکبیر: 3/85 حدیث: 8733۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 2/151 وقال الہیثمی: اسنادہ حسن زاد المعاد: 1/304۔ وقال الامام ابن القیم: ان الحدیث لہ اصل۔

② زاد المعاد: 1/304

شخص اس آیت کو سمجھ کر زندگی کا معمول بنالے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں اپنی جنّت کی خوشبو کی پہلی قسط عطا فرما دیتے ہیں، اس کے پڑھنے سے بڑی روحانی اور ایمانی رقت آمیز کیفیت نصیب ہوتی ہے جس کی لذت کو لفظوں میں بیان کرنا لسانِ راسخ کے لیے ممکن نہیں ہے۔ بہر صورت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی علمی کتاب ''بیان الدلیل علی بطلان التحلیل'' میں فرماتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ أَعْظَمِ آيَاتِ الصِّفَاتِ آيَةَ الْكُرْسِيِّ الَّتِيْ هِيَ أَعْظَمُ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ

''اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کرنے والی آیات میں سے سب سے بڑی آیت آیۃ الکرسی ہے اور یہ آیۃ قرآن پاک میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے۔'' سبحان اللہ!

اسی طرح امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے آیۃ الکرسی کو ''سیّدۃ القرآن'' بھی لکھا ہے یعنی کلامِ الٰہی کی سردار آیت۔ اور آیۃ الکرسی کا یہ لقب ایک حدیث میں بھی موجود ہے جو سند کے لحاظ سے درجۂ قبول تک نہیں پہنچتی۔

سامعین کرام......!

آپ ذرا لمحہ بھر کے لیے اس عظیم الشان آیت کی بناوٹ، سجاوٹ اور اس کے حسن پر غور فرمائیں کہ کس پیارے انداز سے معرفتِ الٰہی کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

* اللہ لا الٰہ الا ھو:

''اللہ'' دونوں جہانوں کے خالق ومالک اور قابض کا ذاتی نام ہے، نزول قرآن سے پہلے بھی حقیقی خالق ومالک کے لیے بطورِ اسم ذات مستعمل تھا۔ قرآن پاک میں بھی اسی پاکیزہ اور مبارک نام کو بطورِ اسم ذات بیان کیا گیا ہے اور دیگر تمام صفتوں کو اسی ذاتی نام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لفظ ''اللہ'' کا لغتِ عرب میں کوئی تثنیہ یا جمع نہیں اور ''اللہ'' وہ بلند وبالا ہستی ہے جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اپنی شان کے مطابق پورے جلال اور کمال کے ساتھ عرش پر مستوی ہے، اس کا اقتدار پوری کائنات پر چھایا ہوا ہے وہ ہمیشہ ہے ہمیشہ رہے گا وہ اپنی ذات، عظمت شہنشاہی میں منفرد، یکتا، تنہا اور اکیلا ہے۔ لفظ ''اللہ'' اور الٰہ کے لغوی معنی سمجھ لینے سے ایمان کو بہت زیادہ تازگی ملتی ہے۔ کتبِ لُغت کے علاوہ امام المفسرین ابن کثیر رحمہ اللہ اور امام بیضاوی رحمہ اللہ نے قدرے تفصیل سے اس پر بحث کی ہے۔ ہم اس کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو لفظ ''اللہ'' اور ''الٰہ'' آپ بچپن سے سنتے آرہے ہیں اس کو ذرا گہرائی سے سمجھیں اور اپنا ایمان بڑھائیں۔

لفظ ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کے اصل مادے میں جو وسعت ہے اس کو ہم سات نکات میں بیان کرتے ہیں۔

①..... اَلِہَ الْفَصِیْلُ اَیْ اُوْلِعَ بِاُمِّہٖ: اونٹنی کے بچے کا اپنی ماں کے لیے بے چین ہونا، دور سے ماں کی طرف لپکنا اور اس کا چاؤ کرنا۔

✷ اس لحاظ سے ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کی محبّت میں آدمی بے چین ہو، اس کی جانب لپکے، اور اس کا چاؤ کرے۔

②..... اَلِہَ یَاْلَہُ : آدمی کا گھبرا کر اور خوفزدہ ہو کر کسی کی پناہ میں آنا۔

✷ اس لحاظ سے ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کے تحفظ میں آ کر آدمی کا خوف اور اس کی دہشت دور ہو جائے، جس کی پناہ میں وہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھے، جس کا دیا کھائے، جس کی نعمت کے سہارے جیئے، جس کے فضل پر بھروسہ کرے اور جس کی قربت میں آدمی دل کے اضطراب سے نجات پائے۔

③..... اَلِهْتُ إِلٰى فُلَانٍ أَيْ سَكَنْتُ إِلَيْهِ : یعنی کسی کے پاس جا کر سکون اور اطمینان پانا۔

✷ اس لحاظ سے ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کے پاس جا کر آدمی کا دل چین اور اس کی روح قرار پائے، جس کی قربت میں غنا اور سیرابی محسوس ہو اور جس کے ذکر سے اطمینان و سکون کے تمام خزانے حاصل ہو جائیں۔

④..... لَاهَ يَلُوْهُ لِيَاهًا : یعنی نگاہوں سے کسی کا روپوش ہونا۔

✷ اس لحاظ سے ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کو آدمی بن دیکھے بھی حد سے بڑھ کر چاہے اور غیب میں بھی اس سے ڈرے۔

⑤..... وَلِهَ يَلَهُ وَلْهًا : یعنی حیران و سرگرداں ہونا، عربی میں ''وَالِہ'' اس شخص کو کہتے ہیں جو صحرا میں گم ہو جائے۔

✷ اس لحاظ سے ''اللہ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کی شان اور عظمت کے آگے آدمی کی عقل اور ہوش کے سب دعوے جواب دے جائیں اور سوائے تعجب کے اس کے پاس کہنے کو کچھ باقی نہ رہے۔

⑥...... لَاهَ يَلِيْهُ یعنی بلند ہونا، اونچا ہونا۔

✷ اس لحاظ سے ''اَللّٰہُ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جو نہایت بلند و بالا اور منزہ ہو، جس کی عظمت اور شان کے آگے آدمی کی نگاہ میں ہر چیز ناچیز ہو جائے۔

⑦...... اَلِهَ الرَّجُلُ ، اِذَا تَعَبَّدَ وَتَاَلَّهَ اِذَا تَنَسَّكَ: یعنی عبادت کرنا، پرستش کرنا، مراسم بندگی بجالانا اور اندازِ دینداری اختیار کرنا۔

✷ اس لحاظ سے ''اَللّٰہُ'' اور ''الٰہ'' کا مطلب ایسی ذات جس کو پوجا جائے اور جس کی پرستش کی جائے، جس کے حضور سجدہ، قیام کیا جائے، جس کے آگے مراسم بندگی بجالائے جائیں جس کے دین اور طریقے پر پورے اخلاص سے چلا جائے۔ سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

ذکرِ ''اَللّٰہُ'' اور الٰہ کی گہرائی میں اتر کر مومن کا ایمان کس قدر مچل جاتا ہے اور آدمی روحانیت کی اس معراج پر جا پہنچتا ہے کہ جس کے بعد سوائے اس کے دیدار کی لذت کے کچھ باقی نہیں رہتا۔

الٰہ وہ ہے جو لائق بندگی ہو، جو معبود ہو، جو مستحق عبادت ہو، جو لائق تعظیم ہو، جس کے دل گرویدہ ہوں، جس کی خشیت سے دل پسیجیں اور آنکھیں بہہ پڑیں اور جس کی بلا خوف و خطر پورے اخلاص کے ساتھ سچی اطاعت کی جائے۔

❋ اَلْحَیُّ : ہمیشہ زندہ اور زندگی بخش، یعنی زندگی عطا کرنے والا۔

اسی سے اللہ کا ایک اور نام ''المحیی'' بھی ہے، یعنی زندہ کرنے والا۔ یہ اللہ

تعالیٰ کی بنیادی اور عظیم صفت ہے۔ سائنس کی تحقیق ابھی تک اس راز کو نہیں پا سکی کہ زندگی کا سرچشمہ کیا ہے......؟ ابھی تک ماہرین حیاتیات اور سائنس یہی کہتے ہیں کہ زندگی کا نقطہ آغاز کیا ہے......؟ یہ چیز جاننا سائنس کے انکشافات اور دسترس سے بہت باہر ہے۔ لیکن آیۃ الکرسی کے ایک لفظ نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ زندگی کا سرچشمہ صرف ذاتِ الٰہ ہے اور وہی پکار پکار کر کہتا ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ①

''تم کس طرح اللہ سے (اور اس کی عبادت) سے انکار کرتے ہو جب کہ حالت یہ ہے کہ تمہارا وجود نہ تھا اس نے زندگی بخشی پھر وہی ہے جو زندگی کے بعد موت طاری کرتا ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندگی بخشے گا اور بالآخر تم کو اسی کے حضور لوٹنا ہے۔''

اسی زندگی بخشنے والے ''الحی، الحیی'' نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا

''اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی ہے۔''

اور جب اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم و ستم اور سرکشی کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے نہایت شفیقانہ، زوردار انداز میں ارشاد فرمایا:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

① البقرۃ:28

''اور بھروسہ اس ذات پر رکھ جو زندہ ہے اور زندگی بخشنے والا ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔''

سامعین کرام......!

ایک مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی صفت ''الحی'' پر غور کرتا ہے تو اس کو ایمان کی تازگی اور لذت نصیب ہوتی ہے۔ کہ میں اپنے زندہ اللہ کی عبادت کر رہا ہوں اور وہ ایسا زندہ ہے جو سب کو زندگی دیتا ہے، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی زندگی اور بادشاہی ہے۔ آج تک انسان نے بہت کوشش کی ہے کہ جو ہر زندگی پیدا کرلے لیکن نتیجہ ناکامی کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ بالآخر مشرق و مغرب کے سائنسدان اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور قرآن پاک نے اس بات کی طرف آج سے چودہ صدیاں قبل اشارہ کردیا تھا کہ یہ سارے اکٹھے ہوکر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے۔ اللہ اکبر!

❊ **الْقَيُّوْمُ:** ''سنبھلنے والا اور سنبھالنے والا، یعنی وہ ذات جس کے حکم سے ہر چیز قائم ہو اور وہ اپنے قیام کے لیے کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔

ایک سچا مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی صفت ''القیوم'' پر غور کرتا ہے تو اس کو کسی جعلی سہارے کی ضرورت نہیں رہتی وہ ایک اللہ کی محبت میں اپنے آپ کو پاکر بہت زیادہ طاقتور محسوس کرتا ہے، وہ کبھی نہیں کہتا کہ میں بے سہارا ہوں، وہ کبھی نہیں سوچتا کہ میری Back پر کوئی نہیں، وہ تو ہر پل ہر دم اپنے ''قیوم'' رب پر مطمئن اور خوش رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ''قیوم'' کو سمجھنے کے لیے ایک آیت کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں، قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ ①

''یقیناً اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنے مرکز سے ٹل جائیں تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جو انہیں روک سکے۔ بے شک وہ بڑا حلیم، بڑی مغفرت والا ہے۔''

اس آیت نے اللہ تعالیٰ کی صفت قیوم کو بڑی حد تک واضح کر دیا ہے اور اسی طرح صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ساری کائنات سوئی ہوتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقتِ تہجد اللہ کے حضور قیام اور سجدے میں ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر یہی بول ہوتا تھا:

أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ ②

''اے اللہ! صحیح معنوں میں تعریف تو تیری ہی ہے، تو ہی زمین و آسمان کو اور اسکے نظام کو صحیح صحیح قائم کرنے والا ہے۔''

سامعین کرام......!

الحی اور القیوم اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی کثرت

---

① الفاطر:42

② صحیح البخاری: 1120

سے ان کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔احادیث صحیحہ میں یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِیْثُ اور یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ موجود ہیں۔آپ بھی ان کو کثرت کے ساتھ پڑھیں، جہاں دل کی دنیا بدل جائے گی وہاں آپ کے دل کو سکون اور قرار نصیب ہوگا اور آپ زندگی بھر قلبی امراض سے محفوظ رہیں گے۔امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمہ اللہ ''طریق الھجرتین ''میں فرماتے ہیں: جو شخص نماز فجر کی سنتوں کے بعد اور فرض سے پہلے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عظیم الشان برکتیں نصیب فرماتے ہیں اور میں نے اپنی زندگی میں تجربہ کیا ہے کہ اس وقت اس پڑھائی کو پڑھنے میں بہت زیادہ تاثیر ہے۔

اور اسی طرح ''زادالمعاد'' میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْمَقْصُوْدُ أَنَّ لِاِسْمِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ تَاْثِيْرًا خَاصًّا فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَاتِ وَكَشْفِ الْكُرُبَاتِ ①

''اور مقصود یہ ہے کہ دعاؤں کی قبولیت میں اور پریشانیوں کے دور کرنے میں ''الحی القیوم'' کی خاص تاثیر ہے۔''

ان تمام فضائل اور تجربات سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ ''یاحی یا قیوم'' والے اذکار بڑی کثرت سے کرنے چاہئیں۔

❋ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ : اس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

آیۃ الکرسی کے اس ٹکڑے کو پڑھ کر ادنیٰ سے ادنیٰ مومن کا بھی ایمان تازہ

---

① زادالمعاد فی ھدی خیر العباد:205/4

ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نیند تو در کنار اونگھ تک بھی نہیں آتی، اس کا لطف و کرم اور اس کی محبت ہمہ وقت میری طرف متوجہ ہے۔ اس تصور سے انسان کو بہت زیادہ اطمینان اور سکون ہوتا ہے کہ مولا و داتا مجھ سے بے خبر نہیں۔ میں اس کی نگرانی میں ہوں اور اس کی نظرِ رحمت میری طرف ہے، اسی لیے کہنے والے نے بڑے ہی پیارے اسلوب میں کہا ہے کہ ''اگر اللہ سو جاتا تو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کنارے کون لگاتا......؟ اگر اللہ سو جاتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے انگاروں سے کون نکالتا......؟ اگر اللہ سو جاتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل سے باہر کون لاتا......؟ اگر اللہ سو جاتا تو حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر کون نکالتا......؟ اگر اللہ سو جاتا تو غار میں اصحٰبِ کہف کی کروٹیں کون بدلتا......؟ ہاں اگر وہ سو جاتا تو یتیم مکہ کو اہلِ مکہ کے تمام ناپاک عزائم سے بچا کر تاجدارِ مکہ کون بناتا......؟

یہ سب حفاظتیں اور رحمتیں اسی اللہ کی ہیں جو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کی شان والا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مصائب اور معمولی معمولی آزمائشوں پر گھبرایا نہ کریں آپ ہر لحظہ اللہ کی نگرانی، اس کی محبت اور اس کی رحمت کے سائے تلے ہیں۔

### ❁ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ :

اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔

زمین و آسمان کو بنانے والا اور اس کے نظام کو چلانے والا اور اس کے ذرے ذرے کا خالق، مالک اور قابض صرف اور صرف اکیلا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ملکیت اور زمین و آسمان میں تصرف کا حق کسی نبی اور ولی کو نہیں دیا۔ بلکہ تمام نبی، ولی نیکوکار اس کے در کے سوالی اور منگتے ہیں اور ہر پل اس کے سامنے

جھکنے والے ہیں۔

* مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ :

کون ہے جو سفارش کرے اس کے ہاں مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے مخلوقات میں سے کوئی پر نہیں مار سکتا، یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کی بے بسی اور انبیاء علیہم السلام پر خشیت کا عالم یہ ہوگا کہ ہر کوئی ربّ نفسی ربّ نفسی کا آوازہ پکار رہا ہوگا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے سامنے سجدے میں گر جائیں گے اور جی بھر کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے سجدے سے اپنا سر اٹھایئے اور سوال کیجیے۔

احبابِ گرامیٔ قدر......!

احادیث کے الفاظ پر غور فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ سجدے سے سر اٹھائیں اور جو چاہیں کریں، بلکہ فرمایا سر اٹھائیں اور سوال کریں تاکہ پوری کائنات پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے کہ آپ بھی سوالی ہیں اور داتا صرف اور صرف میں ہی ہوں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آج ہمارے معاشرے کے اکثر بے دین اور بے نماز لوگ اپنے پیروفقیروں پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں بخشوا کر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

* یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ :

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔

اسی مضمون اور انہی کلمات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا ارشاد فرمایا ہے جس کا چند لفظوں میں خلاصہ یہی ہے کہ غیب کا علم صرف اور صرف اللہ کے پاس

ہے وہ جسے، جیسے اور جب چاہے اور جتنا چاہے کسی کو علم عطا فرمائے اور اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ خشک گھاس کے تنکے، درختوں کے پتے، بارش کے قطرات اور ریت کے ذرّات تک کائنات کا ہر ہر نقطہ اس کے علم میں ہے۔ سبحان اللہ!

* وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ:

اور وہ اس کے علم سے کسی چیز کو اپنے کنٹرول میں نہیں لے سکتے مگر جتنا اس نے چاہا۔

یعنی مخلوق اس کی مرضی کے بغیر اس کے علم میں سے کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتی یا ایسے سمجھ لیں کہ اس کائنات کی ہر مخلوق کو کسی قسم کا کوئی علم نہ تھا اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا ان کے لیے معرفت وبصیرت کی راہیں کشادہ کر دیں، انسان سمیت کائنات کی ہر مخلوق اس کی عطا کردہ ہدایت اور علم کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ سبحان اللہ!

* وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ:

اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے۔

کرسی سے کیا مراد ہے اس کے متعلق علمائے مفسرین نے مختلف اقوال نقل کیے ہیں جن کی علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں اور بالخصوص جب کسی مسئلے کی وضاحت صحیح احادیث سے ہو جائے تو وہاں پر تاویلات کی ذرہ بھر گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ کرسی کے متعلق ایک صحیح حدیث سماعت فرمائیں:

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْكُرْسِيِّ فقَال: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ وَالسَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُوْنَ سَبْعٌ عِنْدَ الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ وَإِنَّ

فَضْلَ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلَى تِلْكَ الْحَلْقَةِ [1]

''نبی کریم ﷺ کے متعلق کرسی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کرسی کی وسعت کے سامنے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کی حیثیت ایک کھلے چٹیل میدان میں پڑے ہوئے لوہے کے چھلے سے زیادہ نہیں اور بلاشبہ کرسی پر اللہ کا عرش اس قدر وسیع ہے جیسے کھلے میدان کی وسعت چھلے پر ہے۔'' اللہ اکبر!

* وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا : اور نہیں تھکاتی اس کو ان دونوں کی حفاظت۔
یعنی وہ داتا رحیم وکریم اس قدر قوت وطاقت اور غلبے کا مالک ہے کہ زمین

---

[1] روضۃ المحدثین: 3132۔ فتح الباری: 411/13، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے اور اس کو صحیح سند کے ساتھ امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح شیخ الاسلام اور حافظ ابن قیم رحمہا اللہ نے اپنی کتب میں اس حدیث سے استدلال کیا اور امیر المومنین امام البانی رحمہ اللہ، سلسلہ احادیث صحیحہ: 109 پر نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: وهو صريح كون الكرسي اعظم المخلوقات بعدا لعرش وانه جرم قائم بنفسه وليس شيئا معنويا ففيه ردعلى من يتاوله بمعنى الملك وسعة السلطان كما جا فى بعض التفاسير وما روى عن ابن عباس انه العلم فلا يصح اسناده اليه ''یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ مخلوقات میں سے عرش کے بعد سب سے بڑی مخلوق کرسی ہے اور وہ معنوی چیز نہیں بلکہ اس کا وجود اور جسم ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کرسی کی تاویل کرتے ہوئے اس کو اللہ کی بادشاہت اور وسعت سلطنت پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں یہ موجود ہے اور جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کرسی سے مراد اللہ کا علم ہے یہ بات آپ رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔

و آسمان کے نظام کو بنا کر اور پھر اس کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ چلا کر اس کو ذرّہ بھر تھکن کا احساس تک نہیں ہوتا، ہم ہیں کہ تھوڑا سا سفر کر لیں تو تھک جاتے ہیں، تھوڑا سا پڑھ لیں تو تھک جاتے ہیں، ایک مکان بنانا پڑ جائے تو ہاتھ کھڑے کر جاتے ہیں۔ ایک فیکٹری اور ہوٹل چلانا ہمارے لیے مشکل ہو جاتا ہے لیکن وہ مدبّرِ کائنات کہ جس کو اونگھ آتی ہے نہ ہی نیند۔ وہ اس قدر شان و شوکت اور قوت کا مالک ہے کہ اسے تھکن کا احساس تک نہیں ہوتا۔

* **وَهُوَ الْعَلِيُّ** : اور وہ بلندی والا ہے۔

آیت کے اس ٹکڑے میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ عُلُوّ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بلند و بالا ہے اور اس موضوع پر سینکڑوں دلائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی قدرت ہر جگہ ہے اور اس کی ذات اس کی شان کے مطابق عرش پر مستوی ہے۔

* **الْعَظِيمُ** : بہت زیادہ عظمت والا ہے۔ اور صرف وہ عظمت والا ہی نہیں بلکہ عظمت عطا کرنے والا بھی ہے۔ جو اس عظیم کی عظمت کو دل و جان سے مان لے وہ اس خوش نصیب کو بھی دونوں جہانوں کی عظمت عطا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان ہی خوش نصیبوں میں کر دے۔ آمین!

## آیۃ الکرسی کے متعلق ایک خواہش اور دعا:

آخر میں بارگاہِ الٰہی میں ہماری خواہش اور دعا ہے کہ جب ہمارا سفر موت اور سفرِ آخرت شروع ہو، اللہ تعالیٰ ہماری زبان پر آیۃ الکرسی جاری فرما دے اور ہم اس دنیا سے جاتے ہوئے آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے جائیں!

اور یہ سعادت اللہ تعالیٰ ہم سے قبل کئی بندوں کو عطا فرما چکے ہیں۔ شارحِ بخاری حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اَلدُّرَرُ الْکَامِنَۃُ'' میں امام یوسف مزی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کے علم وفضل اور کردار کو اس قدر دل نشین انداز میں پیش کیا ہے کہ دین کے طالب علم کے لیے اس میں تربیت کا بہت بڑا سبق ہے۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ امام یوسف مزی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خاموش طبع اور ذکر فکر والے باکردار عظیم انسان تھے۔

آپ نے بروز ہفتہ 12 صفر 742 ہجری میں ظہر اور عصر کے درمیان وفات پائی اور سانس نکلتے وقت حالت یہ تھی کہ وَهُوَ يَقْرَءُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ [1] وہ آیۃ الکرسی کی قراءت فرما رہے تھے۔ اللہ اکبر!

اور اسی طرح یمن کے مشہور امام اور محدّث حضرت شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''البدر الطالع'' میں ایک اللہ والے امام عبدالرب بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ 1125 ہجری ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے اور رجب 1176 ہجری میں 51 برس کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت عبادت گزار، شب زندہ دار اور باکردار تھے۔

وَمَاتَ وَهُوَ يَتْلُوْا آيَةَ الْكُرْسِيِّ

''ان کو موت اس حالت میں آئی کہ وہ آیۃ الکرسی کی تلاوت فرما رہے تھے۔'' اللہ اکبر...... سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی عظمت والی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے عظمت

---

[1] الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ، للامام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ: 4/461

والی موت نصیب فرمائے۔ آمین! کیونکہ ہمارا ایمان ہے اللہ کے سوا ہمارے دل کی خواہشوں کو پورا کرنے والا کوئی نہیں۔ وہی ہمارا مولا وداتا اور آسرا ہے۔

هذا ما كان عندي
والله تعالى اعلم بالصواب
ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله
واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

# پہلے پڑھائی، فیر دوائی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ [1]

''اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے اور نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا و سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

[1] بنی اسرائیل:82

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

آج کا مضمون نہایت مبارک اور اہم ہے، پوری توجہ سے سماعت فرما کر اس پیغام کو آگے پہنچائیں، موجودہ حالات میں اس جیسی اہم باتیں بیان کرنا بہت ضروری ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اسے بے شمار نعمتوں کے ساتھ نوازا ہے اور ہمارے پاس اسلام اور ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت صحت ہے۔ ہمیں اپنی صحت کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہوئے اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور قدر یہی ہے کہ ہم جی بھر کر پورے اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ عبادت سے انسان صحت مند رہتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجائے اس کی بغاوت کرے گویا کہ اس نے صحت والی نعمت کی قدر نہیں کی۔ گناہ کا عادی شخص روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، انسان کے جسمانی طور پر بیمار ہونے کی وجہ صرف غذا میں ہی بد پرہیزی نہیں بلکہ گناہ بھی ہیں۔

امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بڑی تفصیل سے لکھتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا جسمانی طور پر صحت مند نہیں رہ سکتا، اگر کوئی شخص صحت کی بقا اور صحت کے حصول میں مخلص ہے تو اس کے کرنے کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ گناہ اور بغاوت والی زندگی چھوڑ کر فرمانبرداری اور اطاعت والی زندگی اختیار کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرا اہم

فریضہ یہ ہے کہ صحت وسلامتی کے حوالے سے قرآن وحدیث کی بیان کردہ دعاؤں کو اپنے روزمرّہ کا معمول بنالیں۔ جو شخص صبح وشام اور اکثر اوقات صحت وشفا والے اذکار میں مشغول رہتا ہے اللہ پاک اس کو جہاں روحانی تسکین عطا فرماتے ہیں وہاں وہ بھی جسمانی طور پر بھی تندرست، توانا اور طاقتور ہی رہتا ہے۔ لیکن اگر ذکر واذکار کے باوجود بھی اگر کوئی مرض آجائے تو پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت پر ہی محمول کرنا چاہیے کیونکہ وہ کبھی کبھار اپنے نیک بندوں کو کسی مرض میں مبتلا کرتے ہوئے اپنی بے پناہ رحمتوں کا حقدار بنا دیتا ہے۔

قرآن وحدیث کے مطابق علاج کے دو طریقے ہیں۔

**1 ...... دوا**

یعنی انسان اپنے علاج کے لیے کسی اچھے معالج، طبیب اور ڈاکٹر کا انتخاب کرے اور پھر اس سے مرض کے مطابق دوائی لے کر اس کا علاج کروائے یہ طریقہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف ادویات کے ذریعے شفا عطا فرماتے ہیں۔

**2 ...... دعا**

یعنی انسان صحت وسلامتی کے حوالے سے بیان کیے گئے اذکار کو روزمرّہ کا معمول بنا کر ان کے ذریعے اللہ سے شفا کا طلب گار بن جائے اور یہ طریقہ علاج نہایت آسان اور سستا ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ مؤثر بھی ہے اور بالخصوص اس طریقہ علاج کی تاثیر اس وقت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب مریض کا اللہ تعالیٰ پر

**توکّل، اعتماد اور یقین حد درجہ مضبوط ہو۔**

مسلمان ہونے کے ناتے سے ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ جڑی بوٹی اور انگریزی کی بنائی ہوئی گولی میں بھی شفا رکھنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ جو مولیٰ ان ادویات کے ذریعے شفا دیتا ہے تو اس کی اپنی کلام اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام سراسر شفا ہی شفا ہے۔ لیکن نہایت افسوس سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ آج امتِ مسلمہ نے اس مؤثر طریقہ علاج کی قدر نہیں کی اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ ہم ہر چھوٹی بڑی مرض میں ہسپتالوں کا رُخ تو کرتے ہیں، قیمتی سے قیمتی ادویات کا استعمال تو باقاعدگی سے کیا جاتا ہے لیکن قرآن وحدیث کے بیان کردہ مسنون اذکار کو روزانہ کا معمول نہیں بنایا جاتا۔

آپ کسی مریض سے پوچھ لیں وہ آپ کو اپنے علاج کے حوالے سے اچھے ہسپتال اور اچھی ادویات کا تو ضرور بتائے گا بلکہ پورے یقین، اعتماد اور فخر سے اظہار کرے گا کہ میں فلاں ہسپتال یا فلاں ڈاکٹر سے میڈیسن کھا رہا ہوں لیکن وہ آپ کو یہ نہیں بتائے گا کہ میں اپنی صحت کے لیے اللہ تعالیٰ کے قرآن کی فلاں آیت کا وِرد کر رہا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علاج کے متعلق بیان کردہ فلاں فلاں دعا کو پوری پابندی سے پڑھ رہا ہوں۔

اللہ کے بندو......!

میں آج یہی پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ''پہلے پڑھائی، فیر دوائی'' اگر آپ واقعتاً امراض سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو دوائی سے پہلے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی پڑھائی پڑھنا ہوگی، یعنی پڑھائی پہلے اور دوائی بعد

میں۔ ہم کسی ڈاکٹر یا کسی میڈیسن کے خلاف نہیں ہیں، ہم تو بحیثیتِ مسلمان آپ کو یہ شعور دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام میں بہت شفا رکھی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص پورے یقین، پوری محبت، پوری یکسوئی اور پوری پابندی سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام بھی پڑھے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے صحت وسلامتی کے دروازے نہ کھول دے......!

قرآن وحدیث کے بے شمار واقعات اس وقت میرے سامنے قطار بنائے کھڑے ہیں کہ جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاک کلام کی برکت سے ایسے ایسے لاعلاج بیماروں کو شفا عطا کر دی کہ جن کو دنیا کے ہر ڈاکٹر، طبیب اور سنیاسی باوے کی طرف سے جواب مل چکا تھا۔

آیئے......! میں اختصار سے اسی موضوع پر چند دلائل اور واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ الٰہ العالمین نے قرآن مبین میں اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

"اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے اور شفا بھی ان بیماریوں کے لیے جو سینے میں ہوتی ہیں اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت اور رحمت بھی ہے۔"

[1] یونس: 57

اس مقدس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو خطاب کرتے ہوئے ایک عظیم الشان خوشخبری سنائی ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر خواہی اور نصیحت آ چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے تمہاری بیماریوں کی شفا بھی نازل کر دی ہے جہاں قرآن پاک کی صدق دل سے تلاوت کی جائے وہاں سے روحانی و جسمانی بیماریاں ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتی ہیں۔ اور اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل مبارک کلمات کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ [1]

"اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے اور نقصان ہی بڑھتا ہے۔"

سامعین کرام......!

آج ہمیں ڈاکٹر اور سرجن کی زبان پر بہت یقین ہے جب وہ کہے کہ فلاں ٹیکہ یا فلاں گولی استعمال کر لو تو ہم اس کے کھانے میں ذرّہ بھر غفلت نہیں کرتے، لیکن وہ مولیٰ کہ جس نے سرجن تک کو عقل دی ہے اور جس کی دی ہوئی شفا سے ہی سرجن آپ کو صحت مند نظر آ رہا ہے وہ رب الارباب آپ کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے: لوگو......! میری کلام میں صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ شفا بھی ہے، میری نازل کردہ فاتحہ بھی تمہارے لیے شفا ہے، آیۃ الکرسی بھی شفا ہے، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات بھی تمہاری

---

[1] بنی اسرائیل:82

ہر بیماری سے حفاظت کرتی ہیں، معوذتین کا معمول تو صحت وسلامتی کی معراج تک پہنچا دیتا ہے۔

آؤ لوگو......!

میرے قرآن کی طرف......! تمہیں صحت ملے گی......! تمہیں شفا ملے گی......!

میرے سامعین......!

کون ہے آپ میں سے جو اللہ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اس کے قرآن کی طرف لوٹے اور صحت وشفا کے سب خزانے پالے اور آج میں آپ کو ایک نئی فکر دیتا ہوں کہ قرآن پاک کو صرف عبادت اور ثواب کے لیے ہی نہ پڑھا کرو بلکہ قرآن پاک کو شفا کے لیے بھی پڑھا کرو......!

پوچھو......! ان بیماروں سے کہ جن کی بیماریاں اٹک اور لٹک گئی ہیں کہ آپ صرف شفا کی نیت سے روزانہ کتنا قرآن پڑھتے ہیں......؟

## سورت فاتحہ شفا ہی شفا ہے:

کون نہیں جانتا کہ سورۂ فاتحہ کی برکت سے سینکڑوں لوگوں نے شفا پائی ہے صحیح البخاری کا مشہور واقعہ آپ خطبائے کرام سے سنتے رہتے ہیں کہ جب ایک گاؤں کے سردار کو کسی موذی چیز نے ڈس لیا تھا تو اس کو کسی ڈاکٹر کی دوائی سے سکون نہیں مل رہا تھا، پورے گاؤں کے لوگوں نے سرتوڑ کوشش کی

ع لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بخاری شریف کے الفاظ ہیں:

فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ

''انہوں نے آخر حد تک ہر کوشش کی لیکن چودھری صاحب کو ذرّہ بھر افاقہ نہ ہوا۔'' بالآخر وہ قرآنی دارالشفاء سے صحت یاب ہونے والے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر کہا کہ ہمارے سردار کو کسی خطرناک چیز نے ڈس لیا ہے، وہ تڑپ رہے ہیں اور ہم نے ان کے لیے ہر حیلہ کرلیا ہے لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ...؟ ''کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے......؟ جس سے ہمارے سردار کو شفا مل جائے......؟

ایک صحابی نے کہا: میں اس شرط پر دم کرتا ہوں اگر تم حسبِ ضرورت ہماری مہمان نوازی کا ذمہ لو گے، چنانچہ انہوں نے چند بکریاں دینے کی حامی بھرلی۔ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم گئے، انہوں نے جا کر سورت فاتحہ پڑھنا شروع کر دی، حدیث شریف کے الفاظ ہیں:

فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَءُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

''انہوں نے الحمد للہ رب العالمین سے سورت فاتحہ کا آغاز کیا اور وہ سورت فاتحہ پڑھتے ساتھ ساتھ لعاب بھی لگاتے رہے۔''

دیکھتے ہی دیکھتے سردار صاحب اس انداز سے ہوش میں آنا شروع ہو گئے گویا کہ ان کو رسیوں سے کھولا جا رہا ہے۔ اللہ اکبر!

المختصر! اللہ تعالیٰ نے بغیر دوائی کے، صرف اور صرف پڑھائی کے ساتھ ایمرجنسی سخت تکلیف میں مبتلا ایسے مریض کو فوراً شفا عطا فرما دی کہ جس کو ہر طرف سے

جواب مل چکا تھا۔

یہاں ایک نکتہ نہایت قابل توجہ ہے کہ فاتحہ کافر پر پڑھی گئی تو وہ بھی صحت مند ہو گیا لیکن آج ہمارے مسلمان فاتحہ کے دم سے صحت یاب کیوں نہیں ہوتے......؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ دم کرنے والے اخلاص اور یقین سے دم نہیں کرتے بلکہ ان کی نظر مفاد اور ریا پر ہوتی ہے۔ اگر آج بھی پورے اخلاص اور یقین سے فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے سب دروازے کھول دیتے ہیں۔

اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ کُتبِ احادیث میں موجود ہے کہ حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کے چچا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دے کر واپس جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عرب قبیلے کے پاس پڑاؤ کیا، کچھ دیر کے بعد اس قبیلے کے چند لوگ آئے اور کہنے لگے: کیا تمہارے پاس کوئی دوائی یا پڑھائی ہے......؟ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم لوگ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے آئے ہو۔ ہمارے ہاں ایک شخص مجنون ہے جس نے ہمیں بہت پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے اور ہم نے اس کو زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے، حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو کہا: جی ہاں! ہمارے پاس پڑھائی ہے آپ اپنے مریض کو لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایک پاگل شخص کو ان کے پاس لے آئے، مریض کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی نے دم کرنا شروع کر دیا۔ آج کے بعض جعل ساز عاملوں کی طرح بغیر کسی مکاری اور چالاکی کے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کرنا شروع کر دیا اور وہ بیان کرتے ہیں:

فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَّ عَشِيَّةً ①

''میں نے اس پر تین دن صبح وشام سورۃ فاتحہ کی قراءت کی۔''

جب میں سورۃ مکمل کرتا تو اپنا لعاب جمع کرتا اور اس پر پھونک دیتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس مجنون کو اس شخص کی طرح افاقہ اور سکون شروع ہوگیا جس پر بندھی ہوئی رسیوں کی گرہ کو ایک ایک کر کھولا جائے تو وہ سکون محسوس کرتا ہے حتی کہ وہ مکمل صحت یاب ہوگیا۔ اللہ اکبر!

سامعین کرام!

ہم تو ساری زندگی حد درجہ معمولی معمولی امراض کا رونا روتے رہتے ہیں لیکن یہاں سورۃ فاتحہ نے ایسا اثر دکھایا کہ اس شخص کا دیوانہ پن بھی ختم ہوگیا اور اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ قرآن پاک صرف کتاب ہدایت ہی نہیں بلکہ کتابِ صحت بھی ہے، اس کی تلاوت، قرأت سے اللہ تعالیٰ لا علاج اور مہلک امراض سے نجات عطا فرمادیتے ہیں۔

اسی طرح امام الاولیاء حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حج عمرے کی سعادت کے لیے مکہ مکرمہ میں تھا کہ مجھے اچانک خطرناک بیماریوں نے گھیر لیا اور کہیں سے کوئی معقول معالج بھی میسر نہ آیا تو میں نے کثرت کے ساتھ سورت

---

① سنن ابی داؤد: 3901 علمی ذوق رکھنے والے احباب یہاں ایک نکتہ ذہن میں رکھیں کہ قبیلے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں آپ کے بارے میں ہذا الرجل کہہ کر آپ کا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ھذا اسم اشارہ کے لیے شخص کا پاس ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ بعض لوگ قبر والے سوال ماتقول فی ھذا الرجل سے ثابت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عاشق کی قبر میں تشریف لے جاتے ہیں۔

فاتحہ پڑھنا شروع کر دی اور سورت فاتحہ کی پڑھائی کو اپنا معمول بنالیا دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل صحت یاب فرما دیا۔ سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

سورت فاتحہ کے حوالے سے بیان کردہ تمام واقعات کا صرف اور صرف مقصد یہی ہے کہ سورت فاتحہ امت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سورت فاتحہ ''نور'' ہے، اس نور کی روشنی جہاں جہاں بھی پہنچتی ہے امراض کے اندھیرے وہاں سے چھٹ جاتے ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ ''سورت فاتحہ ایک ایسا خزانہ ہے کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا، اس کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول کیا جاتا ہے لیکن یہ ساری عظمتیں، فضیلتیں اور فوائد اسی صورت میں حاصل ہوتے ہیں جب انسان سورت فاتحہ کو پورے اخلاص، پوری بصیرت، پوری محبت اور پوری پابندی کے ساتھ کثرت سے پڑھتا رہے۔

آج ہمارے معاشرے میں ہسپتالوں، نجومیوں اور جعل ساز عاملوں کے ہاں دھکے کھانے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے سورۃ فاتحہ کی قدر نہیں کی......!

خدارا......! اس سورت کی عظمت کو سمجھو، اس کو صرف اپنی نماز کے لیے ہی خاص نہ رکھو بلکہ سفر وحضر میں کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

## آیۃ الکرسی شفا ہی شفا ہے:

اللہ نہ کرے رات کی تاریکی یا کسی نازک موڑ پر کسی مرض یا بیماری کا حملہ ہو

جائے تو سب سے پہلے کرنے والا کام یہ ہے کہ آپ پورے یقین اور بصیرت سے آیۃ الکرسی کا ورد شروع کر دیں......! اللہ تعالیٰ اس وِرد کی برکت سے آپ کو ایسی ایسی کرامات نصیب فرمائے گا کہ آپ اس کی جنّت کی خوشبو کا ذائقہ دنیا میں ہی چکھ لیں گے......بس مصیبت یہی ہے کہ ہم پڑھتے نہیں، ہم کچھ کرتے نہیں۔ ہم نے دین و دنیا کی تمام چیزیں علمائے کرام اور ڈاکٹر حضرات کو ٹھیکے پر دے رکھی ہیں خود کچھ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں......!

آپ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا مطالعہ فرمائیں! وہ ہر جسمانی اور روحانی مرض کا علاج آیۃ الکرسی سے کیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر!

اس کی وجہ یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پورے قرآن میں سب سے زیادہ عزت اور عظمت والی اور قبولیت والی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس عظیم الشان آیت کی سچی محبت نصیب فرمائے! آمین!!

## سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات شفا ہی شفا ہیں:

قرآن پاک کو جہاں سے بھی پڑھا جائے وہ شفا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض آیات کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بعض سورتوں اور آیتوں کے خصوصی فضائل بیان فرمائے ہیں، ان آیات میں سے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ ان مقدس آیات کو اکثر اوقات گنگنانے والا شخص کسی بھی مہلک مرض میں مبتلا نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان آیات کی برکت سے اپنے بندے پر سہولتوں، برکتوں اور رحمتوں کے دروازے ہمیشہ کے لیے

کھولے رکھتے ہیں۔

ان آیات کو رسول اللہ ﷺ نے ''نور'' قرار دیا ہے یعنی ان آیات میں میری امت کے لیے روشنی ہے اور ان آیات کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول شدہ ہے اور بالخصوص اگر روزانہ رات کو سوتے وقت انہیں پڑھا جائے تو انسان ہر آفت مصیبت اور بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔ اس موضوع پر صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتبِ احادیث کی روایات حد درجہ معروف اور واضح ہیں ہم یہاں پر صرف اور صرف ان آیات کے حوالے سے یہی شعور دینا چاہتے ہیں کہ ان آیات کو یاد کر لیں، اس کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر ان آیات کو اپنا ورد بنا لیں......! زندگی بھر کسی ڈاکٹر کی دہلیز یا کسی نجومی اور جعل ساز عامل کی چوکھٹ پر جانے کا وقت نہیں آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ گھر بیٹھے ہی تمام معاملات اپنی ان آیات کی برکت اور اپنی رحمت سے حل کر دے گا۔

## آخری تینوں قل شریف ــــ شفا ہی شفا ہیں:

قل شریف جس کام کے لیے نازل ہوئے ہیں وہ کام تو ہم ان سے لیتے نہیں البتہ ختم شریف کے لیے قل شریف کا اہتمام بڑی عقیدت سے کیا جاتا ہے۔

او...... اللہ کے بندو......! کچھ ہوش کرو......! دین کو تماشہ اور صرف کھانے پینے کا ذریعہ نہ بناؤ......! اس قرآن کے ذریعے ہدایت کے ساتھ روحانی اور جسمانی شفا پانے کی کوشش کرو۔ سورۃ اخلاص اور آخری معوذتین کو قرآنی سورتوں میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ کسی مسلمان سے ڈھکا چھپا نہیں، ہر ایک جانتا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک ان کے فضائل بیان کیے ہیں اور آپ ﷺ کو ان آخری تین سورتوں کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ اور بہت زیادہ محبت تھی، معوذتین کے نزول کے بعد آپ علیہ السلام نے کئی ایک اذکار کو چھوڑ کر انہیں کو اپنا معمول بنالیا تھا ہر نماز کے بعد اور ہر رات کو سونے سے قبل آپ علیہ السلام ان بابرکت سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور بالخصوص بخار اور دیگر امراض میں رسول اللہ ﷺ ان سورتوں کو پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

بعض روایات میں اس بات کا ذکر بھی موجود ہے کہ بیماری کی شدت میں جب آپ علیہ السلام میں یہ سورتیں پڑھنے کی سکت نہ رہی تو صدیقہ کائنات، عفیفہ دو جہان، امّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ آیات پڑھ کر آپ علیہ السلام کو دم کیا کرتی تھیں۔لیکن افسوس! کہ آج امت کو ان سورتوں کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں، نہ پڑھنا آتی ہیں اور نہ ہی ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اگر کہیں کچھ لوگ آخری تینوں قل پڑھتے ہیں تو ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس صرف رٹے رٹائے الفاظ ہیں سمجھ، بصیرت اور محبّت نام کی کوئی چیز ہی نہیں......! صرف رٹا یا عادت!

بھلے مسلمانو......!

لوٹ آؤ ان خزانوں کی طرف......! افسوس......! کہ بیماری کے دنوں میں بھی آپ کو ان مبارک آیات اور سورتوں کی کوئی پروا نہیں ہوتی......!

انگریزی کی میڈیسن نے تم کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر توڑ دیا کہ تمہیں کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے میری صحت اور میری شفا کے تمام خزانے ان سورتوں میں رکھ دیے ہیں۔اور قرآن پکار پکار کر کہتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ ①

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے اور شفا بھی، ان بیماریوں کے لیے جو سینے میں ہوتی ہیں اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت اور رحمت بھی ہے۔''

## مہلک امراض سے بچاؤ کے لیے:

شوگر، کینسر اور دیگر دائمی بیماریوں سے بچنے کے لیے یا ان سے چھٹکارا پانے کے لیے مندرجہ ذیل دعاؤں کو اپنا معمول بنائیں۔

1. بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

''اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی وہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

☆...... مندرجہ بالا دعا نہایت ایمان افروز ہے، اس پڑھائی کے ترجمے پر غور کرنے والا شخص عجب لذت اور عجب روحانیت محسوس کرتا ہے کہ میں اپنے دن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی اس عظیم ہستی کے نام سے کر رہا ہوں کہ جس کا نام لے لینا ہی کافی ہے، سچے دل سے اس کا نام لیا جائے تو زمین و آسمان کی کوئی چیز ایمان والے بندے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ میرے دل کے جذبات کو جاننے والا اور میرے

① یونس:57

منہ سے اس پاکیزہ بول کو خوب سننے والا ہے۔

اس کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو شخص اس دعا کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھتا ہے لَمْ تُصِبْهُ فُجَاءَةُ بَلَاءٍ ''اسے اچانک کوئی مصیبت اور بیماری نہیں آئے گی۔''[1] یہاں ایک بات نہایت قابل توجہ ہے کہ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو ان کو فالج ہو چکا تھا، سننے والا کہنے لگا: حضرت! پھر آپ کو فالج کیوں ہوا......؟ اگر واقعۃً یہ پڑھائی اس قدر پُر تاثیر ہے کہ کوئی آفت مصیبت انسان کے قریب نہیں آتی تو پھر آپ اس حالت میں کیوں ہیں......؟ حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کے رسول ﷺ کی بات بالکل برحق ہے لیکن جس روز مجھ پر فالج کا حملہ ہوا تھا غَضِبْتُ فَنَسِيْتُ أَنْ أَقُوْلَهَا ''اس روز غصے کی وجہ سے مجھے یہ پڑھائی پڑھنا بھول گئی'' اور اسی روز مجھ پر فالج کا حملہ ہو گیا۔

2 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَ مِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ[2]

''اے اللہ! میں جلد کے بگڑ جانے سے، جسم کے حصے گل سڑ کر الگ ہو جانے سے، دماغی صلاحیتوں کے ختم ہونے سے اور خطرناک بیماریوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں''

---

[1] سنن ابی داود: 5088

[2] سنن ابی داود: 1553۔ والحدیث صحیح قد اخطأ من ضعفہ۔

☆...... برص، جذام اور جنون تینوں ایسی دائمی اور خطرناک بیماریاں ہیں کہ جن سے صرف بیمار شخص ہی بیزار نہیں ہوتا بلکہ تیمارداری کرنے والے بھی اس کی ملاقات کو گراں محسوس کرتے ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص ان تین امراض کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی ہے اور ہر مہلک بیماری سے اللہ کی پناہ حاصل کی ہے اور بحیثیتِ مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ مندرجہ بالا دعا کو کثرت سے پڑھنے والا شخص بلاشبہ ان بیماریوں سے اللہ کی پناہ میں چلا جاتا ہے اور ساری زندگی کمر توڑ امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

③ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

''اللہ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں''

☆...... بیماری اور مصیبت کے دنوں میں اس دعا کو اپنا خاص ورد بنانا چاہیے، یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی مسلمان اس کو پوری بصیرت اور عقیدت سے پڑھے لیکن اسے خیر اور شفا حاصل نہ ہو، اس دعا کو سن کر اگر مچھلی کے پیٹ سے رہائی نصیب ہو سکتی ہے تو اہل ایمان کی سب تنگیاں بھی کافور ہو سکتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کو بڑی خاص شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

①...... دعا سے قبل جو شخص حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کو پڑھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعاؤں کو اس دعا کی برکت اور اپنی رحمت سے قبول فرما لیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کو اسم اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ

نے نہایت فصیحانہ الفاظ میں اس بات کی گارنٹی دی ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی مسلمان یہ دعا پڑھ کر اللہ سے کچھ مانگے تو رب العالمین اس کو عطا نہ کریں۔

لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ ①

یہاں پر "فی شیء" بڑے کام کا جملہ ہے یعنی جو بندہ جس کسی بیماری میں بھی ہو، چاہے وہ دائمی اور لاعلاج ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ کی برکت سے منہ سے نکلنے والی ہر پکار کو پورا فرما دیتے ہیں۔

②......ایک موقع پر نہایت بلیغانہ انداز اختیار کرتے ہوئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہا: آج میں تمہیں ایک ایسی پڑھائی نہ دوں کہ جس کو کسی بڑی سے بڑی مصیبت اور بیماری میں بھی پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ کرم و فضل کے سب دروازے کھول دے گا۔

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ إِذَا نَزَلَ بِرَجُلٍ مِّنْكُمْ كَرْبٌ أَوْ بَلَاءٌ مِنْ بَلَايَا الدُّنْيَا دَعَا بِهِ يُفَرَّجُ عَنْهُ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور بیان فرمائیں! آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: وہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے، اس دعا کو اپنے بندے سے سن کر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے۔②

---

① صحیح الجامع الصغیر:5695

② مستدرک حاکم:1/505 سلسلہ احادیث صحیحہ:1744

سامعین کرام......!

کس قدر صدمے اور تکلیف کی بات ہے کہ امتِ مسلمہ عظیم الشان انبیاء و رسل علیہم السلام کی قبول شدہ دعاؤں کو چھوڑ کر تعویذات کے چکروں میں زندگی برباد کر رہی ہے، کچھ تعویزات لٹکائے جاتے ہیں، کچھ پلائے جاتے ہیں اور کچھ سے مریض نہلائے جاتے ہیں اور کچھ گھر کے کونے میں چھپائے جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور یہاں پر ایک نہایت عجیب بات سننے کو بھی ملتی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ بہت زیادہ گرم ہے، اس کی گرمی تو مچھلی سے برداشت نہیں ہوئی تو اس نے بھی حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ سے باہر نکال دیا، لہٰذا ہم بھی اس کا زیادہ وِرد برداشت نہیں کر سکتے...... اندازہ فرمائیں کہ شیطان لعین نے اس عظیم الشان قبول شدہ پڑھائی سے مسلمانوں کو دور کرنے کے لیے کیسے کیسے ڈھونگ رچا رکھے ہیں۔

4 رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

”اے میرے رب! مجھ کو تکلیف نے چھولیا ہے اور رحم کرنے والوں میں سے تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے“

☆...... ذکر و فکر والے لوگ تو اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعاؤں میں ایک عجیب شان ہوتی ہے آپ اندازہ فرمائیں کہ 35، 40 چالیس صدیاں قبل حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے اور بیماری کے عالم میں انہوں نے مندرجہ بالا پڑھائی پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امراض سے صرف صحت یاب ہی نہیں کیا بلکہ چھینی ہوئی ہر نعمت دُگنی کر کے واپس کر دی۔ سبحان اللہ!

لیکن ہم ایسے مسلمان ہیں کہ ان دعاؤں کی پروا نہیں کرتے، ہمارے نزدیک یہ کچھ بھی نہیں......! جس بیمار یا ضرورت مند کو اس جیسی دعائیں بتائی جاتی ہیں وہ سمجھتا ہے کہ حضرت صاحب نے مجھے ٹرخا دیا ہے جب تک ڈیڑھ فٹ لمبا تعویذ نہ دیا جائے تسلی ہی نہیں ہوتی......! اُفٍ لکم......!

امام الاولیاء، میری نہایت محبوب اور پسندیدہ شخصیت حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بڑے بڑے لاعلاج اور دائمی امراض میں مبتلا لوگوں پر اس دعا کا تجربہ کیا ہے جس کو بھی پڑھنے کے لیے بتائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرما دی ہے۔ اس کی خاص تعداد قرآن وحدیث میں بیان نہیں ہوئی، کثرت اور محبت سے اس کو پڑھتے رہنا چاہیے البتہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے سات مرتبہ کا تذکرہ فرمایا ہے اگر اس کو اوّل آخر درود کے ساتھ سات مرتبہ صبح یا صبح وشام پڑھ لیا جائے تو حیرت انگیز اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

## کانوں اور آنکھوں کی سلامتی کے لیے:

سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں بلکہ میں تو کہوں گا سننا اور دیکھنا ہی زندگی کا دوسرا نام ہے جیسے جیسے یہ دونوں قوتیں کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں تو دنیا کی زندگی اجیرن ہوتی چلی جاتی ہے۔ اپنی قوتِ سماعت اور قوتِ بصارت کو موت تک بحال رکھنے کے لیے ''نبوی پڑھائی'' کو اپنا معمول بنائیں اللہ تعالیٰ ساری زندگی کانوں اور آنکھوں سے امراض سے محفوظ فرمائیں گے۔

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ

مِنِّىْ وَانْصُرْنِىْ عَلٰى مَنْ يَّظْلِمُنِىْ وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِىْ

''اے اللہ! مجھ کو میرے کان اور میری آنکھوں سے فائدہ پہنچا اور انہیں موت تک صحیح سلامت میرے پاس رکھ اور میری مدد فرما اس پر جو مجھ پر ظلم کرے اور اس سے میرا بدلہ لے''

☆......مندرجہ بالا دعا سماعت و بصارت دونوں کے لیے جہاں حد درجہ مفید ہے وہاں اس کے پڑھنے کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ساری زندگی ظالموں کے ظلم اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کوئی شخص اس دعا کو بھی پڑھتا رہے اور ظالم اور حاسد لوگ اس کے خلاف کامیاب ہو جائیں۔

تاریخِ عالم کے کئی ایک واقعات اور میری زندگی کے کئی ایک تجربات اس بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر ظالموں اور حاسدوں کو اللہ کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر ان سے نمٹنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس دعا کو اپنی زندگی میں خصوصی اہمیت دیں۔ مجرب ہے خیراً کثیرا، باذن اللہ تبارک وتعالیٰ۔

## پھوڑے پھنسی اور زخم کے لیے:

ہم کسی شخص کو زخموں پر مرہم اور ٹیوب لگانے سے منع نہیں کرتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ پھوڑے پھنسی اور زخموں سے جلد نجات پانے کے لیے مدینے والے میٹھے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمان افروز اور توحید بھری پڑھائی کا بھی اہتمام کرتے رہیں۔ امام الاطبا اور سرتاج الحکما تاج دارِ مکہ و مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد فرماتے ہیں: شہادت کی انگلی کو تھوک لگا کر زمین پر رکھیں، مندرجہ ذیل دعا پڑھیں اور انگلی کو زخم والی جگہ پر لگائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ①

''اللہ کے نام سے یہ ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہماری زمین کی مٹی ہے ہمارے رب کے حکم سے ہمارا مریض شفایاب ہوگا۔''

☆......زخموں کو جلد مندمل کرنے کے لیے اور پھوڑے پھنسیوں سے نجات پانے کے لیے بطورِ تجربہ اس پڑھائی کو اختیار کریں، آپ اس کی تاثیر سے حیران ہو جائیں گے۔ یاد رہے! زمین جیسی بھی ہو ہلکا سا لعاب لگا کر انگلی زمین پر رکھ لیں اور پھر پوری بصیرت سے ان مبارک کلمات کو پڑھ کر زخم یا پٹی پر پھیر دیں۔

## ہر قسم کے درد کے لیے:

درد سر میں ہو یا پیٹ میں درد، درد ہی ہوتا ہے یہ انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتا، رسول اللہ ﷺ نے اسی لیے ہر قسم کے درد کے لیے مؤثر ترین پڑھائی بیان فرمائی ہے۔ آپ کے وجود کے جس حصے میں بھی جو درد ہو، مثال کے طور پر گردے کی درد، معدے کی درد، پیٹ درد، سر درد یا ٹانگوں میں درد۔ غرضیکہ جہاں درد وہاں ہاتھ رکھ کر مندرجہ ذیل پڑھائی پڑھتے رہیں اللہ کے فضل و کرم سے چند

① صحیح البخاری: 5746

دنوں میں ''درد شرد'' کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ پڑھائی پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ ''بسم اللہ'' پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعائیں پڑھیں:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔''

☆......اس دعا کو پوری بصیرت، پورے شوق اور پوری محبت سے پڑھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ اس پڑھائی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہم کو پرانی دردوں سے بھی نجات عطا فرما دی اور ہم ایسے صحت مند اور توانا ہو گئے گویا کہ کبھی درد تھا ہی نہیں!

## ہر قسم کی تھکاوٹ کے لیے:

انسان میں ایک کمزوری یہ ہے کہ وہ مسلسل محنت کی وجہ سے تھک جاتا ہے، چکنا چور ہو جاتا ہے، اعضائے انسانی کچھ کرنے سے جواب دے دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ایسی طاقت اور تاثیر رکھی ہے اور وہ انسان کو روحانی وجسمانی طور پر ایسا توانائی مہیا کرتا ہے کہ تھکن نام کی کوئی چیز ہی نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے وہ پڑھائی بیان کرنا چاہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری اور سردار بیٹی سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بطورِ تحفہ دی تھی اور کہا تھا اے میری بیٹی! یہ پڑھائی نوکروں چاکروں اور خدمت گزاروں سے ہزار درجے بہتر ہے۔

آپ اندازہ تو فرمائیں کہ بیٹی گھر سے یہ آس لے کر نکلی ہے کہ میں اپنے بابا

سے کوئی نوکرانی لے کر آتی ہوں جو گھر کا کام کاج کر دیا کرے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میری لختِ جگر تو میری خاص اور پیاری بیٹی ہے، تجھے خاص اور پیاری پڑھائی دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ

''رات کو سوتے وقت 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، 34 مرتبہ اللہ اکبر'' پڑھیں! ①

اللہ کی رحمت اور اس پڑھائی کی برکت سے دن بھر کی تھکن دور ہو جائے گی اور بڑے آرام کی نیند آئے گی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ساری زندگی اس پڑھائی کو رات کو سوتے وقت پڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت مجھے عجب جسمانی و روحانی توانائی سے نوازا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظاہر ہے کہ جس پیغمبر علیہ السلام نے کبھی امت کو معمولی تحفہ نہیں دیا وہ اپنی شہزادی اور پیاری بیٹی کو حقیر تحفہ کیسے دے سکتے ہیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا بیان کردہ یہ وظیفہ اس قدر عالی شان ہے کہ اس سے جسمانی راحت ہی نہیں بلکہ اللہ کی رحمت بھی نصیب ہوتی ہے۔

## خوبصورت بچے کو نظر بد سے بچانے کے لیے:

ننھے منھے بچوں کی ادائیں بڑی دل رُبا ہوتی ہیں اور کبھی کبھی ان کو پیار سے بھی نظر لگ جاتی ہے، نظرِ بد کی حقیقت اپنی جگہ ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس کی وجہ سے بچے طرح طرح کی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں، ضد کے ساتھ ساتھ ان کی بے چینی اور بے قرار بڑھ جاتی ہے۔ اگر آپ اپنے شہزادوں کو بُری نظر سے بچانا

① صحیح البخاری: 3113

چاہتے ہیں تو اس کا حل یہ نہیں کہ بچے کو اٹھا کر دربار پر لے جائیں یا کسی عامل کی چوکھٹ پر جا پہنچیں یا کسی گھوڑے کے نیچے سے گزاریں بلکہ آسان ترین نبوی حل یہ ہے کہ آپ مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر بچوں پر پھونکتے رہیں۔

أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ①

''میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات کاملہ کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے کیڑے مکوڑے اور ہر نظر بد سے''

دعا کے شروع میں أُعِيذُكَ (یعنی کاف پر زبر کے ساتھ) کا لفظ ایک بیٹے کے لیے ہے اس کے علاوہ

☆......بیٹی کے لیے (أُعِيذُكِ) (کاف کے زیر کے ساتھ)

دو بچوں یا بچیوں کے لیے (أُعِيذُكُمَا) ......

زیادہ بچوں کے لیے (أُعِيذُكُمْ) ......

اور زیادہ بچیوں کے لیے (أُعِيذُكُنَّ) ......

کے ساتھ شروع کریں باقی ساری دعا وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ اس طرح پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے اور یہ ایسی مؤثر اور مبارک دعا ہے کہ یہی دعا پڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور اسحٰق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے اور یہی کلمات پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردارانِ جنت اپنے پیارے نواسے اور شہزادے حضرت

---

① جامع الترمذی: 2060

حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تھے۔ سبحان اللہ!

حضرات ذی وقار......!

کیسی خوش نصیبی ہے اگر یہی پاکیزہ اور مبارک کلمات ہماری زبان پر آ جائیں اور ہم ان کے ذریعے اپنی اولادوں کو اللہ کی حفاظت میں دے دیں۔

## مریض کی عیادت کو جانے کے لیے:

آخر میں بیمار اور بیماری کے متعلق ہماری نصیحت یہ ہے کہ مریض پر آپ کی گفتگو کا نفسیاتی طور پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے، مثبت اور حوصلہ افزا باتیں کیا کریں جس سے مریض کو مزید تسلی اور اطمینان ہو اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مریض کے پاس مسنون دعائیں پڑھتے ہوئے اس کے سامنے اس کا مفہوم بھی بیان کر دیں۔

اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جامع دعائیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے مختصر اور آسان تین دعاؤں کو بیان کیا جاتا ہے ان کو یاد فرما لیں!

❶... لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ①

''کوئی مسئلہ نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری آپ کو گناہوں سے پاک کر دے گی۔''

☆......آپ مندرجہ بالا دعائیہ کلمات کے اختصار اور ان کی جامعیت پر غور فرمائیں کہ ان میں مریض کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ توحید کا پہلو کس قدر نمایاں ہے۔ (کہ بھائی! تجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا، ابھی اللہ نے چاہا تو نے صحت یاب

---

① صحیح البخاری:3616

ہو جائے گا)

2... اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلاَّ شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا ①

''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! بیماری دور فرما دے اور شفا عطا کر تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے تیری عطا کی ہوئی شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی مکمل شفا کہ بیماری کا کوئی اثر باقی نہ چھوڑے''

☆...... اس دعا میں جہاں مریض کے لیے سامانِ شفا ہے وہاں اس عقیدے کی بھی حد درجہ صراحت کر دی گئی ہے کہ شفا کے سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور اللہ ہی اپنے بندوں کو شفا دیتا ہے لہٰذا شفا کے لیے شرک کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

3... اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

''میں عظمت والے اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے یہ کہ وہ تجھے شفا دے'' ②

☆...... رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ جس مریض کے پاس اس پڑھائی کو سات مرتبہ پڑھا جائے اگر اس مریض کی موت کا

---

① صحیح البخاری:5743

② سنن ابی داود:3106

وقت سر پر نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرما دے گا۔

سامعین کرام......!

آج کے سارے خطبے کا ایک جملے میں خلاصہ یہ ہے کہ

## ”پہلے پڑھائی، فیر دوائی“

مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم کو سب سے پہلے قرآن وسنت سے ثابت شدہ مسنون پڑھائی کی طرف توجہ کرنی چاہیے، اس میں اللہ تعالیٰ نے صحت وسلامتی اور شفا کے سب خزانے چھپا رکھے ہیں۔

جائیں......!

سروے کرلیں، آپ کو پورے فیصل آباد میں کوئی ایک ایسا شخص نہیں ملے گا جو بیان کردہ پڑھائی کو پوری پابندی اور پوری بصیرت سے پڑھتا ہو اور اس کے باوجود کمر توڑ بیماریوں میں مبتلا ہو......!

ہم نے اپنا دین جہاں علمائے کرام کو **ٹھیکے** پر دے رکھا ہے وہاں بیماری کے سارے معاملے ڈاکٹروں کے سپرد کیے ہوئے وہ جیسے چاہیں اور جو چاہیں آپ کے ساتھ کرتے پھریں......!

یاد رکھو......! بیماریوں کو بڑھانے اور پالنے میں سب سے زیادہ قصور ہمارا ہے کہ ہم مسنون اور مقبول دعاؤں کا ورد نہیں کرتے۔

جب کہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

وَلَا يَزِيدُ الظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝ ①

''اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے اور نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى ٱلصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ ②

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی ہے اور شفا بھی، ان بیماریوں کے لیے جو سینے میں ہوتی ہیں اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت اور رحمت بھی ہے۔''

هذا ما كان عندی

والله تعالى اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا بالله

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

① بنی اسرائیل:82

② یونس:57

# دنیائے کائنات میں

# مقامِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ①

”اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے بے شک اس سے پہلے یہ کھلی گمراہی میں تھے۔“

---

① آل عمران:164

## تمہیدی گزارشات:

اللہ تعالیٰ نے ہمارا نصیب بہت زیادہ اعلیٰ اور بلند و بالا بنایا ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ ہم امام الانبیاء، خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ آپ ﷺ کا امتی ہونا بہت بڑے شرف اور اعزاز کی بات ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب سے اونچا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ وہ مقام مقام نہیں ہے جو رسول کائنات ﷺ کو عطا نہ کیا گیا ہو۔ ہر عزت، سعادت اور شان و شوکت آپ ﷺ کے قدموں میں جھکی ہوئی نظر آتی ہے۔ مجھے آج اس پیکرِ حسن و جمال کا مقام و مرتبہ بیان کرنا ہے کہ جس کے رُخِ انور کو دیکھ کر کئی لوگ کلمہ پڑھ کر ساری زندگی ان کے مرید بن گئے۔

آج مجھے اس عظیم ہستی کی عظمت اور شان کو بیان کرنا ہے کہ جس کے مقام و مرتبے کی بلندی یہ ہے کہ کوئی بھی انسان کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانیت پر لاتعداد انعامات اور احسانات فرمائے ہیں۔ لیکن سب سے بڑے احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے الٰہ العالمین فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ

## ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ[1]

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے بے شک اس سے پہلے یہ کھلی گمراہی میں تھے۔''

آج میں آپ کے سامنے سرتاج الرسل ﷺ کے مقام ومرتبے کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کے خصوصی آٹھ اعزازات بیان کرنا چاہتا ہوں جن کو سماعت فرما کر یہ حقیقت کائنات کے ہر انسان کے سامنے کھل کر آجائے گی کہ اس جہانِ رنگ وبُو میں امام الانبیاء ﷺ جیسی شان اور آپ ﷺ جیسا مقام کسی فرد وبشر کو حاصل نہیں۔

### 1 ...... انتخاب سب سے اعلیٰ خاندان سے:

یہ مقام تو اپنی جگہ مسلّم ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے متعلق عالم ارواح میں تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سے عہد لیا گیا، یہ شان تو ہر کوئی جانتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارتیں پہلے انبیاء ورسل علیہم السلام دیتے رہے ہیں لیکن میں جس مقام کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا انتخاب دنیائے عرب کے سب سے اعلیٰ اور ممتاز خاندان سے کیا گیا ہے، آپ ﷺ آل ابراہیم سے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی عظمت ہر انسان کے ہاں مسلّمہ اور مصدّقہ ہے اور اللہ

---

[1] آل عمران: 164

تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل کو کائنات کی سب سے زیادہ پسندیدہ اور چنیدہ آل قرار دیا ہے۔ اعلانِ خداوندی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ ①

"بے شک اللہ نے آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم اور آل عمران کو سارے جہان کے اوپر چن لیا ہے۔ یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید تفسیر کرتے ہوئے اپنی زبانِ رسالت سے یوں ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُّلْدِ إِبْرٰهِيْمَ إِسْمَاعِيْلَ وَمِنْ وُّلْدِ إِسْمَاعِيْلَ بَنِيْ كَنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كَنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ

"اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑی سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا اور اسماعیل علیہ السلام کی لڑی سے بنو کنانہ کو چنا اور بنو کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور پھر بنو ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا"

① آل عمران:33

جب ایک دیانتدار شخص رسول اللہ ﷺ کی آل اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قوم و قبیلے کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کو پورے علاقے میں بہت عظیم الشان مقام و مرتبہ عطا فرمایا، امانت، دیانت، شجاعت، شرافت، صداقت، ذہانت اور عدل و انصاف جیسی تمام خوبیاں اس خاندان میں بدرجۂ اتم موجود تھیں اور حرم شریف کی سرداری بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں تھی۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندان آپ کے پردادا ہاشم کی وجہ سے ہاشمی کہلاتا ہے۔ ہاشم کے دادا یعنی آپ ﷺ کے پردادا کے دادا ''قُصَیٰ'' کعبۃ اللہ کے پہلے متولی تھے، کعبۃ اللہ کی چابی قریش کا جھنڈا اور کمان انہیں کے پاس تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ حجاج کرام کی خدمت میں بڑے پیش پیش رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی رسالت تک خانہ کعبہ کا انتظام و انصرام آپ ﷺ کے ہی خاندان میں رہا۔
آپ ﷺ کے پردادا ہاشم مکے کے بہت بڑے سردار تھے، آپ ﷺ کا اصل نام ''عَمرو'' تھا لیکن عربی میں ''ھشم'' کسی چیز کے توڑنے کو اور توڑنے والے کو ہاشم کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پردادا ہاشم روٹی توڑ کر گوشت اور شوربے میں بھگو کر حجاج کرام کے کھانے کے لیے چھوڑ دیتے تھے اسی لیے ہاشم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا محترم حضرت عبدالمطلب جن کا اصل نام ''شیبہ'' تھا۔ وہ قریش کے سردار، بہت بڑے سخی اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔
بہرصورت یہ شان و مقام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کا خاندان

اور گھرانہ نسل در نسل اعلیٰ اوصاف کا حامل اور سرداری کے منصب پر فائز تھا۔

### 2 ...... دو مرتبہ خصوصی اعزاز:

رسول اللہ ﷺ کے بلند و بالا مقام و مرتبے کا عالم یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلبِ اطہر کو دو مرتبہ زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا گیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک کو علم و حکمت کے ساتھ بھر دیا گیا۔ اہل سیرت اس کو ''شق صدر'' کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

① ...... ابھی رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 4 سال تھی، اپنی رضاعی ماں سیّدہ حلیمہ کے پاس تھے کہ اسی دوران بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو نکالا اور اس کو سونے کے تھال میں رکھ کر زم زم کے پانی سے دھویا گیا۔ پھر آپ ﷺ کے قلبِ اطہر کو اسی جگہ رکھ دیا۔ یہ سارا منظر ننھے منھے بچے بھی دیکھ رہے تھے وہ دوڑے دوڑے سیّدہ حلیمہ سعدیہ کے پاس آئے اور بتایا کہ اماں! ہمارے پیارے محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے جب سب لوگ آئے تو آپ ﷺ بالکل صحیح وسلامت تھے البتہ آپ ﷺ کی رنگت اڑی اڑی تھی۔ خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ ذَالِكَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهِ (1)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان: 162

”میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر سلائی کے نشانات دیکھتا تھا۔“

②.....جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج کرایا گیا تو اس وقت بھی اسی اعزاز کے ساتھ نوازا گیا جیسا کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اچانک حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے میرے سینے سے لے کر ناف تک کا حصہ چیرا اور میرا دل نکال لیا پھر میرے پاس سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا۔

ثُمَّ غُسِلَ بَطْنُ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ إِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ①

”پھر میرے پیٹ اور دل کو زم زم کے پانی سے دھویا گیا اور ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا۔“

سفرِ معراج چونکہ بڑا اہم اور منفرد سفر تھا اور دورانِ سفر قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لیے بہت بڑے حوصلے اور حکمت کی ضرورت تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یقین کو مزید کامل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلے کو مزید بڑھانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج سے قبل ”شق صدر“ والے اعزاز سے دوسری مرتبہ نوازا گیا۔

صحیح احادیث کے مطابق یہ اعزاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری زندگی میں دو مرتبہ حاصل ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی فرد و بشر حتی کہ کوئی نبی و رسول ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم الشان اعزاز نصیب فرمایا ہو۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے اہل ایمان کو احساس دلا رہے ہیں:

---

① صحیح مسلم: 163

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ①

## 3 ...... پوری کائنات کے رسول ﷺ

اس سے بڑھ کر مقام و مرتبہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک پوری انسانیت کا رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ تو جن و انس دونوں طاقتور مخلوقوں کے رسول ہیں اور یہ مقام پوری انسانیت میں سے صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کو حاصل ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل جب اللہ کے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو قرآن نے کہا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ②

”ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا“

اور اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ③

”اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ھود کو بھیجا۔“

---

① آل عمران:164

② الاعراف:59

③ الاعراف:65

حضرت صالح علیہ السلام کی باری آئی تو ارشاد فرمایا:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ①

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔''

حضرت شعیب علیہ السلام کی نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ②

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔''

یعنی آپ ﷺ سے قبل جتنے بھی انبیاورسل علیہم السلام آئے وہ خاص علاقوں اور متعین قوموں کے لیے آئے لیکن آپ ﷺ کی عمومی اور عالمگیر رسالت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن پاک نے کیا خوب انداز اختیار کیا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ③

''اور ہم نے آپ ہی کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اور قرآن کے دوسرے مقام میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ④

---

① الاعراف:73

② الاعراف:85

③ سبا:28

④ الاعراف:158

''کہہ دیجیے! اے لوگو! بلا شبہ میں تم تمام کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اور امام کائنات علیہ الصلاۃ والسلام نے بذاتِ خود بھی اپنے اس مقام ومرتبے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً ①

''ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔''

اور ایک موقعے پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی عالم گیر نبوت ورسالت کو مزید واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ②

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس امت میں جس یہودی اور عیسائی نے بھی میری نبوت ورسالت کا اعلان سنا اور وہ مجھ پر ایمان نہ لایا وہ آگ والوں میں سے ہی ہوگا۔''

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ بھی آپ ﷺ کی آمد کے احسان کا تذکرہ کرتے

---

① صحیح البخاری:332

② صحیح مسلم:244

ہوئے فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [1]

## 4 ...... حق و باطل کا معیار اور آپ کی شخصیت

یہ بات آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ آپ سے پہلے آنے والے انبیاء ورسل علیہم السلام علاقی وقومی تھے۔ لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شرق سے لے کر غرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک پوری انسانیت کا رہبر ورہنما اور رسول بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کو حق و باطل کے درمیان معیار بنا دیا۔ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماننے والے ہیں وہ اہل حق ہیں اور جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں وہ اہل باطل اور جھوٹے ہیں۔

اس سلسلے میں کئی ایک دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں ان میں سے ایک پر ہی اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ صحیح ثابت ہے کہ

مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ

محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ہیں۔"

یعنی جھوٹ اور سچ کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

---

[1] آل عمران:164

ماننے والا ہے وہ سچا ہے اور جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہے وہ جھوٹا اور گمراہ ہے۔

یہاں پر ایک اور بات ذہن میں رکھیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بعد بھی جو لوگ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر رہے وہ سچے اور اہل حق ہیں اور جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں اضافہ کیا، آپ کی سنت کو ماننے کے ساتھ ساتھ بدعات کو جاری کیا اور آئے دن دین میں نئی ایجادات کیں جس کی وجہ سے وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ فرمودات سے ہٹ گئے۔ ایسے لوگ بھی اہل باطل، گمراہ اور جھوٹے ہیں۔

اگر آپ واقعۃً حق و سچ کے متلاشی ہیں تو پھر حق و باطل کے امام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی سمجھنا اور بنانا ہوگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی امام یا پیر حق و باطل کے درمیان فرق نہیں۔ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اپنے پیروں اور اماموں کو فرق کرنے والا قرار دیا ہے انہوں نے بہت بڑی جرأت، جسارت اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ یہ مقام و مرتبہ کسی فرد و بشر کو حاصل نہیں۔

## 5 ...... آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع فرض

دنیائے کائنات میں ہر شخص کی بات کو دیکھا جائے گا، پرکھا جائے گا، اس پر غور کیا جائے گا لیکن اس دنیا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چوتھا عالی مقام و مرتبہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع ہر انسان اور مسلمان پر غیر مشروط طور پر فرض ہے آپ ﷺ کے علاوہ اس کائنات میں کوئی حکمران، کوئی امام اور کوئی پیر و فقیر ایسا

نہیں جس کی اطاعت اور اتباع لوگوں پر فرض ہو...... اگر آج مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام کو سمجھے تو سارے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور فرقہ واریت کا بت ٹوٹ سکتا ہے۔ اپنے اپنے اماموں کی تقلید کو واجب کہنے والے امت کو افراط اور انتشار کا شکار کر رہے ہیں۔ جب سے امت میں شخصی تقلید کے وجوب کے دعویدار پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے امّت کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ متعصب مقلدین حضرات نے امت کی اجتماعیت اور اس کے اتفاق واتحاد کا خون کر دیا ہے، ایک امام کی تقلید کا نعرہ بلند کر کے تین اماموں کا انکار کرنے والا ائمہ کا منکر نہیں تو اور کیا ہے......؟

الحمد للہ! اللہ کی زمین پر ہم ہی وہ لوگ ہیں جو بلا امتیاز تمام ائمہ کا ادب و احترام کرتے ہیں لیکن دین کا امام صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی اطاعت ہم پر فرض ہے کسی امام کی تقلید واجب ہے نہ ہی کسی پیر کی بیعت......!

آج بھی اگر ہم امّت مسلمہ کو ایک اور نیک دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا حل صرف اور صرف یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع پر ہم اکٹھے ہو جائیں، قال ابو حنیفہ، قال شافعی کہنے کی بجائے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدا کو بلند کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبے کا اندازہ یہاں سے لگا لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت رب العالمین کی اطاعت ہے، قرآن پاک نے کیا خوب اعلان کیا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ①

---

① النساء:80

''اور جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اور کرے گا تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اور آپ ﷺ کی اتباع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ①

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر بلند و بالا مرتبہ عطا کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اللہ تعالیٰ کی محبت کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف اور صرف اسی شخص سے محبت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے۔

قربان جائیں! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبے پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک ایک ادا کو امت کے لیے نمونہ بنا دیا اور اعلان کیا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ②

---

① ال عمران:31

② الحشر:7

''جو رسول تم کو دے دیں اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جس سے وہ تم کو منع کر دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ مضبوط پکڑ والا ہے۔''

سامعین کرام......!

آج بعض متعصب مقلدین حضرات تقلید کے فروغ کے لیے لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ سعودی عرب والے بھی تو سب مقلد ہیں اگر ہم تقلید کرتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے......؟ یاد رہے! یہ بات دھوکے سے بڑھ کر اور کچھ نہیں! سعودی عرب کے تمام مشائخ حضرات کو ہم بلا واسطہ جانتے ہیں اور الحمد للہ سال میں کئی مرتبہ ان کی مجالس اور محافل میں مستفید ہونے کا موقع ملتا ہے وہ سب کے سب کتاب وسنت والا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کے تمام مسائل کی بنیاد قرآن وحدیث ہے اور وہ قرآن وحدیث ہی کی اطاعت واتباع کو ہی فرض قرار دیتے ہیں۔ البتہ چونکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور سنت کے بہت بڑے امام ہیں اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی محبت ہے اور ان کا میلان ہے وگرنہ ہمارے ہاں بیسیوں شواہد ایسے ہیں کہ جہاں پر امام ابن باز، امام ابن عثیمین، امام البانی رحمۃ اللہ علیہم سمیت موجودہ مشائخ حضرات نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو چھوڑا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں تقلیدی تعصب کا عالم یہ ہے کہ ہم کسی دوسرے کی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہیں بلکہ برملا لکھا اور کہا جاتا ہے کہ حق تو یہی ہے جیسے آپ کہتے ہیں لیکن ہم پر اپنے امام کی تقلید اور اپنے پیر کی اتباع فرض ہے۔

مقلدین حضرات کی اپنے ائمہ سے اندھادھند عقیدت کسی اہل نظر سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ہم تعصب کی نوعیت کو مزید واضح کرنے کے لیے محمد ظفر عطاری بریلوی کی کتاب سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اہل تقلید کس قدر ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''حق پر کون'' میں لکھا ہے:

مَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ فِي الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ أَهْلَ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ ①

''فی زمانہ جو شخص چاروں مذاہب سے باہر ہوگا تو وہ اہل بدعت اور اہل دوزخ میں سے ہے۔''

اس جیسے سینکڑوں فتوے اور دعوے کتبِ تاریخ میں موجود ہیں لیکن آج کے اس عظیم الشان خطبہ جمعہ میں ہم تمام اہل اسلام کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی شخصی نسبتوں کو چھوڑ کر ڈائریکٹ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کو جوڑیں۔چونکہ آپ ﷺ ہی کی اطاعت کو ہم پر فرض کیا گیا ہے لہٰذا ہم آپ ﷺ ہی کی اطاعت واتباع کو اپنے لیے کافی سمجھتے ہیں۔کیونکہ آپ ﷺ کی آمد ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے اور اس احسان کی قدر صرف اور صرف اسی شخص نے جانی ہے جو آپ ﷺ ہی کی اطاعت کو فرض جانتا ہے اور آپ ﷺ کی ہی اتباع کو

① حق پر کون:273 (اور ظلم پر ظلم یہ ہے کہ عطاری بریلوی صاحب نے اس قول کی نسبت امام طحاوی کی طرف کی ہے جبکہ ان کی طرف اس قول کی نسبت کسی صورت درست نہیں۔ان کا تو معروف قول ہے کہ تقلید صرف اور صرف متعصب یا بے وقوف ہی کرسکتا ہے۔(لسان المیزان:1/280)

ضروری سمجھتا ہے۔ اعلانِ خداوندی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [1]

## 6 ...... آپ ﷺ کا ذکر سب سے بلند ہے

قریش مکہ نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے نام اور آپ ﷺ کے مشن کو ختم کرنے کے لیے سر توڑ کوششیں کیں، کبھی آپ ﷺ کے بیٹوں کی وفات پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو طعنے دیے گئے کہ بہت جلد آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مٹ جائے گا۔ لیکن عرش و فرش کے مالک نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو اس جہان رنگ و بو میں اس قدر بلند مرتبہ عطا کیا کہ پوری کائنات میں خدا کی خدائی کے بعد اگر نام آتا ہے تو صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی مصطفائی کا ہی آتا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں عزت و عظمت کے ساتھ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر نہ کیا جاتا ہو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے اس مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

---

[1] آل عمران: 164

''کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا اور تمہارا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تمہاری پیٹھ جھکا دی تھی اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا''

آج کے خطبے میں اصحابِ ذوق تشریف فرما ہیں میں ایک نکتہ دینا چاہتا ہوں توجہ مجھے دیجیے! رب العالمین نے جب رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذکر کا تذکرہ کیا تو انداز اس قدر محبت بھرا کہ عربی ادب سے آشنا شخص مارے خوشی سے جھوم جھوم اٹھتا ہے فرمایا: اے میرے حبیب! ہم نے بلند کیا (لک) تیرے لیے (ذکرک) تیرے ذکر کو، یہ نہیں کہا ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا بلکہ یہاں (لک) بڑے کام کا ہے۔ کہا: ہم نے تیرا ذکر بلند کیا تیرے لیے۔ سبحان اللہ!

جیسا کہ ہم پیار میں آ کر کسی محبوب کو کہتے ہیں میں تیرے پاس آیا تیرے لیے تو اس میں اپنائیت بھی زیادہ ہے اور محبت بھی لامحدود۔ یہی انداز اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے اختیار فرمایا۔ آج آپ دیکھ لیں کہ ولادت سے لے کر جنّت تک جہاں جہاں رب العالمین کا ذکر ہے وہاں وہاں رحمۃ للعالمین ﷺ کا ذکر ہے۔ بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو اس کے دائیں کان میں جہاں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے وہاں ساتھ ہی واشہد ان محمد رسول اللہ کا نغمہ بھی بلند ہوتا ہے، آپ کلمہ دیکھ لیں، نماز دیکھ لیں، قرآن دیکھ لیں، غرض کہ نیکی اور عبادت کی اِک اِک ادا دیکھ لیں! یہ ہو نہیں سکتا کہ جہاں ذکرِ خدا ہو وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا احساس' احسان کی شکل میں دلاتے ہوئے الٰہ العالمین

نے کیا خوب ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ①

## 7 ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام

اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکر کی بلندی اور مقام و مرتبے کی عظمت کا عالم یہ ہے کہ جو شخص آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا نام سن کر ایک دفعہ درود پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کے

① ...... 10 گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

② ...... 10 نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں۔

③ ...... 10 رحمتیں نازل فرما دیتے ہیں۔

④ ...... 10 درجات جنت میں بلند فرما دیتے ہیں۔ ②

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی فرد و بشر ایسا نہیں ہوا کہ جس کا نام سن کر ایک مرتبہ درود و سلام پڑھ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا سیلاب آجائے، یہ شان اور یہ مقام صرف اور صرف امام الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد

---

① آل عمران:164

② صحیح مسلم:408 صحیح سنن نسائی:1216

صحیح الجامع الصغیر:6235،52، فضل الصلاۃ:11

رسول اللہ ﷺ کو ہی حاصل ہوا ہے اور اس سے بڑھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور مقام تو یہ ہے کہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا [1]

"بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

اللہ کے بندو......! امام الانبیاء ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا اتنا مبارک عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ بن مانگے ہی سب نعمتیں عطا فرما دیتے ہیں، تمام پریشانیاں دور کر دیتے ہیں اور بتقاضۂ بشریت ہونے والے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر آپ درودِ ابراہیمی کو اپنا ورد بنالیں تو سب سے بہتر ہے ورنہ صحیح حدیث میں مندرجہ ذیل مختصر درود بھی موجود ہیں۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔

آج کل کئی کتابوں اور رسالوں میں لوگوں نے اپنی طرف سے تکلف کرتے ہوئے درود پاک کے الفاظ تحریر کیے ہیں ان میں سے بعض شرک کی آمیزش سے بھی خالی نہیں ہیں۔ خدارا......! رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ الفاظ ہی کو اپنے لیے باعث رحمت اور مغفرت سمجھیں۔

---

[1] الاحزاب:56

## 8.....ساتوں آسمانوں کی سیر

امامِ الانبیاء ﷺ کی شان اور مقام و مرتبے کا عالم یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی، تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی امامت کا شرف عطا کیا گیا اور جنّت کا نظارہ کرایا گیا، جب سے انسانیت بنی ہے آج تک یہ شرف اور مقام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ قرآن و حدیث کے واضح دلائل کے مطابق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفرِ معراج کا ذکر کرتے ہوئے لفظِ (اَسْرٰی) استعمال کیا ہے۔ اور لفظ اسریٰ جہاں بھی استعمال ہو وہاں خواب کا معاملہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے وجود اور جسم کے ساتھ نکلنا مراد ہوتا ہے جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو حکم دیا گیا (فَاَسْرِ) کہ رات کے اس حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ، یہاں پر روح یا خواب کی بات نہیں بلکہ وجود کے ساتھ نکلنا مراد ہے اور اس میں کسی کو کوئی اختلاف بھی نہیں۔ اسی طرح سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (اَسْرِ بِعِبَادِیْ) میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ! تو کیا یہاں معاملہ روح اور خواب کا ہے......؟ ہرگز نہیں! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لفظِ سبحان سے واقعہ معراج کا آغاز کرتے ہوئے اور لفظِ اسریٰ سے واقعہ معراج کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج کرایا گیا تھا۔ اسی طرح سورۂ نجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (مَا زَاغَ الْبَصَرُ) ''آنکھ نہ توہٹی'' یہاں البصر کہا گیا ہے یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ ملاحظہ فرمایا، یعنی جاگتی آنکھوں سے اپنے رب کی قدرتوں کا نظارہ کیا۔

قرآن پاک کے بعد احادیث نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی معراج کروا کر پوری کائنات پر اعزاز بخشا ہے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ اقصیٰ سے ساتویں آسمان تک سارے کے سارے نظارے کرتے ہوئے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب واپس آئے تو مشرکین مکہ نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی کیونکہ مسجدِ اقصیٰ انہوں نے کئی بار دیکھی ہوئی تھی، جب انہوں نے سوالات شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے سب پردے ہٹا کر مسجدِ اقصیٰ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا اور قریش مکہ حیران و پریشان ہو گئے۔

سامعین کرام......!

اگر معراج شریف محض روحانی ہوتا کہ صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو سیر کرائی گئی ہوتی تو مشرکین مکہ کو سوالات اور اعتراضات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفرِ معراج کا تذکرہ کرتے ہوئے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ [1]

"پاک ہے وہ جو لے گیا رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ

[1] بنی اسرائیل: 1

ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

## 9......آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرّہ بھر گستاخی سے اعمال کی بربادی

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبے اور شان کو بیان کرتے ہوئے جس نویں اور اہم مقام کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو اس قدر بلند اور حساس مقام بخشا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور بات کی ذرّہ بھر گستاخی کرنے والے شخص کے سب اعمال برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی عظیم سے عظیم تر شخص کو بھی ادب و احترام کا یہ رتبہ عطا نہیں فرمایا کہ اس کی ذات یا اس کی بات کے آگے اپنی بات اور اپنی شخصیت کو اونچا کرنے والے شخص کے سارے اعمال برباد کر دیئے جائیں۔ قرآن کریم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو دو ٹوک الفاظ میں بیان کر دیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ

اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اوپر مت کرو اور نہ اس طرح آواز دے کر پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو جو لوگ اللہ کے رسول کے آگے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے معافی ہے اور بڑا ثواب ہے جو لوگ تم کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر سمجھ نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم خود ان کے پاس نکل کر آجاؤ تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔''

احبابِ گرامیٰ قدر......! امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقام و مرتبے کو بیان کرتے ہوئے بڑی محبت اور اخلاص سے آپ کی خدمت میں تین باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

❶ ...... جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ہو رہی ہو، یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیثِ مبارکہ اور سنتِ طیبہ کا ذکر شروع ہو وہاں پر نہایت ادب و احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے آج کل کئی لوگ قرآن و حدیث کی مجلسوں میں نہایت بے ادبی اور گستاخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپس میں اشارے اور باتیں کرتے ہیں اور کئی احباب موبائل کے ساتھ مصروف رہتے ہیں اور اب تو ماشاء اللہ لوگوں کی تربیت کرنے والے

بعض خطباء حضرات بھی اسٹیج پر اور مجمع میں سنجیدہ ماحول نہیں رہنے دیتے جب کہ اسی طرح تمام غفلتوں سے اعمال کی بربادی کا بہت زیادہ خدشہ ہے۔

2 ......آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس حکم، حدیث اور سنّت پر عمل نہیں ہے، آپ کو اس حوالے سے ہمیشہ ندامت اور شرمندگی رہنی چاہیے اور اس بات کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ! مجھ میں یہ کمی ہے، مجھے اس کوتاہی کو دور کرنے کی توفیق عطا فرما...... لیکن! آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ کئی احباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سنّت پر عمل بھی نہیں کرتے اور اُلٹا عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسی حرکت نہایت سنگین ہے اور اس سے اعمال کے برباد ہونے کا خدشہ ہے، داڑھی، پردہ، ٹخنوں سے اوپر شلوار، مسواک، کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا یا اس کے علاوہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب انداز اور طریقے تھے ان کو چھوڑ کر ان کو اپنانے والوں کا مذاق اڑانا یا ان کو اس بات کے طعنے دینا خطرے سے خالی نہیں!

3 ...... ہم اس چیز سے منع نہیں کرتے ہیں آپ کو پورا حق حاصل ہے کہ آپ اپنی محبوب ہستیوں کا پورا احترام کریں، انکو اچھا کھلائیں، پلائیں اور پہنائیں لیکن ان کی محبت وعقیدت میں غلو کرتے ہوئے یہ اسٹیج نہیں آنی چاہیے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کو چھوڑ کر ان کی بات اور عمل کے پیچھے لگ جائیں۔ اس سے نیک اعمال کی بربادی کا بہت زیادہ خدشہ ہے اور آج کل یہ وباء برساتی ٹڈیوں کی طرح مذہبی تنظیموں میں بڑھ چکی ہے کہ وہ اپنے قائد اور پیر کو بچانے کے لیے علی الاعلان صحیح احادیث کا انکار کر دیتے ہیں یا اس کی غلط تاویل کرتے ہوئے اس کو اسکے حقیقی معنی ومفہوم سے موڑ دیتے ہیں۔ جس طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

زندگی میں آپ علیہ السلام کی ذات کے ہوتے ہوئے اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم تھا اسی طرح آج بھی آپ علیہ السلام کی حدیث کے سامنے اپنی زبان اور لب و لہجے کو پست رکھنا چاہیے۔

## 10......آپ ﷺ کے سر پر ختم نبوت کا تاج

آپ علیہ السلام کا دسواں مقام ومرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو نبی ورسول بنانے کے بعد قیامت تک کے لیے نبوت ورسالت کے دروازے کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا اور اعلان فرمایا:

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا [1]

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے آخری ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

مرزائی حضرات اس آیت کے معنی ومفہوم کو نہایت غلط بیان کرتے ہیں جب کہ لغت کے مطابق "خاتم" کا لفظ سیل کے لیے آتا ہے، یعنی آخری عمل۔ لفافے کو سیل کرنے کا مطلب اس کو آخری طور پر بند کرنا ہے کہ اس کے بعد کوئی چیز اس کے اندر سے باہر نکلے اور نہ باہر سے اندر جائے۔ چنانچہ عربی میں قوم کا خاتم قوم کے آخری شخص کو کہا جاتا ہے۔ (خَاتَمُ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ)

امت اسلام کے تمام کبار مفسرین نے اس آیت کو اس موضوع پر بالکل

---

[1] الاحزاب:40

صریح قرار دیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خوبصورت مثال دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک خوبصورت محل ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس میں اینٹ کی جگہ باقی ہے اگر وہاں پر اینٹ کو رکھ دیا جائے تو محل کا حسن اور اس کی رونق دوبالا ہو جائے۔ اسی طرح نبوت و رسالت کا محل مکمل ہو چکا ہے اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے محل کی آخری اینٹ بنا کر بھیج دیا ہے کہ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ ،جِئْتُ فَخُتِمَتِ الْأَنْبِيَآءُ علیهم السلام[1] اسی طرح ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ [2]

''اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔''

یہاں پر ختم نبوت کے موضوع پر سارے دلائل عرض کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ آپ کو صرف یہ احساس دلانا مقصود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت و نبوت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ہونا بہت بڑے شرف و مقام کی بات ہے۔

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

---

(1) صحیح مسلم:5963

(2) المعجم الکبیر (از: امام طبرانی):7535

# روزِ قیامت اور
# مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا○ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ ①

"(اے پیغمبر!) نماز قائم کر سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک (یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے وقتوں میں) اور صبح کی تلاوت قرآن (یعنی صبح کی نماز) بلاشبہ صبح کی تلاوت قرآن ایسی تلاوت ہے جو (خصوصیت کے ساتھ) دیکھی جاتی ہے۔ اور (اے پیغمبر!) رات کا کچھ حصہ (یعنی پچھلا پہر) شب بیداری میں بسر کر۔ یہ تیرے لیے ایک مزید عمل ہے قریب ہے کہ اللہ تجھے تیرا رب مقام محمود عطا فرمائے"

---

① بنی اسرائیل:79-78

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدُ ناو سیدالاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنافی الدنیا وامامنافی الاخرۃ وامامنافی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

پچھلے خطبے میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے مقام ومرتبے کو بیان کیا ہے لیکن اس کا تعلق دنیا کے ساتھ تھا۔ کہ اس کائنات میں مقام ومرتبے کے لحاظ سے پوری انسانیت میں کوئی فرد وبشر بھی رسول اللہ ﷺ کے ہم پلہ نہیں ہے۔ آج کے خطبے میں روزِ قیامت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والے مقام ومرتبے کا تفصیلی تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن قرآن کے مطابق قبریں کھول دی جائیں گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے، چاند بے نور ہو جائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، زمین کو کوٹ کوٹ کر برابر کر دیا جائے گا، سورج ایک انگلی کے فاصلے پر ہوگا، دل کانپ اٹھیں گے، کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے، چہرے خوف زدہ ہوں گے، لوگ برہنہ اور پسینے میں شرابور ہوں گے، تمام ملائکہ صف در صف کھڑے ہوں گے، ایسے کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ امام الانبیاء، سیّد الانبیاء، خطیب الانبیاء،

شفیع الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اس قدر بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا فرمائیں گے کہ پوری انسانیت میں کوئی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

روزِ قیامت مقامِ مصطفےٰ ﷺ کے حوالے سے میں آپ کے سامنے سات باتوں کا قدرے تفصیل سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

## 1 سب سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کھولی جائے گی:

قرآن پاک کی کئی ایک آیات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو زمین اپنے مردوں سمیت تمام خزانوں کو باہر نکال دے گی اور جب قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں پیشی کے لیے جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو کھولا جائے گا۔

اور یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بہت بڑے اعزاز اور اعلیٰ مقام کی بات ہے۔

صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ [1]

''سب سے پہلے جس قبر کو کھولا جائے گا وہ میری قبر ہوگی۔''

اس حدیث کی تائید میں ترمذی شریف کی ایک ضعیف روایت مزید واضح ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا إِذَا بُعِثُوْا ''جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو لوگوں میں سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہوں۔ امام

---

[1] صحیح مسلم: 4320

مناوی رحمہ اللہ الجامع الصغیر کی شرح میں فرماتے ہیں: کہ یہ اعزاز، شرف اور مقام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تَكْرِيمًا وَتَبْجِيلًا ”عزت واحترام اور خوشی دینے کے لیے ہوگا۔

اور یہ بات تو ہر انسان کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک مدینہ طیبہ میں مسجدِ نبوی کے ساتھ ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی حفاظت کے لیے سعودی گورنمنٹ نے نہایت پختہ اور مضبوط بندوبست کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ان محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

## 2 آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری انسانیت کے سردار ہوں گے:

قیامت کے روز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا سب سے بڑا مقام یہ ہوگا کہ آپ پوری انسانیت کے سردار ہوں گے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سمیت قیامت تک تمام انسانوں کی سرداری کا تاج آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر ہوگا۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا

أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

”قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔“

اور دوسری روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ [2]

---

[1] صحیح مسلم: 480

[2] صحیح مسلم: 2278، 4320۔ صحیح ابن حبان: 6333

''قیامت کے دن آدم کی تمام اولاد کا میں سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں''

ان دونوں احادیث نے اس عظمت کو واضح کر دیا کہ قیامت والے دن پوری انسانیت کی سرداری آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوگی۔ یہاں دو باتیں نہایت قابل توجہ ہیں ان پر غور کرتے ہوئے ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

① ...... کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں پوری انسانیت کے سردار نہیں ہیں......؟

بلاشبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں بھی پوری انسانیت کے سردار ہیں لیکن چونکہ یہاں

نَازَعَهُ فِيْ ذَالِكَ مُلُوْكُ الْكُفَّارِ وَزُعَمَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ

''یہاں کافر بادشاہوں اور مشرک سرداروں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرداری کو تسلیم نہیں کیا''

لیکن قیامت کے روز وہ سب بے بس ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عزت و عظمت اور سرداری و بلندی کا تاج آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پہنائے گا۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بہت بڑے اعزاز اور اعلیٰ مقام کی بات ہے۔

② ...... رسول اللہ ﷺ نے جب قیامت والے دن کی سرداری کا تذکرہ فرمایا تو ساتھ دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ''ولا فخر'' کہ مجھے اس پر فخر و غرور اور تکبر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اس انعام پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور قدردان ہوں۔ اس حدیث کی روشنی میں ہم اپنے حکمرانوں، وزیروں اور عہدیداران کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کریں گے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مقام و مرتبے پر فخر و غرور کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا قدردان اور اس کا شکر گزار بندہ بننا چاہیے۔

## 3 حمد کا جھنڈا بھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ:

روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کا تیسرا اعلیٰ مقام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور تعریف کا جھنڈا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ حضرت.......... رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ ، آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ تَحْتَ لِوَائِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ [1]

''حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، حضرت آدم سے لے کر نیچے تک تمام قیامت والے دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور کوئی فخر نہیں''

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے مقام ومرتبے کو واضح کرنے کے لیے دیا جائے گا کیونکہ یہ عرب کی عادت تھی کہ ان کے گروہ میں جھنڈا ہمیشہ اسی شخص کے ہاتھ میں ہوتا جو مقام ومرتبے میں سب سے اونچا ہوتا۔

یاد رہے......! سب سے اونچا مقام ''مقامِ حمد'' ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ زندگی میں جی بھر کر اپنی تعریف کرنے کا موقع عطا فرمادے تو اس سے بڑھ کر کوئی مقام ومرتبہ نہیں ہے۔ سب سے اونچا مقام 'مقامِ حمد ہے اور سب سے اعلیٰ اور بہترین جھنڈا ''لواء الحمد'' ہے۔ چونکہ اس کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ـــــ

---

[1] صحیح مسلم:4320

حضرت محمد ﷺ نے ہی کی ہے، لہٰذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو ''لواء الحمد'' عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حمد والے جھنڈے تلے جگہ عطا فرمائے۔ یہاں پر میں ایک اور دعا بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی خوشی خوشی سے اپنے چہروں پر رسول اللہ ﷺ کی سنّت کی جھنڈی لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یاد رکھو......! خالی دعووں اور جلوسوں سے کچھ بنے گا نہ ہی کچھ ملے گا، کامیابی وکامرانی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کے لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت والی راہ پر چلنا شرطِ اوّل ہے۔

## 4 شفاعتِ کبریٰ کی سعادت نصیب ہوگی:

قیامت کے دن شفاعتِ عظمیٰ صرف امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہی مخصوص ہے اور یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ اعزاز اور عالی مقام ہونے کی واضح دلیل ہے۔ حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اگلے پچھلے تمام لوگوں کو ایک کھلے میدان میں اکٹھا کیا جائے گا۔ اس دن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے اس قدر اعلیٰ نظام اور سسٹم ہوگا کہ پکارنے والے کی پکار کو سارے لوگ باآسانی سنیں اور سمجھیں گے، پہلی صف سے لے کر آخر تک ہر شخص ایک دوسرے کی نظر میں ہوگا، سورج ایک میل کے فاصلے پر نہایت قریب ہوگا اور لوگوں پر بے چینی، بے قراری اور شدتِ غم کا عالم یہ ہوگا کہ معاملہ ان کی برداشت سے باہر ہو جائے گا بالآخر وہ

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ پوری انسانیت کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح کو پھونکا اور فرشتوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ ''ہمارے لیے اپنے پروردگار کے ہاں سفارش کردیں کہ وہ ہماری حالت پر رحم و کرم کرتے ہوئے ہم پر آسانی کر دے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام لوگوں کی بات سن کر فرمائیں گے:

إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ مِثْلَهُ وَلَمْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ

''بلاشبہ میرا پروردگار اس قدر جلال میں ہے کہ اس جیسا جلال اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا''

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو درخت سے منع کیا تھا لیکن میں نے بھول کر دانہ چکھ لیا مجھے تو آج اپنی ذات کی فکر ہے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ شاید تمہارے لیے آسانی ہو جائے چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے نوح علیہ السلام!

إِنَّكَ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا

''بلاشبہ آپ ہی اللہ کی زمین پر پہلے رسول ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: آج کے دن تو میرا پروردگار اس قدر غضب میں ہے کہ نہ کبھی اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی آج مجھے اپنی ذات کی ہی فکر ہے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ......! چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں ہمارے لیے اپنے پروردگار کے ہاں سفارش کر دیں، ہماری حالت آپ کے سامنے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی سب سے پہلے حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام والی بات کہیں گے:

إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ مِثْلَهُ وَلَمْ يَغْضَبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ

”بلاشبہ میرا پروردگار اس قدر جلال میں ہے کہ اس جیسا جلال اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا“

اور فرمائیں گے میں نے تین باتیں مصلحت کے پیش نظر بظاہر خلاف حقیقت کیں تھیں اس نہایت معمولی کمی کا آج مجھے بہت احساس ہے اور مجھے اپنی ذات کی ہی بہت زیادہ فکر ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ......! چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے:

يٰمُوْسٰى...! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلٰمِهِ عَلَى النَّاسِ

”اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو

رسالت اور اپنی ہم کلامی کے شرف سے لوگوں پر فضیلت بخشی ہے۔"

اپنے پروردگار کے ہاں ہمارے لیے سفارش کر دیں، ہماری ناقابل برداشت حالت آپ کے سامنے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب بھی یہی ہوگا کہ آج اللہ تعالیٰ بڑے جاہ وجلال اور غضب میں ہیں مجھ سے نا چاہتے ہوئے ایک شخص قتل ہوگیا تھا اور آج مجھے اپنی ذات کے بارے میں ہی بہت زیادہ فکر ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ......! چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور آکر کہیں گے:

يٰعِيْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقٰهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا

"اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جس کو مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور روح ہیں اور آپ نے بچپن میں گود میں لوگوں سے کلام کیا۔"

اپنے پروردگار کے ہاں ہمارے لیے سفارش کریں ہماری حالت آپ کے سامنے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہیں گے: آج اللہ تعالیٰ بہت جاہ وجلال اور غضب میں ہیں اور مجھے اپنی ذات کی فکر ہے تم حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ......! چنانچہ سب لوگ امام الانبیاء، خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ پر لگنے والے اگلے پچھلے تمام الزام دور کر دیئے

ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کر دیں، ہماری حالت آپ کے سامنے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں چل کر اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدے کی حالت میں گر جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا۔

سامعین کرام......!

سجدے کی حالت میں آپ اللہ کے حضور کیا پڑھیں گے؟ اس سلسلے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلنے والے چند کلمات ملاحظہ فرمائیں:

① ... فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ

② ... يُلْهِمُنِيْ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ

③ ... فَأَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ الْآنَ يُلْهِمُنِيْهِ اللهُ عَزَّوَجَلَّ

یعنی میں اپنے پروردگار کی ایسے پاکیزہ کلمات کے ساتھ حمد و ثناء اور تعریف کروں گا جو کلمات اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی کو سکھائیں ہیں نہ ہی اب وہ میرے علم میں ہیں۔ اللہ اکبر!

سجدے کی حالت میں حمد و ثناء کے بعد پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھایئے......!

سامعین کرام......!

اگلے الفاظ بڑے ہوش اور بیداری کے ساتھ سننے والے ہیں کیونکہ کئی اہل بدعت حدیثِ شفاعت کو بیان کرتے ہوئے نہایت غلط استدلال کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے محبت وعقیدت میں غلو کرتے ہوئے شرک کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کشا، حاجت روا کہنا شروع کر دیتے ہیں......

بہر صورت جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے سے اپنا سر مبارک اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سَلْ تُعْطَهُ ''سوال کریں، تمہیں وہ عطا کیا جائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرمائیں گے کہ سر اٹھائیں اور اِفْعَلْ مَا شِئْتَ ''جو چاہیں کریں'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مختارِ کل ہیں......ایسا نہیں کہا جائے گا! بلکہ کہا جائے گا سوال کریں، مانگیں......! آپ کو عطا کیا جائے گا۔

سامعین کرام......!

ہمارے پیارے امام الانبیاء ﷺ جو ساری زندگی ایک اللہ ہی سے مانگتے رہے، مکے میں مانگا، کبھی مدینے میں مانگا، بدر میں مانگا کبھی احد میں مانگا غرض کہ ہر پل، ہر دم اور ہر قدم اسی سے مانگا اور اس سے اس کا ہر فضل مانگا' لیکن اس کے باوجود قیامت کے دن یہی کہا جائے گا کہ آپ مانگیں' سوال کریں۔

ہمیں تو اس میں یہی حکمت نظر آتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پوری خدائی کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سوال کریں گے تو سب پر واضح ہو جائے گا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ کے در کے سوالی ہیں اور داتا صرف اور صرف اللہ ہے۔

چنانچہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے کی حالت میں جھک کر حمد وثناء کریں گے اور بالآخر مشرک کے سوا ہر کلمہ گو کو اللہ تعالیٰ جنّت کا مہمان بنا دے گا۔ یاد رہے......! بے نماز، غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا، غیر اللہ کی نذر و نیاز دینے والا، غیر اللہ کے نام پر چڑھاوا چڑھانے والا اور مشکل وقت میں اللہ کے علاوہ غیروں کو پکارنے والا شرک کی زد میں ہے ایسے لوگوں کو فوراً شرکیہ عقائد سے توبہ کرتے ہوئے سچی توحید کو اختیار کرنا چاہیے۔ بہر صورت آپ ﷺ کی شفاعت کے حوالے سے بالاختصار یہی عرض کرنا چاہتا ہوں امت کا سب سے بہترین گروہ بغیر حساب کے ''باب ایمن'' سے اللہ تعالیٰ کی جنّت میں جائے گا، پھر اس کے بعد گناہگار اہل توحید اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی جنّت میں جائیں گے پھر اسی طرح جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو جہنّم سے نکال لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی امّت کے پہلے گروہ میں شامل فرما کر بغیر حساب جنّت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین!

رسول اللہ ﷺ کی اپنی امّت سے محبّت کا عالم یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم کے ساتھ ضرور قبول فرماتے ہیں تو میں نے اپنی وہ دعا دنیا میں نہیں مانگی بلکہ میں نے اس کو قیامت کے دن کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ (1) اس دعا کو قیامت والے دن بطور شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگوں گا۔ جس امام الانبیاء ﷺ کو اپنی امّت کا

---

(1) صحیح مسلم: 487

اس قدر خیال ہے آج اس امت کو اس پیغمبر کے فرامین کا کس قدر خیال ہے......؟

نہایت افسوس......! کہ آج اُمّت نافرمانی کی آخری حدّوں کو پھلانگتے ہوئے بدکاری کی کھائی میں بری طرح گر چکی ہے، اللہ کی عبادت کا فکر ہے نہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا خیال اور نہ ہی حلال وحرام کی تمیز۔

## 5 مقامِ محمود عطا کیا جائے گا:

اسی طرح قیامت کے روز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ''مقامِ محمود'' عطا کیا جائے گا اور ''مقامِ محمود'' کیا ہے......؟ سادہ لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ ''مقامِ شفاعت'' کا دوسرا نام ''مقامِ محمود'' ہے۔ جس جگہ پر ٹھہرتے اور سجدہ کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے امّت کی شفاعت فرمائیں گے وہی جگہ ''مقامِ محمود'' ہے۔ اور اسی مقام کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ [1]

''(اے پیغمبر!) نماز قائم کر سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک (یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے وقتوں

---

[1] بنی اسرائیل:78-79

میں) اور صبح کی تلاوت قرآن (یعنی صبح کی نماز) بلاشبہ صبح کی تلاوت قرآن ایسی تلاوت ہے جو (خصوصیت کے ساتھ) دیکھی جاتی ہے۔ اور (اے پیغمبر!) رات کا کچھ حصہ (یعنی پچھلا پہر) شب بیداری میں بسر کر۔ یہ تیرے لیے ایک مزید عمل ہے قریب ہے تیرا رب اللہ مقام محمود عطا فرمائے''

اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

❶ ...... حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ أَنَا وَ أُمَّتِيْ عَلَى تَلٍّ فَيَكْسُوْنِيْ حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يَأْذَنُ لِيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنْ أَقُوْلَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَقُوْلُ وَذَالِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ ①

''قیامت کے روز میں اور میری امت ایک ٹیلے پر کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ مجھے سبز رنگ کا قیمتی لباس عطا فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مجھے بات کرنے کی اجازت فرمائیں گے اور جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے میں عرض کروں گا اور یہی مقام محمود ہے۔''

❷ ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

إِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ

① مسند احمد: 15783 کتاب السنۃ للالبانی: 785

نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِي الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَالِكَ يَوْمُ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ ①

"بے شک لوگ قیامت کے دن گروہ در گروہ چلیں گے ہر امت کے ساتھ اس کا نبی ہوگا اور لوگ کہیں گے: اے ہمارے نبی! ہماری سفارش کرو! یہاں تک کہ شفاعت کا معاملہ نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے گا تو یہی وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائیں گے۔"

❁ ...... ایک دفعہ چند خارجی عقیدے کے لوگ مدینہ منورہ میں اپنا غلط مذہب پھیلانے آئے، ان کی مسجد نبوی میں امام جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ستون کے ساتھ بیٹھے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے تھے، ان خارجیوں کے ساتھ مناظرہ شروع ہو گیا۔ خارجی لوگ اس بات پر دلائل دے رہے تھے کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ایک دفعہ جہنم میں چلا جائے گا وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دلائل کے ساتھ ان کا رد کرتے ہوئے ان میں سے ایک شخص کو کہا: کیا تو قرآن پڑھتا ہے......؟ اس نے کہا: ہاں!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے "مقام محمود" کے بارے میں سنا ہے جو اللہ پاک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائیں گے......؟ اس نے کہا: ہاں! پھر حضرت

① صحیح البخاری: 4718

جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مقامِ محمود'' وہی شفاعت کی جگہ ہے کہ جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے کئی گنہگار لوگوں کو جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ ①

❁......امام حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

فَذَالِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ یَغْبِطُهُ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ ②

''مقامِ محمود وہی جگہ ہے جس پر اگلے اور پچھلے سارے لوگ رشک کریں گے۔''

سامعین کرام......!

بیان کردہ تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کے لیے ''مقامِ محمود'' پر فائز کیا جائے گا۔

واہ! سبحان اللہ' کیسی عظمت کی بات ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ''احمد اور محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے گزر گئی آج روزِ قیامت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں لواء الحمد ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## 6 سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے:

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ پر مسلّم ہے حضرت نوح علیہ السلام

---

① صحیح مسلم:473

② کتاب السنۃ:789 للالبانی

کی رسالت برحق ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شان و مقام میں کسی کو کوئی شک نہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کون نہیں جانتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی کا کون انکار کرسکتا ہے، بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود پوری انسانیت میں سے کوئی بھی جنت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹائے گا۔ سب سے پہلے یہ مقام و مرتبہ کسی کو حاصل ہوگا تو میرے اور آپ کے پیارے پیر و مرشد محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی حاصل ہوگا۔

حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ①

"قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر میرے پیروکار زیادہ ہوں گے اور میں ہی وہ پہلا ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔"

اسی مقام کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ...؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ ②

"قیامت کے روز میں جنت کے دروازے پر آکر دروازہ کھلواؤں گا،

---

① صحیح مسلم: 484

② صحیح مسلم: 486

جنّت کا خازن کہے گا: آپ کون ہیں......؟ میں کہوں گا: محمد! ﷺ
خازن جواب میں کہے گا: آپ ﷺ کے متعلق ہی مجھے حکم دیا گیا تھا
کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔" سبحان اللہ!

آج لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کس پیر کے ہاتھ پر بیعت ہیں......؟ آپ کا امام کون ہے......؟ تو ہم جواب میں یہی کہتے ہیں کہ ہمارا پیر و امام وہ ہے جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی جنّت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور مریدوں کو سب سے پہلے جنّت میں لے کر جائے گا۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ایک عظیم الشان فرمان نہایت قابل توجہ ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نحن السابقون الاخرون "ہم پہلے بھی ہیں اور پچھلے بھی ہیں" کیا معنی......؟ دنیا میں آنے کے لحاظ سے پچھلے ہیں اور جنّت میں جانے والے سب سے پہلے۔ سبحان اللہ!

## 7 جنّت میں مقامِ وسیلہ پر فائز کیا جائے گا:

عالمِ ارواح سے لے کر دخولِ جنّت تک جس مقام پر بھی آپ امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کو دیکھیں گے، آپ کو ان کا مقام منفرد، نرالا اور اعلیٰ ہی نظر آئے گا۔ اور جنّت میں داخلے کے بعد بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے اونچا اور بلند و بالا مقام "مقامِ وسیلہ" عطا فرمایا جائے گا۔ "مقامِ وسیلہ" جنّت الفردوس سے بھی اعلیٰ و نرالا ہوگا ایک رائے کے مطابق جنّت الفردوس کی چھت جو بالکل اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ہوگی وہ مقامِ وسیلہ" ہے وہاں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کو ٹھہرایا

جائے گا ان کا نام نامی اور اسم گرامی محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اَلْوَسِیْلَۃُ أَعْلَی دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنَالُھَا إِلَّا عَبْدٌ وَاحِدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے "وسیلہ" کے متعلق بیان فرمایا:

فَإِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَکُوْنَ أَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ ①

"کیونکہ وہ جنت میں ایک ایسا مقام ہے جو صرف اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ہی عطا کیا جائے گا اور مجھے امید ہے وہ بندہ میں ہی ہوں، جس نے میرے لیے "مقامِ وسیلہ" کا سوال کیا قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔"

سامعین کرام......!

قربان جائیں......! امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے مقام و مرتبے پر کہ آپ ﷺ کو جو عظمتیں نصیب ہوئی تھیں وہ تو اپنی جگہ مسلّم ہے لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے جو شان و شوکت امت کو نصیب ہوئی ہے اس کا بھی کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص مؤذن کی اذان سن کر اس کا جواب دے، اس کے بعد درود پڑھے، پھر مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

---

① صحیح مسلم:384

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ ، اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ ①

''اے اللہ! اس کامل پکار اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور جس مقام محمود کا آپ نے اس سے وعدہ کیا ہے وہ بھی دے دے۔''

اللہ پاک ایسے شخص کو روزِ قیامت میری شفاعت نصیب فرمائیں گے، یعنی جو شخص عقیدۂ توحید کا حامل، فرائض کا پابند اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے والا ہوگا تو اس کی بتقاضۂ بشریت ہونے والی کمی کوتاہیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ذریعے معاف فرما کر جنّت کا مہمان بنا دیں گے۔

یاد رہے......! لفظِ ''فضیلۃ'' یہ ''وسیلہ'' ہی کی تفسیر ہے یا مزید کسی درجے کا نام ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کو فائز کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کے مقام ومرتبے کو جان کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا سچا فرمانبردار بننے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

---

① صحیح البخاری:614

# جو پسند تھا
# میرے حضور کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○[1]

”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہے ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا۔“

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

”جس نے میری سنّت سے منہ موڑا، پس وہ میری امت سے نہیں۔“

---

[1] آل عمران:31

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدنا و سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ آل اولاد اور مال وجان سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت نہ کرے۔ اور یہ معاملہ اس قدر حساس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر عظیم المرتبت صحابی کو کہہ دیا تھا کہ اگر تم جان سے بڑھ کر میرے ساتھ محبت نہیں کرتے تو تم مومن نہیں ہو۔ اللہ اکبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت کی چند بنیادی علامات اور نشانیاں ہیں۔ صرف دعووں کے ساتھ بندہ محبِ رسول اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بنتا۔ جو لوگ صرف نعرے بازی، اشتہار بازی اور سالانہ میلاد کی محفلیں اور سالانہ سیرت کے جلسوں کو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لیے کافی سمجھتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی محبت نہیں کر رہے جیسی سچی اور حقیقی محبت کا قرآن وحدیث نے ہم سے

تقاضا کیا ہے۔ بہرصورت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حقیقی محبت اور سچی عقیدت کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اور علامت یہ بھی ہے کہ انسان ہر اس چیز کو خصوصی طور پر پسند کرے جو بالخصوص رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھی۔

یہ بات تو واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خاص پسند معمولی نہیں ہو سکتی، جو خود محبوبِ کائنات ﷺ ہیں ان کے پسندیدہ اعمال وافعال اور پسندیدہ اشیاء بھی پوری کائنات سے بالاتر اور بلندتر ہوں گی۔ ویسے تو رسول اللہ ﷺ کو ہر بھلائی، اچھائی اور نیکی پسند تھی، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبت تھی، اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہنا رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا لیکن آج ہم نے آپ کے سامنے وہ اچھے اعمال اور عمدہ اشیاء قدرے تفصیل سے بیان کرنی ہیں کہ جن کو رسول اللہ ﷺ زندگی بھر بہت زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔

ہمارے مضمون میں خاص کردہ اعلیٰ اعمال اور رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ اشیاء بیان ہوں گی جن کے متعلق كَانَ يُحِبُّ یا أَحَبَّ کا لفظ قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ساری زندگی ان چیزوں کو بہت زیادہ پسند فرماتے رہے ہیں۔ آج آپ نیت فرمالیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خاص پسند کے حوالے سے جو چیزیں بھی بیان ہوں گی ان کو آپ دل وجان سے پسند کرتے ہوئے عملی طور پر اپنی زندگی میں اختیار بھی کریں گے کیونکہ اس میں ہمارے لیے فائدہ

ہی فائدہ ہے۔ اس سے ہم کو دنیا میں مقام و مرتبہ ملے گا، گناہوں کی بخشش ہوگی، اللہ کی محبت ملے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ جنت کا مہمان بنا دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کی پسندیدہ اداؤں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ①

”بے شک تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اچھا نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ کا اور آخرت کے دن کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے جس کی زبان پر اللہ کا ذکر ہے، جس کے دل میں آخرت کی فکر ہے اور جس کی عملی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا سے مزین ہے۔ اس آیت کا سب سے پہلے تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عام اداؤں سے بڑھ کر بالخصوص جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ ادائیں تھیں ان کو پورے شوق اور اہتمام کے ساتھ زندگی کا معمول بنایا جائے۔ اور اسی طرح اللہ العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً

① الاحزاب:21

وَّاَصِيْلًا ۝ ①

"بلاشبہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو۔"

اس مبارک آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور عزت کریں۔ اور ان دونوں کاموں کے لیے پہلی بنیاد یہی ہے کہ ہم ہر اس ادا کو پسند کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھی۔ جب ہم اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اداؤں سے خوبصورت اور حسین بنا لیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور مغفرت کے سب خزانے ہمارے نام کر دے گا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ②

"کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہے ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا۔"

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی خاص پسند کا ذکر کرتے ہوئے ہم سب سے پہلے عبادات

---

① الفتح:9

② آل عمران:31

سے اس کا آغاز کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عبادات کے حوالے سے کن چیزوں کے ساتھ بہت زیادہ لگن، محبت اور عقیدت تھی اور وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی نہایت پسندیدہ تھیں۔

## تنہائی کی عبادت:

عبادت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی پسند یہ تھی کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام تنہائی میں سنن ونوافل اور ذکر اذکار کو بہت زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے تنہائی کی عبادت کی بہت زیادہ عظمت اور فضیلت بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو آثارِ نبوت کے فوراً بعد خلوت نشینی کا بہت شوق پیدا ہو گیا تھا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام گھر سے تقریباً چھ کلومیٹر کی مسافت پر غارِ حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہاں پر ایک لطیف تحقیقی نکتے کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نبوت سے پہلے ایک دن بھی غارِ حرا میں نہیں گئے بلکہ جب سچے خوابوں کے ذریعے نبوت کا آغاز ہو چکا تھا تو پھر آپ ﷺ نے غارِ حرا کا رُخ کیا۔ اس سلسلے میں صحیح البخاری کی ابتدائی حدیث کے الفاظ پر غور فرمانے سے یہ حقیقت ہر انسان پر آشکار ہو سکتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو

بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ ①

"سب سے پہلے جس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز ہوا وہ سچے خواب کی حالت تھی جو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نیند میں دیکھتے، جو بھی خواب آپ علیہ الصلوۃ والسلام دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ہوتا، پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو تنہائی کی طرف رغبت ہوئی، آپ علیہ الصلوۃ والسلام غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار کرتے ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔"

تنہائی کی عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی اور یہی کامیابی کا راز ہے جن لوگوں کو تنہائی میں شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا موقع ملتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا اور آخرت کے سب خزانے عطا فرما دیتے ہیں۔ آج ہماری تنہائیاں کیسی ہیں......؟ اور ہم کس طرح تنہائی میں اللہ کی حدوں کو پامال کرتے ہیں......؟ یا تنہائی میں کس قدر غفلت اور تیزی سے رکوع و سجود کرتے ہیں......؟ یہ صورت حال ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے......!

تنہائی کی عبادت اس بات کی شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے خوش نصیب کو اخلاص اور یقین کا سرا تھما دیا ہے اور اسے اپنا محبوب بنا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی عبادت بہت زیادہ پسند تھی۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا اِلَيْكَ

## نماز:

نماز دنیا میں انسان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہے، صحیح حدیث کے مطابق

---

① صحیح البخاری:3

نماز کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے بلکہ نماز کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندے کے درمیان اس لحاظ سے تقسیم کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ہر پکار کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر اوقات سجدے اور رکوع کی حالت میں رہنا پسند فرماتے تھے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

إِنَّمَا حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثٌ

''بالخصوص مجھے دنیا سے تین چیزیں بہت پسند ہیں'' اوران تینوں میں سے تیسری چیز کی پسندیدگی کا عالم یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا ہے اور وہ نماز ہے۔ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ ①

بظاہر تو طویل قیام کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک میں ورم آجایا کرتا تھا لیکن بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو لذت اور حلاوت نصیب ہوتی تھی اس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

سامعین کرام......!

آج امت کی اکثریت نماز سے دوڑتی ہے اور معمولی سطح کے دنیاوی مشاغل کی وجہ سے تارک نماز بن چکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر طرف آوارگی بے راہ روی اور بدسکونی کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں جو مسلمان بھی اسلام کی حقیقی برکات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے سب سے پہلا فرض یہی ہے کہ اوّل فرصت میں نماز کو پوری

① سلسلہ احادیث صحیحہ: 1107

محبت اور بصیرت سے اچھی طرح سیکھے اور مسلمان نماز کو اس قدر پسند کرے کہ نماز اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے، جب نماز آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے تو پھر دنیا کے غم کا کوئی انگارہ تپش نہیں پہنچا سکتا۔

## جہاں نماز کا وقت ہوا سے فوراً ادا کرنا:

نماز کو وقت ہوتے ہی ادا کر دینا رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوّل وقت میں نماز کو ادا کرنا سب سے اعلیٰ اور بہترین عمل قرار دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کا وقت شروع ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ لحہ بھر تاخیر نہیں کیا کرتے تھے بلکہ یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت زیادہ پسند تھی کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو چکا ہو فوراً اسی جگہ اللہ تعالیٰ کے فرض کو ادا کیا جائے۔

حضرت امام انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ رحمت ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو مدینہ کی بالائی جانب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرو بن عوف نامی قبیلے میں قیام فرمایا۔ آپ کم و بیش چودہ راتیں وہاں ٹھہرے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشہور و معروف قبیلے "بنو نجّار" کو بلایا تو وہ تلواریں لٹکاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے ساتھ مسجد کی جگہ کے حوالے سے بات کی تو انہوں نے اللہ کی رضا کے لیے جگہ دینے کا اعلان کر دیا، پھر وہاں پر مسجدِ قبا تعمیر کی گئی۔ اس حدیث کے ایک ٹکڑے میں حضرت امام انس رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بھر کے ایک پسندیدہ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ [1]

''اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بہت پسند کرتے تھے کہ جہاں پر نماز کا وقت ہوا ہے وہیں پر نماز کو فوراً ادا کر دیا جائے۔''

آج ہمیں بھی سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پسند کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے جیسے اور جس جگہ نماز کا وقت ہو وہاں فوراً اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کر دیا جائے کیونکہ ہمارے اوپر آسانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔ جس پاک جگہ پر بندہ اللہ کے سامنے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی عبادت کو قبول فرما لیتے ہیں، البتہ یہاں پر ایک بات ذہن میں رہے کہ سواری پر فرض نماز ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اس لیے جہاں فرض نماز کا وقت ہو جائے وہاں سواری کو روک دیا جائے یا اگر سواری کا روکنا اختیار میں نہ ہو تو جہاں وہ پہلا سٹاپ کرے تو وہیں پر نماز کو ادا کر لیا جائے۔ بلا وجہ نماز کو قضا کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور بغیر کسی وجہ کے اوّل وقت کو نکال دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کے سراسر خلاف بات ہے۔

## عشاء کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو قدرے تاخیر سے پڑھنا پسند فرماتے تھے۔ آج ہماری مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پسند کا خیال کیا جاتا ہے اور دیگر مکاتبِ فکر کی بنسبت ہم نمازِ عشاء تاخیر سے ہی ادا کرتے ہیں۔ الحمد للہ!

---

[1] صحیح البخاری: 428

آج کل (موسم سرما میں) نمازِ عشاء کا وقت تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے تک رہتا ہے اگر کسی ادارے اور مسجد میں ممکن ہو تو نماز کو اس وقت تک مؤخر کیا جاسکتا ہے اور یہ عمل رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ

''نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز کو دیر سے پڑھنا پسند فرماتے تھے۔''

حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ ①

''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انہیں اس بات کا حکم دے دیتا کہ وہ عشاء تہائی یا آدھی رات تک تاخیر سے پڑھیں۔''

اور اسی طرح بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نمازِ عشاء کے لیے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا انتظار کرتے کرتے صفوں پر ہی سو جایا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام بہت تاخیر سے تشریف لاتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے اور ساتھ فرماتے کہ یہ بھی میری امت ہی کا خاصا ہے ہم سے پہلے کوئی امت بھی اس وقت فرض نماز ادا نہیں کرتی تھی۔

اس میں حقیقی حکمتیں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہمیں جو بات معلوم ہوتی

---

① جامع الترمذی: 167

ہے وہ یہ ہے کہ باقی نمازوں کی بنسبت عشاء سے فجر تک کے وقت کا فاصلہ کافی زیادہ ہے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو تاخیر سے پڑھنا اس لیے پسند فرمایا کہ اللہ کے حضور سجدے میں زیادہ فاصلہ نہ رہے، جب نمازِ عشاء کو تاخیر سے پڑھا جائے گا تو بلاشبہ نمازِ تہجد اور فجر تک فاصلہ کم ہو جائے گا۔

## نمازِ فجر کی دو سنتیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد سمیت دیگر سنن و نوافل بڑی باقاعدگی اور محبت سے ادا فرمایا کرتے تھے، لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد نمازِ فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا بلکہ صحیح بخاری کے مطابق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے کسی کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا صبح کی دو رکعتوں کا اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صبح کی دو سنتوں کے متعلق فرمان نقل کرتی ہیں:

لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا [1]

”فجر کی دو سنتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہیں۔“

یعنی آپ علیہ الصلاۃ والسلام تمام نیک اعمال، عمدہ اشیاء اور صالح افراد کو پسند کیا کرتے تھے لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ طلوعِ فجر کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دو رکعات ادا کی جائیں۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

---

[1] صحیح مسلم: 1689

رَكعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ①

''فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ بہتر ہیں۔''

یعنی دنیا کے ہیرے موتی، خزانے اور دنیا کا سارا مال و متاع مل کر صبح کی دو سنتوں کی عزت، عظمت اور مقام و مرتبے کا مقابلے نہیں کر سکتا۔

سامعین کرام......!

میں اکثر یہ بات کہتا رہتا ہوں کہ غربت یا کسی دوسری پریشانی کی وجہ سے اپنا دل تھوڑا نہ کیا کریں اگر آپ صبح سویرے اٹھ کر نمازِ فجر سے قبل سنتیں ادا کرتے ہیں تو آپ کی عزت و عظمت کا مقابلہ قارون کے خزانے بھی نہیں کر سکتے۔

اور ان احادیث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جس نماز کی سنتوں کا اس قدر عالی مقام ہے اس نماز کے فرض کا کیا رتبہ ہوگا......؟

## دوسروں سے قرآن سننا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت کیا کرتے تھے، نماز کی ایک رکعت میں قرآن پاک کے کئی کئی پاروں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، رات کو سوتے وقت اور صبح کو اٹھتے وقت بڑی کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے اور اگر یہ بات کہی جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں جو نیکی سب سے زیادہ کی ہے وہ قرآن پاک کی تلاوت ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ دوسروں سے

---

① صحیح مسلم:1688

قرآن سننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا۔ کئی ایک واقعات میں سے صحیح البخاری کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کہا کہ مجھے قرآن پاک پڑھ کر سناؤ......! میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! أَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ ''آپ پر قراءت کروں......؟ حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ پڑھیں میں آپ سے سننے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي ''بلاشبہ میں قرآن پاک کو دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں......! اللہ اکبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی حتی کہ سورۂ نساء کی چالیس آیات مکمل کرلیں جب میں نے اکتالیسویں آیت سے فارغ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ، بس کر......! میں نے اپنی نگاہ اٹھا کر رُخِ انور کی طرف دیکھا تو عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ ''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور جس آیت پر آپ نے مجھے رُکنے کا حکم دیا وہ آیت یہ تھی:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ①

''اس دن ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

---

① سورۂ نساء: 41

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اہم کیفیت اور حالت کو یاد کرتے ہوئے زاروقطار رو پڑے کہ جب میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ تمام امتوں اور ان کے پیغمبروں کو جمع کر کے پیغمبروں سے گواہی دلوائے گا کہ انہوں نے بڑی دیانت داری سے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور پھر اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی امت کے لوگوں پر گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے اور اس روز منکروں اور نافرمانوں کے چہرے شرمندگی سے سیاہ اور جھکے ہوں گے اور ان کی حالت نہایت ذلت آمیز ہوگی۔

سامعین کرام......!

موجودہ حالات میں رسول اللہ ﷺ کی اس پسند کو اختیار کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے، عریانی اور فحاشی اور نوجوان نسل کی آوارگی نے امتِ مسلمہ کی کمر توڑ دی ہے۔ قرآن وحدیث پر مشتمل جید علمائے کرام کی تقاریر کو سننا اپنا معمول بنائیں اور اسی طرح ان حالات میں اپنے بیٹوں سے قرآن پاک کی تلاوت سنا کریں، اپنی بیٹیوں سے قرآن پاک کی آیات کا معنی ومفہوم پوچھا کریں۔ اس سے آپ کی اولاد کے دل میں قرآن پاک کی محبّت پیدا ہوگی اور وہ کافی حد تک معاشرے کی برائیوں سے بچ جائیں گے۔ آج کل تباہی کی وجہ یہی ہے کہ والدین خود بے عمل اور بدعمل ہیں اور اگر کہیں نیک وکار ذکر وفکر والے والدین موجود ہیں تو وہ بھی اپنے گھروں میں اپنی اولاد سے قرآن پاک سننے سنانے کا اسلامی ماحول پیدا نہیں کرتے۔

اگر آپ کے بچے بچیاں حافظِ قرآن یا عالم نہیں ہیں تو کم از کم ان کو سورۃ

فاتحہ، آیۃ الکرسی، بقرہ کی آخری دو آیات اور تیسواں پارہ تو ضرور یاد ہو گا وہی ان سے بار بار سنتے رہیں اور ترجمے والے قرآن کا سہارا لے کر ان آیات پر غور کرتے رہیں۔ جہاں آپ کی اولاد میں اعتماد پیدا ہو گا، نیکی کا جذبہ پروان چڑھے گا وہاں رسول اللہ ﷺ کی پسند کو اختیار کرنے سے آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی پسند کا معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ①

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت بھی کرے گا اور تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہے ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا۔''

## سورۃ الفتح اور اس کی ابتدائی آیات:

یہ بات تو سیرت کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات، سورۂ اخلاص اور آخری معوذتین سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات اور ان سورتوں کی تلاوت کے ساتھ ساتھ ان کے بہت زیادہ فضائل بیان فرمایا کرتے تھے لیکن آج میں آپ کے سامنے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک منفرد پسند کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ جب مقام حدیبیہ سے صلح کے بعد واپس مدینے کی

---

① آل عمران:31

طرف تشریف لا رہے تھے تو راستے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سورۃ الفتح کا نزول ہوا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا کیونکہ صلح حدیبیہ کے بعد لڑائی جھگڑے کے جوش میں کمی واقع ہوگئی، امن وامان کا دور شروع ہوگیا، صلح وصفائی اور باہمی روابط کی وجہ سے اسلام کو خوب پھیلنے اور پھولنے کا موقع مل گیا اور مسلمانوں کی جماعت کو ایک اہم طاقت تسلیم کیا گیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو مسلمانوں کی کھلی فتح قرار دیا۔ بہرحال ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے ہی میں تھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سورۃ الفتح نازل ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ①

”البتہ تحقیق آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھ کو زمین بھر کے تمام خزانوں سے زیادہ پسند ہے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلاوت فرمائی: (بلاشبہ ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی ہے)۔“

خادمِ رسول حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ فتح نازل ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا ②

---

① صحیح البخاری: 4843

② صحیح مسلم: 4637

''البتہ تحقیق مجھ پر ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے۔''

اس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کی طرف تھا۔

امام انس رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سورۃ الفتح کی آیت مغفرت نازل ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ آيَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عَلَى الْأَرْضِ ①

''البتہ تحقیق مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ پسند ہے۔''

سامعین کرام......!

ان دلائل سے واضح ہوا کہ ہمیں بھی سورۂ فتح کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتے ہوئے اس کو اچھی طرح یاد کرنا چاہیے اور اس کے معانی و مفاہیم پر غور کرتے ہوئے اس میں بیان کردہ حکمتوں کو عملی زندگی میں اختیار کرنا چاہیے کیونکہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند کو پسند کرنے والا اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخص ہے۔

## روزے کی حالت میں نیک اعمال پیش ہونا:

صحیح احادیث کے مطابق ہفتے میں دو مرتبہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

① جامع ترمذی:3263

میں پیش کیے جاتے ہیں اور یہ خدمت اللہ تعالیٰ کی رحمت والے ملائکہ سرانجام دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہر سوموار اور ہر جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی وجہ کیا ہے......؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ان دونوں دنوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ جب میرے نیک اعمال پیش ہوں تو میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔ حضرت امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ [1]

"جمعرات اور سوموار کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے نیک اعمال جب پیش ہوں تو میں نے روزہ رکھا ہوا ہو" سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس قدر پاکیزہ اور مثالی زندگی بسر کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مقام و مرتبہ پانے کے لیے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کس قدر نیک اعمال کیا کرتے تھے...... کیا اس پورے مجمع میں کوئی ایسا شخص ہے جو آج اس بات کا عہد کرلے کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی اس پسند کو پسند کرتے ہوئے سوموار اور

---

[1] جامع ترمذی: 747

جمعرات کا روزہ رکھا کروں گا......؟ چلو سارا سال نہیں تو کم از کم سردی کے ننھے منھے دنوں میں ہی یہ سعادت حاصل کر لینی چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص پسند کے حوالے سے مندرجہ بالا بیان کردہ تمام اعمال کا تعلق عبادات کے ساتھ تھا۔ اب میں آپ کے سامنے معاشرت کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

## عورت پر رحم وکرم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو ہر طرف ظلم وستم کا بازار گرم تھا بالخصوص عورتوں کو ظلم وزیادتی کا نشانہ بنایا جاتا، کئی ظالم تو بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے اور کہیں بار بار طلاق دے کر رجوع کرتے رہتے اور کہیں بیوہ کو ایک کمرے میں ساری زندگی کے لیے قید کر دیتے وہ بیچاری بے یار و مددگار وہیں قید رہ کر بالآخر مر جاتی، شہوت پرستی اور بے عصمتی کی گرم بازاری کا عالم یہ تھا کہ عورت کو ٹشو پیپر کی طرح صرف اور صرف جنسی تسکین کے لیے ہی استعمال کیا جاتا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے اس مظلوم طبقے کی حمایت کرتے ہوئے ان کے لیے خصوصی حقوق بیان فرمائے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ : النِّسَآءُ (1)

”مجھے دنیا میں (تین چیزیں) بہت پسند ہیں ان میں سے عورتوں کے

---

(1) سنن النسائی:3391

حقوق کا خیال رکھتے ہوئے ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ کرنا۔"

سیرت کا ادنیٰ طالب علم بھی ایسے بے شمار واقعات کا مطالعہ کرتا ہے کہ جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے معاملات میں حد درجہ رحیم وکریم تھے۔ فراخ دلی کے ساتھ ان کے اخراجات پورے کرنے کا حکم فرماتے اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتے جو شریفوں کے شایانِ شان ہو اور ذاتی کردار میں اس حد تک عاجزی اور انکساری تھی کہ مدینے کی ایک غریب اور بڑھیا عورت جو مکمل صاحبِ عقل بھی نہ تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پکارنے پر بھی کھڑے ہو جاتے اور اس کی ضرورت کو پورا کر دیتے۔ اسی طرح اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گھریلو زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاندانی خواتین سے بہت زیادہ رحم وکرم والا معاملہ کیا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ اور ساری زندگی اپنی ازواج کے ساتھ اس قدر خوشگوار حالات کے میں گزاری کہ پوری زندگی میں ایک ناخوشگوار واقعہ بھی پیش نہیں آیا اور اسی طرح بیٹیوں کے معاملات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت رقیق القلب تھے۔ شادی کے بعد بھی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر تشریف لاتیں تو کھڑے ہو کر انکا استقبال کرتے اور نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے اور اکثر خبر گیری کے لیے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عورتوں کے ساتھ جو محبت تھی اس کا تعلق ان کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ تھا وہ عام طرح کی محبت نہیں تھی جو لوگ جنسی خواہش کے پیش نظر

کرتے ہیں بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھتے تھے کہ عورت کو پیار محبت دے کر اگر اس کی صحیح تربیت کر دی جائے تو کافی حد تک معاشرے کو خطرناک بگاڑ سے بچایا جا سکتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے کی بگاڑ کی ایک اہم وجہ عورتوں پر ہونے والا ظلم وستم ہے کہ وہ ہونے والی ظلم و زیادتی کی وجہ سے گھروں سے فرار ہو جاتی ہیں اور پھر ساری زندگی حدود اللہ کی پامالی میں گزار دیتی ہیں جس سے معاشرہ شرم وحیاء کی اقدار سے محروم ہو جاتا ہے۔

## خوشبو:

ماحولیات کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند بھی نہایت نرالی اور منفرد ہے یہ تو آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف ستھرا پاکیزہ ماحول پسند کیا کرتے تھے، مسواک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو والہانہ محبت تھی، دن کا اجالا ہو یا رات کا اندھیرا آخر دم تک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسواک کا بہت زیادہ خیال رکھا اور امت کے لیے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر مجھے مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کو فرض قرار دے دیتا۔

اور اس کے ساتھ ساتھ خوشبو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت زیادہ پسند تھی۔ آپ اکثر خوشبو استعمال کیا کرتے تھے ویسے تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ ہی خوشبودار بنایا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو کا عالم یہ تھا کہ حضرت امام جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ کسی عطر

فروش کے برتن سے نکالا ہے۔

خادمِ رسول حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا : ... وَالطِّيْبُ ①

”دنیا کی (تین) نعمتوں میں سے خوشبو بھی مجھے بہت پسند ہے۔“

اور بعض روایات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشبو کے ساتھ اس قدر لگاؤ تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشبو کا تحفہ فوراً قبول فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت امام انس رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ

أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ②

”بے شک وہ خوشبو کا تحفہ رد نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خوشبو کا تحفہ رد نہیں فرماتے تھے۔“

اس سلسلے میں حضرت امام ابن عمر رضی اللہ عنہما سے واضح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں کا تحفہ واپس نہ کیا جائے، تکیہ، خوشبو اور دودھ۔ ③

سامعین کرام......!

خوشبو روح کی غذا ہے، روحانی لذت کے لیے خوشبو کا استعمال نہایت

---

① سنن النسائی: 3391

② صحیح البخاری: 5930

③ جامع الترمذی: 2790

ضروری ہے اس سے انسان کی شخصیت نکھرتی ہے، خوشبو کا استعمال انسان کے اعلیٰ ذوق کی علامت ہے بالخصوص جمعے کے روز خوشبو لگا کر آنا تو نہایت فضیلت اور عظمت والا عمل ہے، احرام سے قبل بھی اس کا اہتمام کیا جائے تو سفرِ حج تازگی اور فرحت سے دوبالا ہو جاتا ہے۔

نیز! پرفیوم وغیرہ کا استعمال بھی جائز ہے اور خواتین کو ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیے کہ جس کی رنگت نمایاں ہو اور اس کی smell نہ ہونے کے برابر ہو۔

## قمیص:

ملبوسات کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کا کپڑا بہت زیادہ پسند تھا اور اسی طرح سر کو ڈھانپ کر رکھنا رسول اللہ ﷺ کو پسند بھی تھا اور زندگی بھر کا معمول بھی تھا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام سفید اور سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھا کرتے تھے۔ اور زیبِ تن کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ قمیص یعنی کُرتے کو نہایت پسند فرمایا کرتے تھے۔ امّ المومنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْقَمِيْصُ [1]

''کپڑوں میں سے قمیص رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھی۔''

شارحینِ کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی قمیص کی آستینیں ہاتھ کے پُہنچوں تک ہوتی تھیں اور نیچے قمیص ٹخنوں تک ہوتی تھی۔ آج کل کا عربی لباس رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک کے قریب تر ہے۔

---

[1] جامع ترمذی: 1762

بخاری اور مسلم کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو یمنی سوتی چادر بہت زیادہ پسند تھی جس میں سبز یا سرخ دھاریاں ہوتی تھیں اور اس پسندیدگی کی وجہ بیان کرتے ہوئے شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ یہ چادر نہایت مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ نرم ہوتی ہے اور بہت جلد مَیلی نہیں ہوتی۔

## کھانے، پینے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند:

آپ بڑی تفصیل سے رسول اللہ ﷺ کی خاص پسندیدہ چیزوں کا تذکرہ سماعت فرما رہے ہیں اور ہم نے دلائل کے ساتھ عبادات، معاشرت، ماحولیات اور ملبوسات کے حوالے سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص پسند کا تذکرہ کیا، اب آخر میں ضروری ہے کہ ہم خورد و نوش کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی پسند کا تذکرہ کریں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اگر آج ہم رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں کو کھانا شروع کر دیں تو کئی ایک جسمانی بیماریوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے ملک میں جو ''نظریہ علاج بالغذا'' کے حکماء ہیں ان کی پوری حکمت کی بنیاد ہی رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں پر ہے۔



## گوشت:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پاکیزہ اور صحت افزاء جانوروں کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ چھوٹے گوشت کو پسند فرمایا کرتے تھے اور بالخصوص اس کی دستی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت زیادہ پسند تھی۔ بکری یا بکرے کی دستی کا گوشت نہایت لذیذ جلدی ہضم ہونے والا اور نہایت صحت افزاء ہوتا ہے۔

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَصْعَةٌ مِنْ ثَرِيْدٍ وَلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ أَحَبَّ الشَّاةِ إِلَيْهِ ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ثرید اور گوشت ایک برتن میں پیش کیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستی کا گوشت تناول فرمایا اور بکری کے گوشت میں سے یہ حصہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت زیادہ پسند تھا''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک اور موقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گوشت لایا گیا:

فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا ②

''اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پسند تھا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے دانتوں کے ساتھ کاٹ کر کھایا''

اسی طرح حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہانڈی پکائی چونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دستی پکڑا دی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ ''مجھے دستی پکڑاؤ'' حضرت ابوعبیدہ فرماتے ہیں: میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

① صحیح مسلم:481

② صحیح البخاری:4712 صحیح مسلم:194

کو دے دی، آپ نے تیسری مرتبہ پھر کہا: نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ "مجھے دستی پکڑاؤ" میں نے کہا: اللہ کے رسول! بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں......؟ یعنی حضرت ابو عبیدہ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تناول فرمالی ہیں: اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تیسری مرتبہ پھر مانگ رہے ہیں میں وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے دوں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي الذِّرَاعَ مَا دَعَوْتُ ①

"اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو میں تجھ سے جتنی بار بھی مانگتا تو تم مجھے دستی کا گوشت دیتے رہتے۔"

یعنی اگر انکار کیے بغیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دستی کے لیے اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈال دیتے تو اللہ تعالیٰ معجزے کا ظہور کرتے ہوئے کسی قسم کی کمی نہ آنے دیتے۔ اور آپ کی اسی پسند کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ ②

"نبی کریم ﷺ کو دستی کا گوشت بہت زیادہ پسند تھا۔"

امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

وَلَا رَيْبَ أَنَّ أَخَفَّ لَحْمِ الشَّاةِ لَحْمُ الرَّقَبَةِ وَلَحْمُ

---

① مسند احمد: 23859 شمائل ترمذی: 168

② سنن ابی داؤد: 3781

الذِّرَاعِ وَالْعَضُدِ وَهُوَ أَخَفُّ عَلَى الْمِعْدَةِ وَأَسْرَعُ انْهِضَامًا وَهٰذَا أَفْضَلُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْغِذَاءِ [1]

''اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ بکری کا سب سے خفیف اور لطیف گوشت گردن، دستی اور بازو کا ہے۔ گوشت کا یہ حصہ معدے پر نہایت ہلکا اور زود ہضم ہوتا ہے اور بطورِ غذا یہ گوشت سب سے بہتر چیز ہے۔''

گاہے گاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پسند کو بھی پسند کیا کریں اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پسند گھر میں تیار کی جائے تو اپنے علمائے کرام کو بھی یاد رکھا کریں۔

## کدّو شریف:

طبّی تحقیق کے مطابق سبزیاں انسانی صحت کے لیے نہایت مفید ہیں اور ہر قسم کی سبزی میں سے کدو شریف غذائیت کے اعتبار سے سب سے آگے ہے۔ ہم نے کدو کو شریف اس لیے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک جس چیز کو بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند فرمالیں وہ شرف والی ہی ہوتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کدو شریف بہت پسند تھے حتی کہ کدو کے ساتھ پکے ہوئے گوشت کو چھوڑ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کدو شریف کو تناول فرمایا کرتے تھے۔ وقت کی نزاکت کے پیش نظر اس سلسلے میں چند احادیث سماعت فرمائیں اور گھر جا کر کدو شریف پکائیں:

حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْقَرْعَ

---

[1] زاد المعاد: 218/4

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو شریف بہت پسند تھا۔'' ①

اسی طرح امام انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الدُّبَّاءُ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ أَوْ دُعِيَ لَهُ ، فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ وَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ لِمَا أَعْلَمُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ ②

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو بہت زیادہ پسند تھے ایک مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانے کی دعوت دی گئی تو میں نے برتن سے کدو کے ٹکڑے دیکھ دیکھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے کیونکہ مجھے اس بات کا علم تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کدو کو پسند کرتے ہیں۔''

اسی طرح ایک دعوت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے خادمِ رسول حضرت امام انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک درزی نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسپیشل کھانے کی دعوت دی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہوا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جَو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا گیا جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ برتن میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرما رہے ہیں۔ مجھے اگرچہ کدو اس قدر پسند نہیں تھا فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ ③ ''لیکن اس دن

---

① صحیح بخاری:5435

② مسند احمد: 13966 شمائل ترمذی:159

③ صحیح البخاری:5379 صحیح مسلم:2041

سے ہمیشہ میں کدو کو بہت پسند کرتا تھا۔‘‘

یاد رہے......! کدو جسم کے درجہ حرارت کو اعتدال پر رکھتا ہے، بخار میں بھی حد درجہ مفید ہے، بادی پن اور بلغم کا مریض سیاہ زیرہ اور بڑی الائچی ملا کر استعمال کرے تو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کدو کے استعمال سے جہاں معدے کی تیزابیت ختم ہوتی ہے وہاں دل و دماغ کو بھی خوب تقویت ملتی ہے، اس میں نہ صرف فولاد بلکہ کیلشیم، پوٹاشیم، وٹامن اے اور بی بھی پائے جاتے ہیں اور عجب لطف کی بات یہ ہے کہ معدنی اور روغنی نمکیات بھی اس میں مناسب مقدار میں موجود ہوتے ہیں جو جسم کو خوب توانائی فراہم کرتے ہیں۔ ہلکی آنچ پر پکایا ہوا کدو کا سالن ایک قدرتی ٹانک ہے اور اگر اس میں چھوٹے گوشت اور مصالحے کی آمیزش کر دی جائے تو اس کا ذائقہ اور اس کی تاثیر آسمان کو چھو لیتی ہے۔

## مکھن کھجور:

تازہ مکھن کو میٹھی کھجور کے ساتھ لگا کر کھانے کا لطف اگر لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے تو مجھ جیسا کم علم اس کی حقیقی لذت اور لطافت کو بیان نہیں کر سکتا، ذائقے کے ساتھ ساتھ دنیا جہاں میں اس جیسا ٹانک بھی کوئی نہیں ہے۔ جسمانی قوت کو بحال رکھنے کے لیے مکھن کھجور کا استعمال نہایت ضروری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے ساتھ مکھن تناول فرمانا بہت پسند تھا۔

قبیلہ بنو سُلَیم کے حضرت بُسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ اور عطیہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَّتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَا ①

''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں مکھن کھجور کو پیش کیا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام مکھن کھجور کو پسند کیا کرتے تھے۔''

سامعین کرام......!

اکیلی کھجور کی غذائیت اور فضیلت کو بیان کرنے کے لیے الگ سے خطبہ جمعہ کی ضرورت ہے کیونکہ یہ غذا بھی ہے، دوا بھی ہے اور شفا بھی۔

بہر صورت جسمانی صحت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ان پسندیدہ غذاؤں کو پسند کریں اور جس قدر ممکن ہو چٹ پٹی، ہر قسم کی بیکری، مصنوعی مٹھاس اور دہی بھلے، پکوڑے سموسوں سے جان چھڑائیں۔ آپ کی بڑی مہربانی!

## سویٹ ڈش اور شہد:

شیرینی میں اللہ تعالیٰ نے ذائقے کے ساتھ ساتھ غذائیت بھی بھرپور رکھی ہے اور شہد کے فوائد سے تو دنیا جہان واقف ہے، کسی گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہو نہ ہو شہد ضرور ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی میٹھی ڈش اور شہد بہت زیادہ پسند تھا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اس پسند کا تذکرہ کرتے ہوئے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ ②

---

① سنن ابی داود: 3837

② صحیح البخاری: 5431

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سویٹ ڈش اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔''

یاد رہے! یہاں حلوے سے مراد سوجی کا حلوہ نہیں بلکہ ہر میٹھی چیز مراد ہے چاہے وہ گڑ ہی کیوں نہ ہو۔ یاد رکھو! شوگر ہمیشہ مصنوعی میٹھے سے ہی ہوتی ہے original میٹھا کھانے والوں کی صحت ہمیشہ بحال رہتی ہے۔

ماہر روحانی طبیب امام الاولیاء حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے شہد اور شیرینی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

مِنْ أَفْضَلِ الْأَغْذِيَةِ وَ أَنْفَعِهَا لِلْبَدَنِ وَالْكَبِدِ وَالْأَعْضَاءِ وَلِلْاِغْتِذَاءِ بِهَا نَفْعٌ عَظِيْمٌ فِيْ حِفْظِ الصِّحَّةِ وَالْقُوَّةِ [1]

''یہ غذاؤں میں سے سب سے بہتر ہیں، جسم، جگر اور اعضاء جسم کے لیے نہایت فائدہ مند ہیں اور ان کو بطورِ غذا استعمال کرنے سے صحت و طاقت کی حفاظت کے لیے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔''

## سادہ ٹھنڈا پانی:

تازہ سادہ پانی جسم کی بنیادی ضرورت ہے اور یہ ہماری صحت کا راز بھی ہے ہمارے ہاں جس قدر مصنوعی مشروبات ہیں سب کے سب بلا امتیاز انسانی معدے کے لیے نہایت نقصان دہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ سادہ پانی بہت زیادہ پسند تھا۔ اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اس پسند کو امّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

---

[1] زاد المعاد: 219/4

كَانَ أَحَبَّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحُلْوُ الْبَارِدُ [1]

''مشروبات میں سے ٹھنڈا میٹھا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا۔''

یاد رہے......! یہاں میٹھے سے مراد وہ پانی ہے جو پینے کے قابل ہو۔ کیونکہ بعض علاقوں میں کچھ چشموں، کنووں اور زمینوں کا پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا بلکہ کھارا یا بدذائقہ ہوتا ہے بلکہ ہمارے فیصل آباد کا بھی یہی حال ہے اور یہی معاملہ مدینہ منورہ میں بھی تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سادہ میٹھا پانی پینے کے لیے باغات میں تشریف لے جاتے اور سیر ہو کر نوش فرماتے۔

یاد رکھو......!

یہ سادہ میٹھا پانی اللہ تعالیٰ کی معمولی نعمت نہیں ہے بلکہ بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ○

''کیا تم نے غور کیا اس پانی پر جو تم پیتے ہو، کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم ہیں اتارنے والے......؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو سخت کھاری بنا دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے''

---

[1] ترمذی:1895

سامعین کرام......!

قدرتی پینے والے سادے پانی کے ساتھ کوئی بھی مصنوعی مشروب مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آج یخ بوتلیں پی پی کر ہم نے اپنے معدے اور انتڑیوں کا بیڑہ غرق کیا ہوا ہے اور ہماری ان ہی بے اعتدالیوں کی وجہ سے ڈاکٹروں کے کلینک اور حکیموں کے مطب آباد ہیں۔

مجھے یاد آیا کسی بزرگ نے واقعہ سنایا تھا جو صحیح روایت کی شروطِ خمسہ پر پورا تو نہیں اترتا البتہ نہایت سبق آموز ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدردانی کے لیے اسے بیان کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔

ایک بادشاہ کو ایک اللہ والا کہنے لگا کہ اگر تجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہو اور پانی نہ ملے تو کیا کرے گا......؟

تو بادشاہ نے کہا: میں آدھ گلاس پانی کے لیے اپنی آدھی بادشاہت دے دوں گا۔ پھر اللہ والا کہنے لگا: اگر پانی پینے کے بعد وہ پیشاب کی صورت میں وہ باہر نہ نکلے تو پھر کیا کرے گا......؟

تو بادشاہ کہنے لگا: میں بقیہ آدھی بادشاہت بھی دے دوں گا۔

اللہ والے نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری پوری بادشاہت آدھ گلاس پانی کے برابر ہے۔ اللہ اکبر!

## ہر اچھے کام میں پسند:

آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ایسے پسندیدہ امور کا تذکرہ کرنا ضروری

سمجھتا ہوں کہ جن کا لحاظ رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا۔

### 1 ......نیک عمل پر ہمیشگی:

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ امّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امّ المومنین سے سوال کیا:

أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ...؟ ①

”کون سا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا......؟“

امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب میں کسی خاص عمل کا ذکر تو نہیں فرمایا، البتہ یہ ضرور کہا کہ ہمیشگی والا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسند تھا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان جب بھی کسی نیک عمل کا آغاز کرے تو وہ اس پر پابندی اور ہمیشگی کرے۔ یہ بات نیک اعمال میں اخلاص اور محبت کی بہت بڑی نشانی ہے، مثال کے طور پر آپ میں سے کئی احباب دوسری اذان سے پہلے پہلے خطبہ جمعہ کے لیے تشریف لے آتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اس نیک عمل کو ہمیشہ کے لیے اختیار کریں اور ہر خطبہ اوّل وقت پر ادا کریں یا بعض احباب نوافل کے بہت زیادہ شائق ہوتے ہیں یا تلاوت کرنا بہت پسند کرتے ہیں تو ایسے احباب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند یہ ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر ہمیشگی کریں۔

امّاں عائشہ رضی اللہ عنہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پسند کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی کیا کرتی تھیں:

---

① صحیح البخاری:1132

كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَدُوْمُ صَاحِبُهُ ①

"رسول اللہ ﷺ کو وہ نیک عمل بہت زیادہ پسند تھا جسے کرنے والا اسے ہمیشہ کرے۔" اللہ اکبر

یاد رہے......! صحیح مسلم کی روایت نے اس بات کو بھی واضح کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی وہی عمل بہت زیادہ پسند ہے جسے کرنے والا اسے ہمیشہ کرے۔ ②

**2......دائیں طرف سے شروع کرنا:**

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ ③

"نبی ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا ہر کام میں دائیں طرف کو پسند کیا کرتے تھے، اپنے وضو میں اور کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔"

اسی طرح دائیں ہاتھ سے کھانے کی رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ ترغیب دی ہے اور اسی طرح آپ ﷺ جب کسی چیز کو تقسیم کرتے تو دائیں جانب سے ہی شروع فرماتے تھے۔

---

① صحیح البخاری:6462
② صحیح مسلم: 1830
③ صحیح البخاری:426

مجھے اپنی زندگی کا ایک واقعہ کبھی نہیں بھولتا، بظاہر یہ عمل چھوٹا ہے لیکن اس واقعے نے میری زندگی کا رُخ خیر کی طرف پھیرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ مجھے ایک دفعہ ریاض شہر میں اپنے شیخ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد جانے کا شرف حاصل ہوا، عصر کا وقت تھا صحن میں شدید دھوپ تھی، جب ہم مسجد کے ہال میں داخل ہونے لگے تو میں بائیں دروازے سے مسجد کے ہال میں داخل ہو کر جماعت میں مل گیا اور شیخ صاحب دھوپ میں چل کر کافی فاصلے پر دائیں دروازے سے ہال میں داخل ہوئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد جب ہم باہر نکلے تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت کیا وجہ تھی کہ آپ نے نہایت قریبی دروازہ چھوڑ کر دھوپ میں چل کر دور والے دروازے کا رُخ کیا......؟ وہ فرمانے لگے: بھائی! وہ دایاں دروازہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کو دائیں جانب بہت پسند تھی میں صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی پسند کو پورا کرنے کے لیے دائیں جانب سے داخل ہوا ہوں۔

آپ اسے معمولی واقعے سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کی زمین پر کس قدر نیکوکار اور پاکیزہ لوگ بھی رہتے ہیں۔ میں نے تو علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں یہاں تک پڑھا ہے کہ امام العلماء حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی دائیں جانب کبھی تھوکا بھی نہیں تھا۔

یعنی دائیں جانب رسول اللہ ﷺ کو پسند تھی تو ساری دائیں جانب کا اس قدر حیا کیا کہ اس جانب تھوکنا بھی گوارا نہیں کیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم کو عبادات، معاشرت، ماحولیات اور ماکولات ومشروبات غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

# جو پسند نہ تھا
# میرے حضور کو ﷺ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [1]

”جو شخص اللہ کا اور آخرت کے دن کا امیدوار ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدنا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

---

[1] الاحزاب: 21

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

بنیادی طور پر رسول اللہ ﷺ ہر گناہ اور برے کام کو ناپسند کرتے تھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منع کردہ ہر کام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں ناپسندیدہ ہی تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توحید میں شرک کی آمیزش کرنا بہت ناپسند تھی اور اسی طرح ظلم و زیادتی کے ہر عمل کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا ہے۔ جانور کو ذبح کرتے ہوئے چھری تیز کرنے کا حکم اسی لیے صادر فرمایا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بات بھی حد درجہ ناپسند تھی کہ جانور تکلیف سے دوچار ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جہاد پر روانہ کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی فرمایا کرتے تھے کہ بچوں، بوڑھوں اور ضعیف عورتوں کا خیال رکھا جائے گا۔

بہر صورت اللہ تعالیٰ کی شریعت میں حرام کردہ کاموں کا ارتکاب رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ ناپسند تھا لیکن آج کے اس عظیم الشان خطبے میں ہم ان ناپسندیدہ کاموں کا تذکرہ کریں گے کہ جن کے متعلق احادیث میں '' كَرِهَ '' یا '' يَكْرَهُ '' یا مَا أُحِبُّ '' کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو میں اس کو ناپسند کرتا ہوں یہ کام اور حرکت مجھے ناپسند ہے یا فلاں کام کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ امتی ہونے کی حیثیت سے ہمارا پہلا فرض یہی ہے کہ ہم ہر اس کام کو ناپسند کریں جو رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ ناپسند تھا ایسا جذبہ جہاں ایمان کی نشانی ہے وہاں وہ ہمارے لیے کامیابی کی ضمانت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت زیادہ نمایاں تھی کہ وہ زندگی بھر اس کام کو ناپسند کرتے تھے جس کو رسول اللہ ﷺ نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کو گالم گلوچ سے بہت زیادہ نفرت تھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات ہرگز نہیں پسند کرتے تھے کہ مجھ کو اللہ کا رسول ماننے کے بعد میرا کوئی امتی اپنی زبان کا گندہ استعمال کرے۔

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس بات کی نصیحت فرمائی کہ گالم گلوچ کرنا مجھے بہت ناپسند ہے لہٰذا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ گالی نہ دیا کرو۔ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد میں نے

فَمَا سَبَبْتُ بَعْدُ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا شَاةً [1]

''ساری زندگی کسی آزاد، غلام، اونٹ، بکری کسی کو بھی گالی نہیں دی۔''

یہی ایمان کا تقاضا ہے کہ جو عمل رسول اللہ ﷺ کو ناپسند ہے ہم اس کو ترک کرتے ہوئے اس کو ناپسند کریں اور اپنی عادت کو بدلیں۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے سمجھدار، پڑھے لکھے اور عمر رسیدہ لوگ بھی گالیاں دینے سے باز نہیں آتے بلکہ وہ اپنی گالیوں پر جواز پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی ناجائز گالیاں نہیں دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں احادیث میں موجود

---

[1] سنن ابی داؤد: 4084

ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ جا رہے تھے کہ آپ نے اچانک مزمار، یعنی آلاتِ موسیقی کی آواز سنی، فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيْقِ ''تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور راستے سے دور چلے گئے'' کافی دور جا کر اپنے غلام نافع سے پوچھنے لگے: اب تو آواز نہیں آ رہی......؟ انہوں نے کہا: نہیں! تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے انگلیاں اٹھا لیں اور کہا: میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اس جیسی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سنی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

یعنی آلاتِ موسیقی کی آواز یا طبلہ و سارنگی کا ساز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حد درجہ ناپسند تھا اور جو شیطانی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو حد درجہ ناپسند کرتے ہوئے شدید نفرت کا اظہار کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ جاہل تو جاہل رہے آج کل ہمارے کئی مذہبی دانشوروں نے موسیقی کو حلال کرنے کے لیے اپنا سارا زور لگا رکھا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لغویات سے شدید نفرت تھی۔

سچی محبت اور ایمان کا پہلا تقاضا یہی ہے کہ ہم ہر اس چیز کو ناپسند کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند تھی اور ہم اس کا خیال زندگی کے ہر شعبے میں رکھیں گے۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ موجود ہے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام اس کھانے کو حسبِ ضرورت تناول فرما لیتے اور بقیہ کھانا میری طرف بھیج دیتے ایک مرتبہ رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سرے سے تناول ہی نہ فرمایا کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کیا لہسن حرام ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہیں! میں تو صرف اس کی بدبُو کی وجہ سے اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں میں اللہ تعالیٰ کی حلال چیز کو کیسے حرام کر سکتا ہوں میں تو صرف اس کی بدبُو کی وجہ سے اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایمان افروز اور تاریخ ساز جملہ بولتے ہوئے کہا: فَإِنِّيْ أَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ ① ”میں ہر اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جو آپ کو ناپسند ہیں۔“ اللہ اکبر!

سامعین کرام......!

ان تمہیدی دلائل میں یہی بات آپ کے پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناپسند کو ناپسند کرنا آپ کے سچے محب اور پکے مومن ہونے کی نشانی ہے۔ لیکن آج آپ معاشرے میں سروے کرلیں کہ ہماری اکثریت ہر اس عمل کو نہایت پسند کرتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو سخت ناپسند تھا اور یہی بدسکونی اور ذلّت کی بنیادی وجہ ہے۔ حالانکہ اگر اس موضوع کے حوالے سے قرآن پاک کو دیکھا جائے تو پاک کلام پکار پکار کر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ایمان والو! اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے ہر اس چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھو جو تمہارے پیارے حبیب ﷺ کو ناپسند تھی۔ الہ العالمین رحمۃ للعالمین کی

---

① صحیح مسلم: 2053

زندگی کو ہمارے لیے آئیڈیل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [1]

''جو شخص اللہ کا اور آخرت کے دن کا امیدوار ہے اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

## زیادہ مال زیادہ وقت اپنے پاس رکھنا:

آج کے موضوع کی مناسبت سے سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بہت زیادہ پسند تھا اور زیادہ مال کو بلا وجہ زیادہ دیر اپنے پاس رکھنا انتہائی ناپسند تھا۔ لیکن آج امت کا معاملہ بالکل اس کے اُلٹ ہے، اللہ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ بغیر کسی مفاد اور ریا کے خرچ کرنا ناپسند ہے اور جوڑ جوڑ کر مال کو جمع کرنا اور مرتے وقت لاکھوں کا بیلنس چھوڑ کر مرنا انتہائی پسندیدہ کام ہے۔ آج ہمارے اردگرد ضرورت مند افراد اور مستحقین جامعات نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں لیکن اکثر لوگ اللہ کے نام پر ان کو دینے کے لیے تیار نہیں۔ بس ایک ہی فکر اور خواہش ہے کہ ہزاروں سے لاکھوں میں اور لاکھوں سے کروڑوں تک پہنچ جائیں اور اس فکر اور خواہش کا بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اس عارضی زندگی میں بے شمار فتنوں کا شکار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا سرکش اور باغی بن جاتا ہے۔

---

[1] الاحزاب:21

رسول اللہ ﷺ کو زیادہ مال زیادہ دیر اپنے پاس رکھنا اس قدر ناپسند تھا آپ اس کا اندازہ آنے والی چار روایات سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔

1......امتِ اسلامیہ کے عظیم درویش اور عابد وزاہد حضرت امام ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی اور کہا: کیا تجھے اُحد پہاڑ نظر آرہا ہے......؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کسی کام کے لیے احد پہاڑ کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ ابھی دن کافی باقی ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دیا: ہاں! اللہ کے رسول، احد پہاڑ نظر آرہا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبل احد کی طرف کسی کام بھیجنے کی بجائے ارشاد فرمایا: اے ابوذر!

مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ ①

''میں اپنے لیے اُحد کے پہاڑ کے برابر بھی سونا پسند نہیں کرتا، سوائے تین دیناروں کے باقی سارا خرچ کردوں۔'' اللہ اکبر!

2......امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مندرجہ بالا روایت کے مفہوم کو مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِيْ أَنْ لَّا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ ②

---

① صحیح مسلم:992

② صحیح البخاری:6445

”اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھ پر تین راتیں بھی ایسی گزریں کہ اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے، سوائے اس کے کہ جسے میں نے کسی قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لیا ہو۔“

3 ......حضرت امام عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نمازِ عصر ادا کی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام پھیرنے کے فوراً بعد لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اپنی زوجات میں سے کسی ایک زوجہ محترمہ کے حجرے کا رُخ کیا فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ ”تو لوگ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلدی کی وجہ سے گھبرا گئے۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرے سے باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔

ذَكَرْتُ شَيْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَّحْبِسَنِيْ فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ ①

”مجھے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک سونے کی ڈلی یاد آ گئی میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس رات بھر رہے، اس لیے میں جلدی گھر گیا اور اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔“

4 ......امّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو سہل اور ابو زبیر رضی اللہ عنہما کو کہنے

---

① صحیح البخاری: 851

لگیں: کاش! کہیں تم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرض کی حالت میں دیکھا ہوتا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سونے کے چھ یا سات دینار تھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم فرمایا کہ میں انہیں ضرورت مندوں میں تقسیم کردوں میں رسول اللہ ﷺ کی مرض کے باعث اُلجھی رہی اور ان دیناروں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرسکی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفایاب فرمادیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: اے عائشہ! کیا تو نے وہ دینار تقسیم کردیئے تھے......؟ سیّدہ فرمانے لگیں: اللہ کے رسول! مجھے تو آپ کی دیکھ بھال سے ہی فرصت نہ ملی، میں آپ کی بیماری میں ہی اُلجھی رہی اور ان کو خرچ نہ کرسکی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ دینار منگوائے فَوَضَعَهَا فِیْ کَفِّهِ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا:

مَا ظَنُّ نَبِیِّ اللهِ لَوْ لَقِیَ اللهَ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ

”کیا گمان ہے اللہ کے نبی کا اگر وہ اللہ سے جاملتا اس حال میں کہ یہ اس کے پاس ہی ہوتے۔“

اور ایک روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا ظَنُّ مُحَمَّدٍ بِرَبِّهِ لَوْ لَقِیَ اللهَ وَهٰذِهِ عِنْدَهُ [1]

”کیا گمان ہے محمد ﷺ کا اپنے پروردگار کے بارے میں اگر وہ اللہ سے جاملا ہوتا اس حال میں کہ یہ اس کے پاس ہی ہوتے۔“

سامعین کرام......!

---

[1] مسند احمد بن حنبل: 242220 صحیح ابن حبان: 715

ان چار روایات کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اپنا اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیں......! کہ ہم لوگ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی پسند کے خلاف زندگی بسر کر رہے ہیں، حلال تو در کنار شبہے اور حرام کے مال کو کمانے اور جوڑنے سے ہم باز نہیں آتے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ حلال مال کو بھی زیادہ دیر اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ پسند بھی نہ تھا کہ مجھے اس حال میں اللہ کی ملاقات کا پیغام آ جائے کہ میرے گھر میں چند دینار ہوں لیکن ان امتیوں کا کیا بنے گا جو آج کبائر کا انبار لگا رہے ہیں، جنہوں نے حرام کے ڈھیر لگا رکھے ہیں اور مظالم کے پہاڑ اٹھائے پھرتے ہیں......!

یہ بات ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ آج معاشرے کی سب برائیوں کی بنیادی وجہ مال کی بے جا محبت اور اس کا جمع کرنا ہے، مال کا لالچی اور بخیل اللہ کا حیا کرتا ہے نہ ہی اسے اخلاقی اقدار کا پاس رہتا ہے۔ آج ہم اس مال کو بے دریغ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے جہاں اس دنیا میں راحت و سکون کی دولت پا سکتے ہیں وہاں قیامت کے روز جنت کی منزل بھی ہمارے لیے آسان ہو جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آدم کا بیٹا دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں بہت بہتر ہیں، وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ موت کی وجہ سے بے شمار آنے والے فتنوں سے بچا لیا جاتا ہے وہ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے جب کہ تھوڑا مال دنیا میں راحت کا باعث ہونے کے ساتھ قیامت کے دن اس کا حساب دینا بھی آسان ہو گا۔[1] اللہ اکبر!

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ: 813

## مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی:

مال کو جمع کرنے والے بے شمار بغاوتوں کا شکار ہو جاتے ہیں حتی کہ وہ حلال وحرام کا بھی لحاظ نہیں رکھتے کیونکہ دولت کا نشہ ان میں ایک ایسی عجیب وغریب جراءت اور جسارت پیدا کرتا ہے کہ ان کو اللہ کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کے کہے کا کوئی پاس نہیں رہتا۔ اس حوالے سے ایک مثال دینا بہت ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے حرام قرار دی ہے۔

امام ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کو پہنا اور پھر اس کو پھینکتے ہوئے فرمایا: لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا ''اس کو میں کبھی بھی نہیں پہنوں گا'' جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس ناپسندیدگی کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (1)

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھینچ کر اتارا اور اسے پھینکتے ہوئے فرمایا: تم سے کوئی سونے کی انگوٹھی پہن کر آگ کے انگارے کو اپنے ہاتھ پر رکھتا ہے۔ اتنی بات فرما کر اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو کہا: خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ ''اپنی انگوٹھی کو اٹھا لو اور اس سے کوئی فائدہ حاصل کر لو'' یعنی اپنی بیوی کو دے دو یا اسے فروخت کر دو۔ اس شخص نے جواب میں محبتِ رسول کا اظہار کرتے ہوئے ایک

---

(1) صحیح البخاری: 7298

ایسا تاریخ ساز جملہ بولا جو ہر سچے امتی کے لیے قابل رشک ہے۔اس نے کہا:

وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ①

''اللہ کی قسم! میں اس کو کبھی بھی نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے۔''

یہ تھا جذبہ...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا......! لیکن آج ہم عاشق رسول بھی ہیں، محفلِ میلاد بھی کرواتے ہیں، سیرت کے جلسے بھی سنتے سناتے ہیں اور عملی زندگی میں ہر وہ کام پوری ڈھٹائی اور پورے فخر کے ساتھ کرتے ہیں جو کام رسول اللہ ﷺ کو حد درجہ ناپسند تھے۔ کیا ہمارے معاشرے میں منگنی اور شادی کے موقعے پر دُلہے کو سونے کی انگوٹھی پہنانے والے مسلمان اور رسول اللہ ﷺ کے غلام نہیں ہیں......؟ کیا انگوٹھی پہننے والا اسلام کا دعویدار نہیں......؟ یہ سب کچھ ہے لیکن پھر بھی نبی ﷺ کی بغاوت اور آپ کی ناپسند کو ہم نے سینے سے لگا رکھا ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں نعتیں سن کر سر ہلانا آسان ہے لیکن اپنے دل و دماغ اور ہاتھوں سے نافرمانی کے طوق اتارنا مشکل ہے۔

## مرد کے لیے ریشمی لباس:

جس طرح شہد کی مکھی قدرتی شہد تیار کرتی ہے اسی طرح ریشم کا کیڑا ریشم کا دھاگہ تیار کرتا ہے اور اس خالص دھاگے سے تیار ہونے والے کپڑے کو ریشمی کپڑا کہا جاتا ہے چونکہ یہ نہایت قیمتی ہونے کے ساتھ ساتھ دنیادار لوگ بطورِ تکبر اس کو پہنا

---

① صحیح مسلم:2595

کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حد درجہ ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت امام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا کُرتہ تحفے میں دیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پہنا لیکن فوراً ہی بعد میں

فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ

''نہایت ناپسند کرتے ہوئے اتار دیا اور فرمایا: اس کا پہننا متقی لوگوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔'' ①

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے کے پاس ایک ریشمی لباس فروخت ہوتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو عرض کی کہ اللہ کے رسول! آپ اس کو خرید لیں! اور اہم مجالس میں اس کو پہن لیا کریں، دور دراز سے وفود وغیرہ آتے ہیں آپ کے وجودِ اطہر پر منفرد اور قیمتی لباس ہونا چاہیے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ

''اس لباس کو صرف اور صرف وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔''

اور پھر ایک موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چند ریشمی لباس آئے تو ان میں سے ایک کرتہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! اس کو تو آپ نے بہت زیادہ ناپسند فرمایا تھا، آپ مجھے کیوں دے

---

① صحیح البخاری: 375

رہے ہیں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں یہ پہننے کے لیے نہیں دے رہا بلکہ اس لیے دے رہا ہوں کہ اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کرلو۔ ①

یاد رہے......! بوسکی کے عام کپڑے یا دوگھوڑا بوسکی یا اس کے علاوہ دیگر ایسے کپڑے کہ جن میں ریشم وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے ان تمام کا پہننا جائز ہے صرف اور صرف خالص ریشم حرام ہے اور وہ بھی صرف مردوں کے لیے۔

## غیر ضروری سوالات:

دین سمجھنے سیکھنے کے لیے سوال کرنا بہت اچھی بات ہے اور اسی طرح حرام سے بچنے کے لیے سوالات کرنا بلاشبہ مستحسن ہیں لیکن بلاوجہ اور بے مقصد سوالات کرتے رہنا شریعت کی رو سے نہایت ناپسندیدہ عمل ہے اور رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ بات بہت زیادہ ناپسند تھی کہ بلاضرورت سوالات کیے جائیں۔ بخاری شریف میں آتا ہے:

فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَسَائِلَ

"رسول اللہ ﷺ نے سوالات کو ناپسند فرمایا ہے۔"

اسی حدیث کے اگلے ٹکڑے کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا ②

"بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بلاوجہ سوالات کو ناپسند اور معیوب جانا ہے۔"

اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو بھی بہت زیادہ ناپسند ہے بلکہ قرآن مجید میں سختی کے

---

① صحیح البخاری: 866

② صحیح البخاری: 4745

ساتھ فضول سوالات اور زیادہ سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ایک دفعہ ایسا موقع بھی آیا کہ بعض لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غیر ضروری سوال کیے تو آپ جلال میں آ گئے...... لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بیماری آج تک لوگوں سے ختم نہیں ہوئی بلکہ بعض فقہ کی کتابیں فضول سوالات کے جوابات کے ساتھ بھری پڑی ہیں۔ اِنْ فُرِضَ اِنْ فُرِضَ اگر فرض کر لیا جائے، اگر ایسے ہو جائے جیسے الفاظ کے ساتھ ایسی ایسی حیا سوز باتیں فقہ میں لکھی گئی ہیں جو شریف لوگوں کے شایانِ شان ہی نہیں۔ مثال کے طور پر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر بھیڑیے نے بکری کے ساتھ جماع کر لیا تو پیدا ہونے والا بچہ کس کا ہوگا......؟ اور اس کے بعد ایسی ایسی موشگافیاں ہیں کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ ہمارے بعض اہل علم کن سوالات میں اُلجھے رہے۔ ہدایہ شریف میں تیمم کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر مٹی کہیں سے نہ مل رہی ہو البتہ وہ کسی غیر محرم عورت کے رخسار پر لگی ہو تو وہاں ہاتھ لگا کر تیمم کرنا جائز ہے۔ البتہ ہاتھ لگا کر تیمم کرنے والا اس بات کا خیال رکھے کہ رُخسار پر مٹی کا لیپ ذرا موٹا ہونی چاہیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پچھلے دنوں مجھے ایک فون آیا وہ صاحب کہنے لگے کہ میرا ایک سوال ہے، میں نے حسبِ عادت کہا کہ جی بسم اللہ فرمائیں......! وہ کہنے لگا: مگرمچھ کی زبان ہوتی ہے یا نہیں......؟ آپ اندازہ فرمائیں کہ لوگوں کی اپنی زبانیں قابو میں نہیں ہیں لیکن ان کو مگرمچھ کی زبان کا بہت زیادہ فکر ہے۔ میں نے کہا: بھائی! مگرمچھ کے آنسو تو سنے ہیں مگرمچھ کی زبان کے متعلق کبھی نہیں سنا، اس کی زبان نہیں ہوتی۔ اسی طرح

بعض نمازی صرف اور صرف اپنے امام صاحب کو خاموش کرانے کے لیے فضول سوالات کرتے رہتے ہیں جو کہ اخلاق سے گری حرکت ہی نہیں بلکہ گناہ بھی ہے۔

سامعین کرام......!

آج اس بات کا عہد کریں کہ ہم کبھی بھی فضول سوالوں میں اُلجھیں گے نہ ہی کبھی فضول سوال کریں گے کیونکہ زیادہ سوالات اور فضول سوالات کرنا رسول اللہ ﷺ کو بہت ناپسند تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہایت کم سوال کرتے تھے بلکہ کئی کئی دن اس بات کے انتظار میں رہتے کہ کوئی دیہاتی آئے، وہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرے جس سے ہمارے علم میں اضافہ ہو۔ اللہ اکبر!

اور قرآن بھی یہی دعوت دیتا ہے کہ پیغمبر کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، اسی نمونے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لو گے تو دونوں جہانوں کی عافیت نصیب ہوگی۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾[1]

## کسی کو بدشگون سمجھنا:

قرآن وحدیث کی تعلیمات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ انسان پر آنے والی آفتوں اور مصیبتوں کا اصل ذمہ دار انسان ہی ہوتا ہے، اس کے منہ کے بول اس کا برا کردار اس کو آفتوں کی دلدل میں دھکیل دیتے ہیں، لیکن انسان اپنے آپ کو مطمئن

---

[1] الاحزاب:21

اور اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنے اوپر آنے والی آزمائشوں کا ذمے دار دوسرے لوگوں کو بنانا شروع ہو جاتا ہے کہ جب سے فلاں میرے پاس آیا ہے میرا تو اس نے بیڑہ غرق کر دیا ہے اور عموماً اکثر گھروں میں دلہنوں کو اس ظلم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ساس صاحبہ بڑے دھڑلے سے یہ بات کہتی ہیں کہ

''پہلے اسی چنگے بھلے ساں، جدوں دی تو منحوس ساڈے کر آئی ایں ساڈا تے بیڑا ای غرق ہو گیا اے''

اسی طرح کئی دکاندار صبح سویرے ادھار نہیں دیتے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس وجہ سے سارا دن ادھار ہی چلتا رہے گا اور کچھ نفع ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہ اور اس جیسی تمام بدشگونیاں اسلام میں حرام ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو بدشگونی لینا نہایت ناپسند تھا۔

صحیح حدیث کے الفاظ ہیں رسول اللہ ﷺ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ

وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْفَالُ الْحَسَنُ وَيَكْرَهُ الطِّيَرَةَ

''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اچھی فال بہت پسند تھی اور آپ بدشگونی ناپسند کرتے تھے۔''

اچھی فال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے یا کسی سفر کا پروگرام بنائے تو اس کے ارد گرد کئی ایک آسانیاں اکٹھی ہو جائیں مثال کے طور پر موسم خوشگوار ہو جائے، جو کام یا جہاں سفر کا ارادہ ہو وہاں سے خوشی کی خبر آ جائے اسی دوران کوئی اچھی سواری یا اچھے لوگ میسر آ جائیں وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے......! زمانہ جاہلیت میں لوگ پرندوں اور ہرن وغیرہ کے ذریعے

شگون لیا کرتے تھے وہ پرندے کو اڑاتے یا ہرن کو بھگاتے، اگر وہ دائیں جانب مڑتے تو اس سے نیک شگون لیتے اور اگر وہ بائیں جانب مڑتے تو اس سے بدشگون لیتے تھے، ایسے تمام معاملات کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح طوطے طوطی کے ذریعے فال نکالنا یا بعض مقدس کتابوں کے آخر میں فال کا نقشہ بنا ہوتا ہے اس سے شگون لینا یہ سب امور شرکیہ ہیں ان کا اچھی فال یا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بدشگونی کو ناپسند فرمایا ہے اور اس کو کوئی شخص بھی اپنے لیے پسند نہیں کرتا لیکن دوسرے کے لیے پسند کرتے ہوئے ذرا بھر شرم بھی محسوس نہیں کی جاتی۔ آج کل یہ وبا ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ پھیل چکی ہے۔

## منہ سے بدبُو آنا:

منہ کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے اسلام نے مسواک اور دن رات میں پانچ مرتبہ کلی کرنے کو مسنون قرار دیا ہے اور ہر ایسی چیز کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے جس کی بنا پر منہ سے بدبو آنا شروع ہو جائے اور بالخصوص بوقتِ نماز ایسی چیزوں کو کھانا مکروہ ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے کو واپس لوٹا دیا اور کہا کہ اس میں کچا لہسن ہے، صحابی نے پوچھا: ءَحَرَامٌ هُوَ ...؟ ''کیا وہ حرام ہے......؟''

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: نہیں!

وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيْحِهِ [1]

---

[1] صحیح مسلم: 5356

”میں تو اسے اس کی بد بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔“

ایک دفعہ حضرت امام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: تم دو ایسی چیزوں (پیاز اور لہسن) کو کھاتے ہو جنہیں میں خبیث سمجھتا ہوں، میرے نزدیک وہ نہایت بد بودار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب مسجد کے اندر کسی شخص کے منہ سے ان چیزوں کی بد بو محسوس ہوتی تھی تو اس کو بقیع کے قبرستان کی طرف نکال دیا جاتا تھا۔ یاد رہے! اگر کسی نے پیاز لہسن کو کھانا بھی ہو تو ان کو پکا کر ان کی بد بو کو اچھی طرح زائل کر لینا چاہیے۔[1]

سامعین کرام......!

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لہسن، پیاز کچا کھانے سے گریز ہی کرنا چاہیے تو بالخصوص جو لوگ بطورِ سلاد ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نمک یا سرکہ کے ذریعے ان کی بد بو کو اچھی طرح زائل کر لیں۔ حقہ اور سگریٹ دونوں خبیث ہیں، یعنی ناپاک اور سخت بد بودار ہیں بلکہ ہمیں تو کئی گاؤں والوں نے بتایا ہے کہ تمباکو والی ”پیلی“ میں کتا بھی داخل نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس کہ انسان اسی تمباکو کو بڑے شوق اور فخر سے پیتا رہتا ہے۔

مجھے یاد آئے شیخ القرآن حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ، میرے والدِ گرامی حضرت مولانا حکیم عبدالرحمن راسخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ ضلع ایک ہونے کی وجہ سے خاندانی تعلق بہت اچھے تھے۔

---

[1] صحیح مسلم: 561

سائل نے پوچھا: شیخو پوری صاحب! کیا حقہ پینا جائز ہے......؟ آپ نے کہا: حقے پر بسم اللہ پڑھتے ہو......؟ وہ کہنے لگا: حضرت صاحب حقے پر......؟ شیخو پوری صاحب نے کہا: ''ہور کتے پر'' حقے پر!

وہ کہنے لگا: دل ہی نہیں مانتا کہ حقہ پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ آپ نے کہا: کیا حقہ پی کر الحمد للہ کہتے ہو......؟ یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے حقہ پلا دیا۔ وہ کہنے لگا: نہیں! شیخو پوری صاحب نے فرمایا: بس یہی چیز اس کے حرام ہونے کے لیے کافی ہے کہ تمام چیزوں سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں الحمد للہ پڑھی جاتی ہے اور حقے، سگریٹ پر بسم اللہ، الحمد للہ پڑھنا کوئی صاحبِ ضمیر مسلمان پسند نہیں کرتا۔

## قبلہ کی طرف تھوکنا:

کعبۃ اللہ ہمارا قبلہ ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ قبلہ تھا آپ کی شدید خواہش پر ہی کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنایا گیا ہے۔ قبلہ کی جانب تھوکنا یا مسجد میں تھوکنا رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔ حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رأى نُخَامَةً فِيْ الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذالِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهِ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ

طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ: أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا

رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی طرف ناک کی بلغم دیکھی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو سخت ناپسند کیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے گئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے اس کو کھرچ دیا اور فرمایا: تم میں سے جو بھی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس کا رب اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ہرگز ہرگز قبلے کی طرف نہ تھوکے بائیں تھوک لے یا اپنے پاؤں کے نیچے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر کے ایک کونے کو پکڑ کر اس میں تھوکا اور اس کو چادر میں مَل دیا اور فرمایا: یا اس طرح کر لے۔ ①

اس حدیث سے ملتی جلتی کئی ایک احادیث صحاح ستہ اور جوامع و مسانید میں موجود ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ مسجد میں تھوکنا، قبلہ رخ تھوکنا رسول اللہ ﷺ کو نہایت ناپسند تھا، چونکہ قبلہ، مسجد اور قرآن یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے (شعائر) یعنی نشانیاں ہیں اور ان کا جتنا ادب و احترام کیا جائے کم ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کی طرف پاؤں بچھا کر بیٹھنا نامناسب ہے۔

## کسی کی آمد پر کھڑا ہونا:

رسول اللہ ﷺ امام الاوّلین والآخرین اور خاتم المرسلین ہونے کے

---

① صحیح البخاری:405

باوجود نہایت سادگی اور تواضع پسند شخصیت کے مالک تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس بات کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی آمد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر استقبال کریں۔ اس بارے میں حضرت امام انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان سماعت فرمائیں، وہ کہتے ہیں کہ:

لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا إِذَا رَءَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَالِكَ ①

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص زیادہ پیارا نہ تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ بات ناپسند ہے۔''

اس حدیث سے جشن میلاد کی آڑ میں جلوس نکالنے والے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی آمد کی خوشی میں ڈانس کرنے والے اور رقص و سرور کی محافل منعقد کرنے والے احباب کے لیے لمحہ فکر یہ ہے......!

یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کسی عالم یا استاد کے احترام میں کھڑے ہونا یا آگے بڑھ کر محبّت دیتے ہوئے استقبال کرنا کچھ حد تک جائز ہے لیکن جو شخص اس بات کی خواہش رکھے کہ لوگ میرے آنے پر کھڑے ہو جائیں تو ایسا شخص کبر کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کا ٹھکانہ سوائے جہنّم

---

① جامع الترمذی: 2754

کی آگ کے اور کوئی نہیں۔ جیسا کہ آج کل کئی متکبر لوگ صرف اس بات پر برا مناجاتے ہیں کہ "جی! اومینوں اٹھ کے نئیں ملیا" اور آج کل کئی مذہبی وسیاسی قائدین بھی اس مرض میں مبتلا ہیں کہ ان کی موجودگی میں نعرے بازی اور ان کے استقبال میں فضول خرچی کی آخری حدوں کو پھلانگا جاتا ہے لیکن وہ معتقدین کی ذرہ بھر تربیت نہیں کرتے۔

جب کہ وعید اس قدر سخت ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ①

"جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے آنے پر کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔"

## کھانے کے درمیان سے اٹھانا:

رسول اللہ ﷺ نے کھانے پینے کے آداب پوری تفصیل سے بیان فرمائے ہیں اور ان میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھانے کو سامنے سے لیا جائے اور کھایا جائے۔ برتن کے درمیان سے کھانے کے لیے کسی چیز کو اٹھانا یا برتن کے درمیان سے لقمہ لگانا رسول اللہ ﷺ کو ناپسند تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ناپسند کو ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ رَّأْسِ الطَّعَامِ ②

---

① جامع الترمذی: 2755

② سلسلہ احادیث صحیحہ: 3125

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانے کے درمیان سے اٹھانے کو ناپسند کرتے تھے۔"

بحیثیت امّتی ہم سب پر واجب ہے کہ ہم جہاں مصلّے پر بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سنّت کا خیال رکھیں وہاں کھانے کی میز پر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند، ناپسند کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ یہی سچے محبّ اور اعلیٰ ایمان کی نشانی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ سامنے سے کھانا لینے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا صریح حکم بھی موجود ہے۔ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ "اپنے سامنے سے کھاؤ"

## بالکل پیچھے چلنا:

آپ شریعت کی جامعیت اور وسعت پر غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رُکنے اور چلنے کے آداب بھی نہایت تفصیل سے بیان فرما دیے ہیں اور آج ہمیں کسی بھی چیز کو دین بنا کر اسلام میں داخل کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے یقیناً آنے والی بات آپ کے لیے نئی ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ بالکل کسی آدمی کے پیچھے چلا جائے۔ اس سلسلے میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَطَأَ أَحَدٌ عَقِبَهُ وَلٰكِنْ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ [1]

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آپ کے بالکل پیچھے چلے، ہاں دائیں یا بائیں جانب ساتھ چلنا چاہیے۔"

---

[1] سلسلہ احادیث صحیحہ:1239

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ناپسند بات پر بھی اگر آپ غور کریں گے تو کئی ایک نکات آپ کے سامنے آئیں گے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

①...... رتبے میں کم شخص کو اپنے دائیں بائیں لے کر چلنا عاجزی وانکساری کی علامت ہے۔ دورۂ جاہلیت میں اور اب بھی کئی لوگ ملازمین کو اپنے برابر بٹھانا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو یہ بات پسند ہوتی ہے کہ ہمارا ملازم ہمارے برابر چلے۔

②...... بالکل پیچھے چلنے والا اچانک اگلے آدمی کے ساتھ ٹکرا بھی سکتا ہے یا بصورتِ دیگر آگے چلنے والا شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو بالکل پچھلا شخص بھی خود کو سنبھالنے میں ناکام ہو سکتا ہے۔

بالکل پیچھے چلنے سے کئی نقصانات کا خدشہ موجود رہتا ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ناپسند تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کو اپنے کردار سے عاجزی وانکساری اور تواضع کا سبق سکھلایا کرتے تھے اور آج اساتذہ کرام کو بھی چاہیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان ننھی منّھی اداؤں کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ تربیت کے میدان میں ایسی باتیں بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔

## عشاء کے بعد باتیں کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ناپسند ایسی نہیں کہ جس میں نقصان اور شدید خدشات موجود نہ ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناپسند ایک یہ بھی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عشاء کے بعد جاگنا اور باتیں کرنا ناپسند تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معمول کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا[1]

''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عشاء سے پہلے نیند کو اور اس کے بعد بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔''

سامعین کرام......!

اگر آج امت رسول اللہ ﷺ کی اس ناپسند کو ناپسند کرتے ہوئے عشاء کے فوراً بعد اپنے بستروں پر آجائے تو وہ بے شمار فتنوں اور بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہے کیونکہ رات گئے تک جاگنا انسان کو روحانی اور جسمانی دونوں طرح سے بیمار کر دیتا ہے۔ ہماری اکثر روحانی اور جسمانی بیماریوں کی شفا صرف اور صرف اسی میں ہے کہ ہم عشاء کے بعد اپنی نیند کو مکمل کریں اور صبح سویرے جلدی اٹھ کر اپنے تن من دھن کو صبح کے نور سے منوّر کریں۔ آج کل ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ رسول اللہ ﷺ کی ناپسند کو حد درجہ پسند کرتے ہیں جس کی وجہ سے سارے معاملات خیر و برکت اور روحانیت سے خالی رہتے ہیں دینی پروگرام بھی عشاء سے پہلے پہلے ختم کر دینے چاہئیں۔ راتوں کے زیادہ لمبے جلسے اکثر غیر مؤثر ہی رہتے ہیں بلکہ نمازِ تہجد تو در کنار نمازِ فجر کے ضائع ہونے کا باعث بھی بنتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیت نے واضح کر دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اہل علم اور دینی پروگرام منعقد کروانے والوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

---

[1] صحیح بخاری: 568

يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ①

اور اسی طرح رات کو گھر آنے سے قبل اہل خانہ کو مطلع کرنا چاہیے تاکہ وہ صفائی ستھرائی اور خدمت گزاری کے تمام معاملات اچھی طرح بہتر کر لیں، بغیر اطلاع کے اچانک رات کو گھر آنا رسول اللہ ﷺ کو ناپسند تھا۔ ②

رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت میں جہاں اختصار کو پسند فرماتے تھے وہاں ہفتے میں ایک مرتبہ وعظ کرنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند تھا۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بات ناپسند تھی کہ زیادہ دیر وعظ و نصیحت کی جائے جس سے سامعین اُکتا جائیں۔ ③

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ہر ناپسند کو دل کی خوشی سے چھوڑنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندى

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

① الاحزاب:21

② صحیح البخاری:5243

③ صحیح البخاری:68
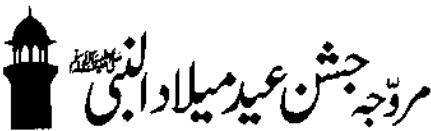
# مروّجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (1)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو! اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدنا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

---

(1) الحجرات:1

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

کچھ اختلافی مسائل ایسے ہیں کہ ذہنی طور پر انہیں موضوعِ سخن بنا کر لمبی چوڑی گفتگو کرنا میرا مزاج نہیں ہے۔ مگر حالات اس قدر اخیر حد تک پہنچ چکے ہیں کہ آپ لوگوں کی صحیح رہنمائی کرنا جہاں اس مقدس منبر ومحراب کا تقاضا ہے وہاں میری بخشش کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔

ربیع الاوّل کا مہینہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت اور وفات کا مہینہ ہے اس مہینے میں ہر مسلمان آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکرِ خیر اپنے لیے رحمت اور سعادت سمجھتا ہے اور ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کی ولادت، بعثت اور نبوت ورسالت کی خوشی ہر پل، ہر دم اور ہر قدم ہے۔ ہم اپنی چاہتوں کو کسی دن اور رات کے ساتھ خاص نہیں کرتے۔ کسی خاص دن اور مخصوص رات کو خوشی نہ منانے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ کسی محبوب ہستی کی ولادت یا وفات کا دن منانا دین اسلام کا مزاج ہی نہیں......! اور نہ ہی یہ طرزِ عمل ہم کو رسول اللہ ﷺ کی بابرکت سیرت سے ملتا ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل علیہم السلام سے انتہا درجے کی محبت تھی، آپ ﷺ ان کے ذکرِ خیر پر جھوم جایا کرتے تھے اور ان کے رفع درجات کے لیے بہت زیادہ دعائیں کیا کرتے تھے۔

لیکن آپ کو کہیں بھی نہیں ملے گا کہ آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں عام

تعطیل کا اعلان کرتے ہوئے کسی رسول کی ولادت یا وفات کا دن منایا ہو۔ الحمد للہ ہمیں تو پیر کامل حضرت محمد ﷺ کی آمد اور آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی ہر پل، ہر دم اور ہر قدم ہے۔

* یہی وجہ ہے کہ الحمد للہ ہمارے ہاں پورا سال ولادتِ مصطفیٰ، آمد مصطفیٰ، مقامِ مصطفیٰ، شانِ مصطفیٰ، احترامِ مصطفیٰ، محبتِ مصطفیٰ اور وفاتِ مصطفیٰ ﷺ جیسے مقدس عنوانات پر پروگرام، جلسے اور کانفرنسز ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہر امتی اس سعادت کو حاصل کرنے میں آزاد ہے وہ جہاں چاہے، جب چاہے رسول اللہ ﷺ کی عزت وعظمت اور آپ ﷺ کے مقام ومرتبے کو بیان کرے۔

* اور ہم کو آپ ﷺ کی آمد اور ولادت کی خوشی ہر پل، ہر دم اور ہر قدم رہتی ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ الحمد للہ ہمارے تمام دینی مدارس میں پہلے سال سے لے کر آٹھویں سال تک رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو بالاستیعاب پڑھایا جاتا ہے۔ بعض مدارس کی طرح صرف آخری سال طلبہ کو دورۂ حدیث کروا کر فارغ نہیں کرتے۔

* اور آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت کی خوشی ہمیں ہر وقت رہتی ہے اور اس کی تیسری سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہم ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا پرچار کرتے رہتے ہیں، آپ ﷺ کی ہر ہر ادا کو باعثِ رحمت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے پیار کا عالم تو یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نیکی، نیکی بننے میں رسول اللہ ﷺ کی محتاج ہے جب تک رسول اللہ ﷺ کوئی نیکی کر کے نہ دکھائیں اس وقت عمل نیکی نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت و نبوت کی ہر وقت خوشی پر سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ دیگر فرقوں کی بنسبت رسول اللہ ﷺ کی سنّت سے سب سے زیادہ قریب ہم لوگ ہیں، ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک دن اور ایک رات سڑکوں اور بازاروں کو سجالیں اور سارا سال رسول اللہ ﷺ کی بغاوت اور نافرمانی کرتے رہیں۔ آمدِ مصطفےٰ ﷺ کی خوشی جو کہ ہمیں ہر گھڑی رہتی ہے اس کی ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ اس وقت ملکِ پاکستان میں جس قدر شرک اور بے حیائی ہو رہی ہے اس میں کوئی اہلِ حدیث ملوّث نہیں۔ الحمدللہ!

## مرّوجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ

ہمارے ہاں 12 ربیع الاوّل کو جس انداز سے رسول اللہ ﷺ کی آمد اور ولادت کی خوشی منائی جاتی ہے ہم کو صرف اور صرف اس طریقے سے اختلاف ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر مسلمانوں نے آپ ﷺ کی ولادت یا جشن کا نام لے کر جو انداز اختیار کیا ہے وہ انداز صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم کا نہیں تھا لہٰذا ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمہم اللہ علیہم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔

ہمارے ملک میں مرّوجہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ، پندرہ 15 نکات پر مشتمل ہے جو کہ 12 ربیع الاوّل کو ثواب سمجھ کر کیے جاتے ہیں اور وہ کام نہ کرنے والوں کو گستاخِ رسول، بے ایمان اور ابلیس تک کہا جاتا ہے۔ اور وہ تقریباً 15 نکات درج ذیل ہیں:

(۱)...... 12 ربیع الاوّل کو خوشی کے لیے خاص کیا جاتا ہے۔

(۲)......بیت اللہ، گنبدِ خضریٰ اور مسجدِ نبوی کی تشبیہیں اور ماڈل بنائے جاتے ہیں۔

(۳)......صاف ستھرا لباس پہن کر جلوس نکالے جاتے ہیں۔

(۴)......بڑی بڑی عمارتوں اور مسجدوں پر چراغاں کیا جاتا ہے۔

(۵)......سبز رنگ کی یا' رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارک والی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔

(۶)......ہزاروں روپے لگا کر پہاڑیاں بنائی جاتی ہیں۔

(۷)......شرکیہ قوالیاں کروائی جاتی ہیں۔

(۸)......شرکیہ نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔

(۹)......محفلِ میلاد میں رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک کی تشریف آوری کا خود ساختہ عقیدہ رکھا جاتا ہے۔

(۱۰)......محفلِ میلاد کے دوران آپ کے لیے قیام تعظیمی کیا جاتا ہے

(۱۱)......خوشی کے مارے بھنگڑے ڈالے جاتے ہیں اور رقص کیا جاتا ہے۔

(۱۲)......بعض مقامات پر شکرانے کے طور پر نمازِ عید میلاد النبی ﷺ بھی پڑھی جاتی ہے۔

(۱۳)......سرکاری طور پر عام تعطیل کا اعلان ہوتا ہے۔

(۱۴)......12 ربیع الاوّل کو عید کا دن بھی کہا جاتا ہے۔

(۱۵)......میلاد کی رات کو لیلۃ القدر کی رات سے کئی گنا افضل سمجھا جاتا ہے۔

ہمارا سوال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی کا نام لے کر

مندرجہ بالا 15 کام جو نہایت جوش وخروش اور ثواب کی نیت سے کیے جاتے ہیں۔

آخر اس کی دلیل کیا ہے......؟

آخر اس کا ثبوت کیا ہے......؟

جب کہ مندرجہ بالا 15 نکات کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی کو نہ منانے والے کو گستاخِ رسول اور ابلیس تک کہا جاتا ہے......!

ہم نہایت محبت اور ادب سے بریلوی علمائے کرام کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے احکام ومسائل اور آداب وفضائل بیان فرمادیں۔ کیونکہ یہ عام فہم بات ہے کہ ہم مسلمان عید الفطر اور عید الاضحیٰ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ اسی لیے مناتے ہیں کہ ہمارے پاس عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے احکام ومسائل اور آداب وفضائل احادیثِ صحیحہ کی شکل میں مکمل طور پر محفوظ ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ کوئی عالم بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کے مسائل وفضائل قرآن وحدیث کی روشنی سے بیان نہیں کرسکتا۔

چلیں ہم ایک اور آسانی کرتے ہیں ہمارے ملک میں بیان کردہ 15 نکات پر مشتمل جو مروّجہ عید میلاد النبی ﷺ ہے اس کا ثبوت اپنی فقہ کی کتابوں سے پیش فرمادیں۔ کیونکہ عمومی طور پر کہا جاتا ہے کہ جن مسائل کا حل قرآن وحدیث میں نہیں ہے ان مسائل کا حل آپ کو فقہ میں مل جائے گا، فقہ حنفی کتاب وسنت کا نچوڑ بھی ہے اور اس میں جدید پیش آنے والے مسائل کا حل بھی موجود ہے۔

اگر جشن عید میلاد النبی ﷺ کی قیادت کرنے والے علمائے کرام کو کتب

فقہ میں بھی کچھ نہ ملے تو ہم بڑی معذرت اور محبت سے گزارش کریں گے کہ پھر اس خود ساختہ جشن کو امت پر مسلط کیوں کیا جارہا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر اہل حق پر تہمتیں کیوں جڑی جاتی ہیں:::::::::؟

ہے کوئی ایسا عالم جو پیار کے رنگ میں دلائل سے ثابت کرے کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج ہم جس طور طریقے سے منارہے ہیں اسی طور طریقے سے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے منایا تھا......؟

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے منایا تھا......؟

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے منایا تھا......؟

جب مروّجہ جشن مندرجہ بالا تینوں بزرگوں نے بھی نہیں منایا تو پھر ہمارے اوپر فتویٰ بازی کرتے ہوئے ذرا نرمی کرنی چاہیے کیونکہ اس کی زد میں بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

## جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے......؟

اس سوال کے جواب کے لیے ہم اپنی طرف سے کوئی بات کہنے کی جسارت نہیں کریں گے۔ تاکہ یار لوگ برا نہ مان جائیں۔ ہم اس سوال کے جواب میں بریلوی مکتبہ فکر کے اکابرین کی چند عبارتیں پیش کرتے ہیں جن سے یہ مسئلہ نکھر کر واضح ہوجائے گا کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین نہیں بلکہ بدعت ہے۔ ظاہر ہے جس چیز کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہ ملے اور جس کے متعلق فقہ بھی لب کشائی کرنے سے خاموش رہے تو ایسا مسئلہ دین تو نہیں بن سکتا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ اہل حق کی محنتیں رنگ لا چکی ہیں اور مروجہ جشن کو ماننے والے بھی واضح الفاظ میں اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ یہ دین میں نئی ایجاد اور بدعت ہے

1 ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے کم وبیش 800 صفحات پر مشتمل ''میلاد النبی ﷺ'' کے نام پر ایک کتاب لکھی ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس پر تفصیلی تبصرہ مستقل کتاب کی شکل میں پیش کیا جائے گا یہاں سردست صرف یہی بات نقل کی جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے کئی مقامات پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا تصور صحابہ وتابعین کے دور میں نہیں تھا بلکہ یہ بدعت ہے البتہ اچھی بدعت ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تحریر کردہ چند سطور پر غور فرمائیں۔

① ......اس اصولی بحث کے بعد یہ امر واضح ہو گیا جشن میلاد النبی ﷺ اگرچہ قرونِ اولیٰ میں اس شکل میں موجود نہیں تھا جس ہیئت میں آج موجود ہے۔ (۱)

② ......اہل اسلام ان ابتدائی تین ادوار جنہیں نبی کریم ﷺ نے خیر القرون فرمایا ہے کے بعد سے ہمیشہ ماہِ میلاد النبی ﷺ میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں یہ عمل اگرچہ بدعت ہے مگر بدعتِ حسنہ ہے۔ (۲)

③ ......جشن عید میلاد النبی ﷺ عیدِ شرعی ہے نہ ہم اسے عیدِ شرعی سمجھتے ہیں لیکن یہ عیدِ شرعی سے بھی زیادہ عظمت والا اور کئی گنا زیادہ قدر ومنزلت والا دن ہے۔ (۳)

---

① میلاد النبی (ڈاکٹر طاہر القادری) صفحہ: 702

② میلاد النبی (ڈاکٹر طاہر القادری) صفحہ: 373

③ صفحہ: 757

④......اس تعریف کی رو سے جشن میلاد النبی ﷺ بدعتِ مستحسنہ ہے، جسے مومن ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔①

⑤......اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں اہم ملی اور مذہبی اہمیت کے دن بطورِ تہوار منانے کا کوئی رواج نہیں تھا۔②

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتاب سے نقل کردہ پانچ اقتباسات نے اس بات کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے دور میں نہیں تھا بلکہ یہ بعد کی بدعت ہے البتہ بدعت حسنہ ہے۔

**2** **محمد عبدالاحد قادری بریلوی صاحب** نے ایک مجموعہ مرتب کیا ہے جس کا نام ''رسائل میلاد مصطفےٰ ﷺ'' ہے اور قادری رضوی کتب خانہ لاہور نے اسے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں جگہ جگہ اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ جشن میلاد کے نام پر ہونے والے تمام امور غیر شرعی ہیں البتہ بدعتِ حسنہ ضرور ہیں۔ اس میں تحریر شدہ دو سطروں پر غور فرمائیں۔

①......مولود شریف کی اصل تو بدعت ہے پہلی تین صدیوں میں سلف صالح سے منقول نہیں کہ انہوں نے مولود شریف کی محفل قائم کی ہو۔③

②......محفل میلاد شریف کی ابتدا: سات سو ستر سٹھ سال سے یعنی 204 ہجری

---

① صفحہ: 738

② صفحہ: 498

③ رسائل میلاد مصطفیٰ: 526

سے محفل مبارک میلاد شریف کا انعقاد بڑے پیمانے پر اطراف واکناف عالم میں ہو رہا ہے۔

3 صلاح الدین سعیدی بریلوی صاحب نے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے جس کا نام ''رسائل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے اور قادری رضوی کتب خانہ نے اسے شائع کیا ہے۔ اس میں جگہ جگہ یہ بات موجود ہے کہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت ہے البتہ بدعتِ حسنہ ہے۔ چند سطور ملاحظہ فرمائیں:

1 کسی ایک ہی مخصوص شب میں جلسہ میلاد مذکور کو ہم سنّت نہیں کہتے ہیں بلکہ جو اس کا اعتقاد رکھے اس نے دین میں اک نئی بات پیدا کی ہے۔ ①

2 ......درج ذیل ائمہ امت نے محفل میلاد کو بدعت حسنہ اور اعمالِ صالحہ میں شمار کیا ہے۔ ②

3 ...... اس طرح یہ مسئلہ قیام عادی ہے دینی نہیں۔ یہ نہ عبادت ہے اور نہ ہی شریعت اور نہ کوئی سنت۔ بلکہ لوگوں کی ایک عادت ہے جو رواج چل پڑا ہے جسے بہت سے علمائے کرام نے مستحسن سمجھا۔ ③

اسی طرح صلاح الدین سعیدی بریلوی صاحب نے ایک اور مجموعہ مرتب کیا ہے جس کا نام انہوں نے ''رسائل میلادِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' رکھا ہے۔ اس میں ایک جگہ مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:

---

① رسائل میلاد النبی (ترتیب: صلاح الدین بریلوی) ص:202

② رسائل میلاد النبی (ترتیب: صلاح الدین بریلوی) ص:64

③ رسائل میلاد النبی (ترتیب: صلاح الدین بریلوی) ص:216

''اس میں شک نہیں مجالسِ میلاد جو موجودہ صورتِ حال میں پیش کی جاتی ہیں یا جس شکل میں آج کل جریدہ ''ایمان'' پیش کر رہا ہے نہ عہدِ رسالت میں موجود تھیں نہ عہدِ صحابہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی بعد میں کئی صدیوں تک اس کا نشان نظر آتا ہے۔'' ①

④ علمائے بریلویہ میں شیخ احمد سرہندی کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ ان کو مجدد الف ثانی، امام ربانی، محبوب صمدانی اور قیوم زماں کہا جاتا ہے۔ اور ان کے حالاتِ زندگی میں اکابرین بریلویہ نے لکھا ہے کہ

''آپ نے بے واسطہ اللہ پاک سے کلام فرمایا ہے اور آپ نے آسمانوں کا علم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے آپ کی زیارت کے لیے کعبہ شریف آیا اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنوئیں سے آبِ زم زم برآمد ہوا۔ بہت لوگوں کو حج کرادیا اور آبِ زمزم پلایا۔ آپ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ عطا ہوا۔'' ②

ابھی تک بریلوی مکتبہ فکر میں آپ کے سالانہ عرس کو بڑے تزک و احتشام اور عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد سرہندی کے متعلق لکھا ہے کہ

وہ ''میلاد شریف کو جائز اور طریقہ مروّجہ کو ناجائز فرماتے تھے۔'' ③

---

① رسائل میلاد حبیب ﷺ:112

② مکتوباتِ امام ربانی۔ص 65-66 (ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور) اشاعت: اگست 2000ء۔

③ مکتوباتِ امام ربانی۔ص 77 (ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور) اشاعت: اگست 2000ء۔

5 غلام رسول سعیدی بریلوی نے مسلم کی شرح میں واضح لکھا ہے:

''صحابہ وتابعین نے محافل میلاد منعقد نہیں کیں بجا ہے۔'' ①

6 مفتی غلام محمد شرقپوری صاحب کو کون نہیں جانتا، بریلویت میں وہ ایک جانی پہچانی علمی شخصیت ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں:

''بازاروں، چوکوں اور عام راستوں میں محفل میلاد اور جلسے محفل نعت وغیرہ کرنے ناجائز ہیں۔'' ②

مزید ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

''آج کل اکثر محافل کی طرح جو متعدد مکروہات پر مشتمل ہے اگر فسق نوازی کے طوفان بدتمیزی کو علماء ومشائخ اور حکومت نے نہ روکا تو جو انجام بد اس کا ظاہر ہوگا اور امت پر جو وبال آئے گا تو اس کو کوئی نہ روک سکے گا۔'' ③

7 مؤرخ بریلویت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نور بخش توکلی کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

''آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے متحدہ ہندو پاک میں 12 وفات کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے تعطیل ہونا قرار پائی۔'' ④

---

① شرح صحیح مسلم (سعیدی بریلوی صاحب) 3/179

② دورِ حاضر کی محفل نعت (مفتی غلام محمد شرقپوری بریلوی):49

③ دورِ حاضر کی محفل نعت (مفتی غلام محمد شرقپوری بریلوی):44

④ تذکرہ اکابر اہل سنت:559

"آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے تبدیل کرانے کی جدوجہد کی اور اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے کہ گورنمنٹ سے اس مقدس دن کی تعطیل منظور کرائی۔" ①

اسی طرح عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں:

"دراصل محفل میلاد کا منعقد کرنا بدعت (نیا کام) تین زمانوں میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کے زمانوں کے سلف صالحین سے منقول نہیں۔" ②

(8) علامہ محمد اکمل قادری بریلوی کا اعتراف ہے:

"ولادت پاک پر جشن منانے کا باقاعدہ اہتمام نہ تو زمانہ نبوی میں تھا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رائج تھا۔" ③

(9) بریلوی شیخ الحدیث والتفسیر مصنف کتب کثیرہ علامہ فیض احمد اویسی بہاولپوری بریلوی مروّجہ جشن اور جلوس کے متعلق دوٹوک الفاظ میں لکھتے ہیں:

"کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وسلف صالحین رحمہم اللہ جلوس میلاد نہ نکالتے تھے کیونکہ ان کے پاس اس کے لیے وقت نہیں تھا اور وہ جہاد میں مصروفِ عمل تھے۔" ④

---

① مقدمہ تذکرہ غوث اعظم (مولانا اقبال احمد فاروقی بریلوی):8

② کیا ہم محفل منعقد کریں؟ :24

③ عاشقوں کی عید:13

④ غوث العباد فی اثبات المیلاد: 49

احبابِ گرامیٔ قدر......!

بریلوی مکتبہ فکر کے اکابر علمائے کرام کی کتابوں سے پوری امانتداری کے ساتھ بیان کردہ حوالوں سے یہ بات آپ کے سامنے بالکل واضح ہوچکی ہے کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی صدیاں بعد کی ایجاد ہے۔اس کا قرآن وحدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہ اللہ علیہم کے اسوہ سے کوئی تصوّر نہیں ملتا۔اور یہ بدعت ہے لیکن بریلوی علماء کے مطابق یہ بدعتِ حسنہ ہے، یعنی ایک اچھی بدعت ہے جو ثواب کی نیت سے کی جاتی ہے، حالانکہ دین اسلام میں بدعتِ حسنہ کا کوئی تصوّر نہیں۔

یاد رہے! تمام بریلوی علمائے کرام دلائل نہ ہونے کی وجہ سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک رائے نہیں رکھتے بلکہ ہر ایک کا ذوق اپنا اپنا ہے۔

① ......مولانا احمد رضا خان بریلوی مباح کہتے ہیں۔(الامن والعلی)

② ......حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی سنّت الٰہیہ قرار دیتے ہیں۔(جاء الحق)

③ ......عبدالسمیع رام پوری صاحب نے واجب تک کہا ہے۔(انوار ساطعہ)

④ ......مفتی عبدالقیوم ہزاری سمیت اکثر نے بدعتِ حسنہ کہا ہے۔(عقائد ومسائل)

⑤ ......علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی نے امر مستحسن قرار دے رکھا ہے۔(شرح مسلم)

⑥ ...... پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب جز و ایمان قرار دیتے ہیں۔(میلاد النبیؐ)

البتہ مروّجہ جشن کے بدعتِ حسنہ ہونے پر کسی عالم کا کوئی اعتراض نہیں

سب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ بدعت حسنہ ضرور ہے۔

## بدعتِ حسنہ کیا ہے......؟

ہمارے ہاں اہل بدعت حضرات آئے دن دین میں دخل اندازی اور من پسند اضافے کرتے رہتے ہیں اور پھر اس کو بدعتِ حسنہ کا نام دے کر اس کا اجر وثواب بھی بیان کرتے ہیں جب کہ سچ اور برحق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین مکمل ہو چکا ہے اس میں آئے روز اپنی طرف سے اضافے کرنا بہت خطرناک گناہ ہے اور مروّجہ بدعتِ حسنہ نبوت ورسالت اور سنّت کے خلاف بہت بڑی بغاوت ہے اور ہم اس کو شریعت سازی کا چور دروازہ سمجھتے ہیں۔ اور یہ توہینِ رسالت بلکہ انکارِ نبوت کے برابر ہے۔

اللہ کے بندو غور کرو......!

اگر آج ہر فرقے کو اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ جو کام بھی اچھا ہو وہ دین کے نام پر شروع کر دو تو اصل دین کا حلیہ بگڑ جائے گا ہر فرقے کے لوگ اپنے اپنے مؤقف کے مطابق اور ذاتی مفاد کے لیے ایک نیا دین کھڑا کر دیں گے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہی برحق ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی انسان کو اللہ کی جہنم میں لے جائے گی۔

## اسلام میں کوئی بدعتِ حسنہ نہیں!

دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنا جن کا کتاب وسنّت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل سے کوئی ثبوت نہ ملتا ہو وہ مردود ہیں۔ اس سلسلے میں چند احادیث صحیحہ ملاحظہ فرمائیں:

①......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ①

"جس نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تھا وہ مردود ہے۔"

صحیح مسلم کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ②

"جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔"

☆......مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کہ جس کو نیکی اور ثواب سمجھ کر منایا جاتا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا کوئی امر ہے اور نہ ہی قرون اولی، یعنی بہترین زمانوں میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے اس لیے یہ بدعت ہے اور مردود ہے۔

②......رسول اللہ ﷺ اپنے ہر خطبۂ حاجت میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا کرتے تھے:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ③

---

① صحیح البخاری:2697

② صحیح مسلم:4493

③ مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث:141 وذکرہ مسلم فی صحیحہ

"بلا شبہ بہترین حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین رہنمائی محمد ﷺ کی رہنمائی ہے اور سب سے برے کام وہ ہیں جن کو دین میں نیا ایجاد کیا جائے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔"

③......حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہایت ایمان افروز اور رقت آمیز وعظ ارشاد فرمایا اور آخر میں نہایت قیمتی نصیحتیں فرماتے ہوئے کہا:

فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ [1]

"بلا شبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا، خلفاء جو اصحابِ رشد و ہدایت ہیں، سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا، بلکہ ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا، نئی نئی بدعات واختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا، بلا شبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

---

① سنن ابی داؤد: 4607 وغیرھا من الکتب

☆ ......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت زیادہ اختلافات ہوں گے اور ان اختلاف کو ختم کرنے کا حل صرف اور صرف میری سنّت اور میرا طریقہ ہے جو کام میرے طریقے اور میری سنّت کے مطابق ہوگا وہ صحیح اور درست ہوگا اور جو کام میری سنّت اور میرے طریقے کے مطابق نہیں ہوگا بلاشبہ وہ باطل ہوگا۔ اور اس بات کو بریلوی مکتبہ فکر کے علمائے کرام بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہ اللہ کی سنّت ہے بلکہ یہ کئی صدیاں بعد کی ایجاد ہے۔ اور اس حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے سختی سے منع کیا ہے کہ کسی کام کو اچھا جان کر اس کو دین میں داخل کر دیا جائے اور اس کا اجر وثواب بیان کرنا شروع کر دیا جائے ایسا کام اور اس کے کرنے والے سوائے گمراہی کے کچھ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اللہ معاف فرمائے......! آج کل 12 ربیع الاوّل والے دن ہمارے ملک میں ہمارے نوجوان سڑکوں اور بازاروں میں جو کچھ کرتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔

④...... بدعتوں کو جاری کرنے والا بعد میں آنے والے بدعتیوں کا بوجھ بھی اپنے کندھے پر اٹھاتا ہے، اپنی جیب، پیٹ، مفاد اور نذر و نیاز کے لیے قوم کی غلط رہنمائی کرنے والوں کو مدینے والے میٹھے امام پیر کامل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان پر غور کرنا چاہیے!

مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ أُجُوْرِهِمْ

شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ أَوْزَارُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يُنْقَصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا ①

''جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جب کہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جب کہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔ (وہ بھی پوری سزا پائیں گے)''

⑤...... اہل بدعت کو قیامت کے دن پیش آنے والے سنگین لمحات نگاہوں کے سامنے رکھنے چاہئیں جب حوضِ کوثر سے پانی پلاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض لوگوں کے درمیان دیوار کھڑی کر دی جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے یہ تو میرے ساتھی ہیں میرا کلمہ پڑھنے والے ہیں ان کو مجھ سے دور کیوں ہٹا دیا گیا ہے......؟ جواب ملے گا:

إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ②

---

① صحیح سنن ابن ماجہ، از امام البانی: 173۔ یاد رہے یہ روایت صحیح ہے۔ قد اخطا من ضعفہ۔

② اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان: 77-1476

”بلاشبہ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات جاری کیں۔“ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ مروّجہ جشن ”حدث فی الدین“ ہے اور آپ ﷺ کے بعد ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد بدعتِ حسنہ کے نام پر شریعت سازی کا چور دروازہ کھولنے والے اس وعید کی زد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

## بدعتِ حسنہ پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا غضبناک ہونا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا:

اے ابوعبدالرحمن! میں نے ابھی مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے جسے میں اچھا نہیں سمجھتا حالانکہ میں نے الحمدللہ خیر ہی کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کیا چیز ہے......؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود جب مسجد میں تشریف لے جائیں گے تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ مختلف حلقوں میں بیٹھے نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور انکے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ہر حلقے میں ایک شخص باقی تمام لوگوں سے کہتا ہے: كَبِّرُوْا مِائَةً 100 مرتبہ اللہ اکبر کہو! فَيُكَبِّرُوْنَ مِائَةً تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: هَلِّلُوْا مِائَةً 100 مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو! فَيُهَلِّلُوْنَ مِائَةً تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ شخص کہتا ہے: سَبِّحُوْا مِائَةً 100 مرتبہ سبحان اللہ کہو! فَيُسَبِّحُوْنَ مِائَةً پس وہ 100 مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ساری گفتگو سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ آپ نے پھر ان کو کیا کہا......؟

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے ابھی تک انہیں کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور حکم کا ہی انتظار تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَّعُدُّوْا سَيِّاٰتِهِمْ ...؟

''کیا آپ نے ان حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے گناہوں کو شمار کریں۔'' اللہ اکبر

پھر بذاتِ خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو......؟ انہوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! یہ کنکریاں ہیں ان کے ساتھ ہم ''اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ'' شمار کر رہے ہیں۔

یہ جواب سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ شدید غصے میں آ گئے اور آپ نے فرمایا:

وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتُكُمْ، هٰؤُلَآءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُوْنَ وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلُ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ مُفْتَتِحُوْا بَابَ ضَلَالَةٍ؟

''افسوس! تم پر اے امتِ محمد ﷺ......! تم کتنی جلد ہلاکت کی

طرف چل نکلے ہو۔ ابھی تو تمہارے نبی ﷺ کے ساتھی وافر تعداد میں موجود ہیں، آپ ﷺ کے کپڑے ابھی بوسیدہ ہوئے اور نہ ہی آپ ﷺ کے برتن ٹوٹے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کیا تم حضرت محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ بہتر طریقے پر ہو یا تم گمراہی کا ایک دروازہ کھول رہے ہو......؟ ''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے غضبناک اور دکھ بھرے لب و لہجے سے یہ کلمات سن کر وہ حیران ہوئے اور انہوں نے کہا:

وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ

''اللہ کی قسم! اے ابوعبدالرحمن! ہم نے تو صرف نیکی ہی کا ارادہ کیا تھا۔''

بدعتِ حسنہ کا جواز پیش کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اگلے بول پر غور کریں! آپ نے فرمایا:

وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لَنْ يُصِيبَ

''کتنے ہی لوگ ہیں جو نیکی کا تو ارادہ رکھتے ہیں لیکن وہ اس کو ہرگز نہیں پاتے۔''

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا کہ بے شک ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں جائے گا۔ اللہ کی قسم!

مجھے تو شک ہے وہ اکثر لوگ تم ہی میں سے ہوں گے۔ ①

احبابِ گرامیٔ قدر......!

بدعتِ حسنہ کو دین کا حصہ بنانے والے اس صحیح واقعے پر غور فرمائیں کہ ان لوگوں نے ذکر اذکار کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل کو چھوڑ کر ایک نیا طریقہ اختیار کیا تو اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کس قدر ناراض ہوئے۔ تو جو لوگ ایک پورا نیا نظام بدعتِ حسنہ کے راستے دین میں داخل کر دیں تو ان کا کیا انجام ہوگا......؟

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ②

''تم پیروی کرو اور دین میں نئے نئے کام ایجاد نہ کیا کرو تحقیق تم کفایت کر دیئے گئے ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

کیا فقیہ امت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے بعد بھی کسی بدعتِ حسنہ کی گنجائش باقی رہتی ہے......؟ ہرگز نہیں......!

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور بدعتِ حسنہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہایت متبع سنت تھے اور آپ نے بھی اپنے ایک

---

① سنن دارمی (مترجم)، مصنف ابن ابی شیبہ، سلسلہ احادیث صحیحہ۔
سلسلۃ الآثار الصحیحۃ: 55/1 حدیث: 87

② المعجم الکبیر، سنن دارمی، سلسلۃ الآثار الصحیحۃ: 55/1 حدیث: 41

فرمان میں بدعتِ حسنہ کو گمراہی قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً ①

''ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اس کو حسنہ ہی کیوں نہ سمجھیں۔''

عظیم المرتبت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد کیا بدعتِ حسنہ کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے......؟

## مجدد الف ثانی اور بدعتِ حسنہ:

بریلوی مکتبہ فکر میں آپ کو بہت زیادہ مقام و مرتبہ حاصل ہے آج بھی یوم مجدد الف ثانی بڑے زور و شور سے منایا جاتا ہے۔ ہم ان کے معتقدین کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ محبت صرف دن منانے کا نام نہیں بلکہ اصل محبت بات ماننے کا نام ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی ارشاد فرماتے ہیں:

''علماء بدعت کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں، حسنہ اور سیئہ، حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد ہوا ہو اور وہ سنّت کو رفع نہ کرے اور بدعتِ سیئہ وہ ہے جو سنّت کی رافع ہو۔ لیکن یہ فقیر (یعنی مجدد الف ثانی) کسی بدعت میں کوئی خیر نہیں مجھے ہر بدعت میں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دے دیا ہے تو پھر اس

---

① كتاب السنة للمروزی۔ رقم:53، شرح اصول الاعتقاد، للالکائی:126، الابانة:205، سلسلة الآثار الصحيحة:121

میں حسن کہاں پیدا ہو سکتا ہے، ہر بدعت سے بچنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی کی پیروی کرنی چاہیے۔[1]

سامعین کرام......!

یہاں تک علمی دلائل سے ہم نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے والے حضرات بھی اس کو بدعت سمجھتے ہیں لیکن بدعتِ حسنہ کہہ کر اس کے فضائل بیان کرتے ہیں جب کہ دین میں بدعتِ حسنہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

## بدعتِ حسنہ پر بعض دلائل کا سرسری جائزہ:

آج کل جشن مروّجہ جشن میلاد پر جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں اس سلسلے میں ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا قرآن وحدیث کے ان دلائل کا علم ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نہیں ہوا......؟

چلیں! اگر یہ معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر پوشیدہ رہا تو کیا کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی کو علم نہ ہوا ( فَلْيَفْرَحُوْا ) سے مراد رسول اللہ ﷺ کا میلاد منانا ہے......؟ اور ( اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ) سے مراد 12 ربیع الاوّل کا جشن ہے۔نہایت افسوس کی بات ہے کہ جشن منانے والے اس کو بدعتِ حسنہ بھی کہتے ہیں اور پھر اس کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل بھی پیش کرتے ہیں جن کا جشن میلاد کے ساتھ دور تک کا بھی تعلق نہیں۔اور یاد رہے صراحت کے ساتھ

---

[1] مکتوبات امام ربانی۔مکتوب:186(359/1)

مرّوجہ جشن کے ثبوت پر دلیل کی دال بھی کتاب وسنّت میں موجود نہیں......! صرف اور صرف معنوی تحریفات ہیں، غلط تاویلات ہیں، من چاہی تفسیر وتشریح ہے اور نہایت ہی غلط استدلال ہے، جبکہ قرآن وحدیث سے نہایت کمزور اور غلط استدلال کرنے والوں کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ یہ یہودیوں کی روش ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔

پھر جب کسی طرف سے کوئی بات نہیں بنتی تو کہتے ہیں کہ دیکھو! ابولہب نے رسول اللہ ﷺ کا میلاد منایا تھا، میلاد منانے کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کردی گئی تھی تو اگر ہم ایمان کی حالت میں منائیں گے تو ہمیں بھی بہت زیادہ اجر وثواب ملے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے جواب میں اختصار سے چند باتیں پیش خدمت کی جاتی ہیں۔

① ......کیا ابولہب نے 12 ربیع الاوّل کو مکے میں جلوس نکالا تھا......؟ کروڑوں روپے کا کپڑا لگا کر سبز جھنڈیاں لگائی تھیں......؟ موم بتّیاں روشن کی تھیں......؟ ابولہب نے جس طرح جشن منایا تھا کیا تم اسی طرح جشن مناتے ہو......؟

② ......ہم ابولہب کے پیچھے چلنے والے نہیں ہیں بلکہ ہم الحمدللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں ہم وہی کچھ کرتے ہیں جو سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔ تمہیں ابولہب مبارک اور ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ مبارک۔ لکم دینکم ولی دین۔

③ ......ابولہب نے آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا، نہ

ہی سوموار والے دن کیا، یہ بات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ بخاری شریف میں تو میلاد اور سوموار والے دن کا نام ونشان تک نہیں۔ میلا اور سوموار والے دن کا ذکر امام سہیلی نے اپنی کتاب ''روض الانف'' میں کیا ہے یہ اضافہ صحیح ثابت نہیں ہے۔

④...... معتبر روایات سے ثابت ہے کہ ابولہب لعنتی نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب آپ ہجرت کر کے مدینے گئے۔

⑤...... غیر مسلم کا خواب دین میں حجت نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر لوگوں کو گستاخ رسول اور ابلیس کہنا شروع کر دیا جائے۔ اور یہی بات بریلوی مکتبہ فکر کے علامہ احمد سعید کاظمی صاحب نے اپنے رسالے ''میلاد النبی ﷺ'' میں کہی ہے۔ وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان خوابوں کا حجتِ شرعیہ نہ ہونا مسلّم ہے۔[1]

⑥...... بقول میلادی احباب کے کہ ابولہب نے آپ ﷺ کا جشن منایا تو کیا ابولہب جشن کی وجہ سے جہنم کی آگ سے بچ گیا......؟

⑦...... کافر کا خواب ہے اور روایت بھی منقطع مردود ہے کہ ابولہب کو انگلی سے پانی ملتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں قرآن پاک دوٹوک الفاظ میں کہتا ہے:
تَبَّتْ يَدَآ أَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ قرآن پاک نے بالخصوص ابولہب کے دونوں ہاتھوں کی تباہی کی تذکرہ کیا ہے تو تباہ شدہ ہاتھوں میں جہنم کی آگ میں رہ کر پانی کیسے مل سکتا ہے......؟ بیان کردہ ضعیف روایت قرآن پاک کے واضح مفہوم کے سراسر خلاف ہے۔ اور اسی طرح قرآن پاک کا اعلان اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] رسائل میلاد النبی (صلاح الدین سعیدی بریلوی):190

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

"اور ہم کافروں کے ہر عمل کی طرف بڑھیں گے جو انہوں نے کیا تھا اور پھر اس کو اڑتی ہوئی خاک بنا دیں گے۔"

یعنی کافر کو اس کے کیے ہوئے نیک عمل کی کوئی جزا نہیں ملے گی......! اہل میلاد حضرات کو ضعیف روایت کے مقابلے میں قرآن پاک کی واضح آیات نظر کیوں نہیں آتیں......؟

اُلّو سیدھا کرنے کے لیے قرآن کریم کی مقدس آیات کو چھوڑ دینا اور ضعیف و مردود روایات کو دلیل بنا لینا اہل ایمان کا شیوہ تو نہیں......!

یاد رکھو......! صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کی خوشی منانے والے اور آپ ﷺ کی بات کا حیا نہ کرنے والے 100 فیصد خسارے میں ہیں۔

جہاں تک قرآن پر اعراب کا معاملہ ہے تو وہ بدعتِ حسنہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ جب قراءت فرماتے تھے تو اعراب کے ساتھ ہی قراءت فرماتے تھے مثال کے طور پر جب آپ ﷺ (اَلْحَمْدُ) کہتے تھے تو دال پر پیش ہی پڑھتے تھے تو جو اعراب رسول اللہ ﷺ نے پڑھے ہیں تو وہ اعراب اگر الفاظ پر لگا دیئے جائیں تو اس سے دین میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

اور اسی طرح قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کرنا ہرگز ہرگز بدعت نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن پاک میں کسی آیت یا لفظ کا اضافہ نہیں کیا بلکہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر

پر نازل کیا من وعن بغیر کسی کمی بیشی کے لوگوں کی آسانی کے لیے دو جبلدوں کے درمیان جمع کر دیا اور یہ جمع کرنے والے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ خلفائے راشدین میں سے ہیں لہٰذا یہ عمل ہرگز ہرگز بدعتِ حسنہ نہیں ہے۔

بعض اہل بدعت بدعتِ حسنہ کے جواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پیش کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو اکٹھے نمازِ تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ ''یہ اچھا آغاز ہے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جملے کی آڑ میں اللہ کے دین میں اپنی طرف سے من پسند اضافے کرنا، حلوے کی پلیٹ اور کھیر کے لیے نئی نئی محفلیں سجانا اکثر احباب کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ ہم نہایت دیانتداری اور پوری امانتداری سے یہاں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا فرمان سے بدعتِ حسنہ کا ہرگز ہرگز کوئی جواز نہیں ملتا۔

①.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کو رسول اللہ ﷺ کی صریح حدیث کے مقابلے میں ہرگز ہرگز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جب آپ ﷺ نے ارشاد فرما دیا کہ ''کل بدعة ضلالة'' تو بات ختم ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں تمہیں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے اور تم آگے سے جواب دیتے ہو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یوں کہتے ہیں! مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش نہ نازل کر دی جائے۔ تم رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بات کرتے ہو۔

اور اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم سمیت تمام ائمہ کا یہی فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کے مقابلے میں کسی غیر کی بات کو پیش کرنے والا گمراہ ہے اور وہ ہلاکت کے گڑھے پر ہے۔

② ..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اس وقت تھا جب انہوں نے لوگوں کو اکٹھے نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے دیکھا

وَصَلَاةُ التَّرَاوِيحِ لَيْسَتْ بِبِدْعَةٍ بَلْ هِيَ عَيْنُ السُّنَّةِ

''اور نمازِ تراویح بدعت نہیں بلکہ یہ عین سنّت ہے۔''

کیا اہل بدعت اس بات کو نہیں جانتے کہ صحیح البخاری میں یہ واضح حدیث ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تین راتیں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قیام اللیل فرمایا اور اللہ تعالیٰ کو یہ قیام بہت زیادہ پسند آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دیا جائے اس لیے آپ نے اس پر ہمیشگی ترک فرما دی۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ جب دنیا سے تشریف لے گئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اب فرضیت والا معاملہ بھی ختم ہو چکا ہے تو انہوں نے لوگوں کو نمازِ تراویح پر جمع کر دیا جس کی مکمل کیفیت، ہیئت اور صورت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تو ایسے موقع پر کہے ہوئے جملے سے مروّجہ بدعتِ حسنہ ثابت کرنا قول عمر رضی اللہ عنہ کا خون کرنے کے برابر ہے۔

③ ..... یاد رہے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے مروّجہ بدعت حسنہ ہرگز ہرگز مراد نہیں۔ بلکہ لفظ '' اَلْبِدْعَةُ '' عربی لفظ ہے اور یہاں پر یہ اپنے لغوی معنی

میں استعمال ہوا ہے کہ لوگوں نے اچھا آغاز کیا ہے، یہ بے مثال اور شاندار انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اکٹھے مل کر قیام اللیل کرنا بہت زیادہ پسند ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

اور اس لغوی معنی کی وضاحت کرتے ہوئے اہل علم نے لکھا ہے:

إِنَّ الْبِدْعَةَ فِيْ قَوْلِ عُمَرَ قُصِدَ بِهَا الْمَعْنِيَ اللُّغْوِيُّ لَا الْمَعْنَى الشَّرْعِيُّ ①

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان میں جو لفظِ بدعت ہے بلاشبہ اس کا لغوی معنی مراد ہے شرعی معنی مراد نہیں ہے۔''

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں اہل بدعت قرآن وحدیث کے صریح دلائل کی روشنی میں اور کثیر آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہوتے ہوئے باطل استدلال سے باز نہیں آتے اور قوم کو اپنے ناجائز مفادات کے لیے گمراہ کرتے ہیں۔

عجب حیرانگی کی بات ہے کہ جب کسی طرف سے کوئی حوالہ اور کوئی دلیل نظر نہیں آتی تو اہل میلاد ثبوت کے طور پر عیسائیوں کو پیش کر دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے اگر عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کا دن منا سکتے ہیں تو کیا ہم امام الانبیاء ﷺ کا یوم ولادت نہیں منا سکتے......؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قابل قدر مسلمان بھائیو......! کس قدر جاہلانہ دلیل ہے، جو لوگ یہ بات کرتے ہیں کیا ان کو رسول اللہ ﷺ کے فرامین یاد نہیں رہتے کہ آپ ﷺ نے

---

① اللمع: 22

ہر موقع پر یہود ونصاریٰ کی مخالفت فرمائی ہے اور ہمیں بڑی تاکید سے اس بات کا حکم دیا ہے۔ خالفوا الیہود والنصاریٰ ''یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔'' ہم آج کی مجلس میں آنے والے مسلمان بھائیوں کے سامنے قرآن پاک کی چند آیات پیش کرتے ہیں۔ آپ امانتداری سے فیصلہ فرمائیں کیا ان واضح آیات کی موجودگی میں کسی بدعت حسنہ کی کوئی گنجائش رہتی ہے......؟

## بدعتِ حسنہ کے رد پر بعض واضح قرآنی آیات:

الہ العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ [1]

''اور جس شخص پر الہدیٰ یعنی ہدایت کی حقیقی راہ کھل جائے اور اس پر بھی وہ اللہ کے رسول سے مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ پر چلنے لگے تو ہم اسے اسی طرف کو لے جائیں گے جس طرف جانا اس نے پسند کرلیا ہے۔ اور اسے دوزخ پہنچادیں گے اور جس کے پہنچنے کی جگہ دوزخ ہوئی تو یہ پہنچنے کی کیا ہی بری جگہ ہے۔''

☆......اللہ تعالیٰ کی ہدایت قرآن وحدیث کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ ہے

[1] النساء:115

اس پوری ہدایت میں 12 ربیع الاوّل کو جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا ثابت نہیں ہے اور 12 ربیع الاوّل کو جس مروّجہ انداز میں آج کل جشن منایا جاتا ہے یہ کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ، عامر بن واثلہ بن عبداللہ لیثی وفات 110 ہجری تک اور آخری تابعی خلف بن خلیفہ اشجعی وفات 181 ہجری تک اور صغار تبع تابعین میں سے امام عبدالرزاق صنانی وفات 211 ہجری تک کسی نے نہیں منایا۔ جیسا کہ بریلوی مکتبہ فکر کے کبار علمائے کرام خود اقرار کرتے ہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اس سب کے باوجود اہل بدعت حضرات اپنی عوام کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں......؟

ایمانداری سے سوچیں اور غور فرمائیں......!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (1)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔"

☆...... یہ آیت اس مسئلے پر بالکل واضح ہے کہ اجر صرف اسی نیکی کا ملے گا جو نیکی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے کی گئی ہوگی۔ اور جو نیکیاں محض اپنے جذبات کی بنیاد پر ہوں گی بظاہر وہ جس قدر بھلی نظر کیوں نہ آئیں وہ برباد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

(1) سورۃ محمد:33

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ [1]

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔''

☆ ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانے کا حکم دیا ہے نہ ہی پورے قرآن میں کہیں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسی طرح ہزاروں احادیث کتبِ احادیث میں موجود اور محفوظ ہیں کسی حدیث میں آپ کو نہیں ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا میلاد منانے کا حکم دیا ہو یا اس سلسلے میں کسی قسم کی کوئی رہنمائی کی ہو۔ اب جشن عید میلاد النبی ﷺ کے نام پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنا نہیں تو اور کیا ہے......؟

خدا کی قسم! مارے شرم کے گردن جھک جاتی ہے کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے ثبوت پر حدیث یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ولادت والے دن کا روزہ رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کے بندو......!

آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے آپ بھی ہر سوموار کو روزہ رکھا کریں یہ بڑی عظمت اور خوشی کی بات ہے اس پر آپ کو اجر بھی ملے گا اور اس پر آپ سے اللہ تعالیٰ پیار بھی کرے گا۔ لیکن اگر اس حدیث سے آپ 12 ربیع الاوّل کا جلوس ثابت کریں، چراغاں اور جھنڈیاں ثابت کریں، گنبدِ خضریٰ اور مسجدِ نبوی کے

---

[1] سورۂ حجرات:1

ماڈل بنانے کا جواز ثابت کریں، گلیوں بازاروں کے سجانے پر کروڑوں روپے ضائع کر دیں اور جواز کے طور پر یہ حدیث پیش کریں تو اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے......؟ اعاذنا اللہ من ذلک۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ [1]

''مسلمانوں اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں حکم اور اختیار رکھتے ہیں پھر ایسا ہو کہ کسی معاملے میں باہم جھگڑ پڑو تو اللہ اور اسکے رسول کی طرف رجوع کرو اور جو کچھ وہاں سے فیصلہ ملے اور اس کو تسلیم کر لو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تمہارے لیے راہِ عمل یہی ہے اسی میں تمہارے لیے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے۔''

☆ ......مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں اہل بدعت سے ہمارا اختلاف ہے۔ اللہ کے قرآن کے مطابق ہم یہ کیس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں تاکہ ہم کو یہ رہنمائی مل سکے کہ 12 ربیع الاوّل کا دن کس طریقے سے منانا چاہیے۔ جب ہم یہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں

---

[1] النساء:59

پیش کرتے ہیں تو ہم کو واضح یہ جواب ملتا ہے کہ مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا میلاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے منایا نہ تابعین نے منایا اور نہ ہی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے۔ بلکہ نبوی عدالت تو یہی فیصلہ جاری کرتی ہے کہ اپنے رسول ﷺ کی سنّت کو لازم پکڑو، ہر قسم کی بدعت سے بچ جاؤ کیونکہ وہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔

## بدعتِ حسنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک سلیم الفطرت اور مخلص مسلمان کے دل میں یہ بات ضرور آتی ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کروں۔ لیکن اگر وہ نیکی کی کثرت میں رسول اللہ ﷺ کی سنّت اور آپ ﷺ کے طریقے سے ہٹ جاتا ہے تو پھر اس کو فوراً شیطان شکار کر لیتا ہے، اس کی نیکی، نیکی نہیں رہتی بلکہ اس کے لیے وبالِ جان اور ذریعہ عذاب بن جاتی ہے۔

آپ ﷺ کے دور میں بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی طرف سے نئے کام کا عزم اور آغاز کیا چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنّت اور اجازت کے مطابق نہیں تھا آپ ﷺ نے فوراً سختی سے منع فرما دیا۔

اس سلسلے میں تین روایات ہمیشہ ذہن میں رکھیں پھر آپ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ آ جائے گی کہ بدعتِ حسنہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں چل سکی؛

بعد میں کیسے چل سکے گی۔

❶ ...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے سوال کیا۔ آخر میں ایک شخص کہنے لگا: میں تو ہمیشہ ساری رات قیام کرتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور تیسرے نے کہا: میں کبھی عورتوں سے شادی نہیں کروں گا۔

احبابِ گرامی قدر......!

امانتداری سے بتائیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی اچھا کام ہوسکتا ہے......؟

کیا کوئی بدعتِ حسنہ اس سے بڑھ کر بھی حسنہ ہوسکتی ہے......؟

جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی باتوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! اپنی مرضی سے یہ بدعتِ حسنہ شروع نہ کرنا ورنہ تمہارا میرے ساتھ اور میری امت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ①

❷ ......خاص جمعے والے دن کا روزہ رکھنا بظاہر بہت بڑا نیک عمل ہے اور امّ المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے اس کو بہت بڑی نیکی سمجھ کر اس دن کا روزہ رکھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے جمعرات کا روزہ رکھا ہے......؟ کیا ہفتے والے دن روزہ رکھنے کا ارادہ ہے......؟ جواب میں امّ المومنین رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: نہیں! اے اللہ کے رسول!

---

① صحیح البخاری:5063، صحیح مسلم:1401

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے روزے کو کھول دے، خاص جمعے والے دن کا روزہ رکھنے کی اجازت نہیں!

احبابِ گرامی قدر بتائیں......! کیا جمعے والے دن کو روزہ رکھنا اچھی بدعت نہیں......؟ کیا ام المومنین رضی اللہ عنہا کے جذبے اور جمعے والے دن کی عظمت میں کوئی شک وشبہ ہے......؟ لیکن اس سب کچھ کے باوجود معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنّت کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کوئی بدعتِ حسنہ کرنے کی ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی اجازت نہیں تو چودھویں صدی کے مولوی کو اجازت کیسے دی جا سکتی ہے!

......ایک صحابیٔ رسول نے نہایت پاکیزہ جذبات کی وجہ سے عید الاضحیٰ کی قربانی نمازِ عید الاضحیٰ سے پہلے کر دی۔ نیت یہ تھی کہ غرباء مساکین کو بروقت گوشت مہیا ہو جائے گا اور وہ بروقت اپنے کھانے پینے کا اہتمام کر لیں گے۔ بظاہر نیت تو بہت اچھی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ ''تیری یہ بکری گوشت کی بکری ہے قربانی کی بکری نہیں۔ اس کی جگہ پر دوسری بکری کو ذبح کر......! اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت اور رسول اللہ ﷺ کی سنّت سے ہٹ کر جو کوئی بھی نیک عمل کیا جائے اور جس قدر پاکیزہ نیت کے ساتھ کیا جائے اس کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی اہمیت وحیثیت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنّت کی اہمیت اور عظمت اس قدر بلند ہے کہ اس کے مقابلے میں بدعتِ حسنہ کی کوئی حیثیت نہیں......!

## اللہ کا دین مکمل ہے:

مروّجہ جشن کے اوّل موجد رافضی العقیدہ کٹر شیعہ فاطمی امراء تھے جو میلادِ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ میلادِ علی، میلادِ فاطمہ اور میلاد حسن وحسین علیہم السلام منایا کرتے تھے اور یہ لوگ چوتھی صدی ہجری کے ہیں اور پھر اسی میلاد کو سرکاری طور پر ساتویں صدی ہجری میں اربل کے حکمران ظفر الدین نے منایا تھا اور اس نے آلاتِ لعب ولہو کے ساتھ ساتھ اسراف وتبذیر کی حد کر دی۔ اور اس بادشاہ کو اس میلاد کے موضوع پر کتاب لکھ کر دینے والا درباری مولوی ابن دحیہ کلبی تھا اور عجب لطف کی بات ہے کہ میلاد پر لکھے جانے والی پہلی کتاب میں ابن دحیہ نے آپ ﷺ کی ولادت با سعادت 8 ربیع الاوّل قرار دی ہے۔ بہر صورت تمام تفصیلات کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ موجودہ حالات میں جس انداز سے برصغیر پاک وہند میں مروّجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا جاتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اللہ العالمین فرماتے ہیں:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [1]

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمہارے لیے پسند کر لیا ہے۔“

---

[1] المائدہ:3

اس آیت کی تفسیر میں علم وعمل اور روحانیت کے عظیم پیکر حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ کے خلاف تیسری بڑی بغاوت بدعتِ حسنہ ہے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں اگر ایک نیک کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں ہوا اب اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے خلاف اس سے بڑی بغاوت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو یہ اعلان کیا تھا کہ آج دین مکمل ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ کے اس اعلان کو پاؤں تلے روند دیا گیا ہے۔ بدعت کو نیک کام کہنے والوں کے اس نظریے کی رُو سے رسول اللہ ﷺ پر یہ اعتراض آتا ہے کہ نعوذ باللہ! آپ ﷺ نے جھوٹ بولا کہ دین مکمل نہیں ہوا تھا، قبل از وقت ہی دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا۔ لوگوں کو اس میں برائی نظر نہیں آتی، حالانکہ یہ بات بھی انکارِ نبوت کے برابر ہے کہ نبی ﷺ کے بعد بھی ہمیں کئی اچھی باتیں مل گئی ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا اس بارے میں واضح حکم ہے کہ بدعت گمراہی ہے اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہے کوئی نماز اور روزہ اس وقت تک نیکی نہیں جب تک اس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر نہ لگی ہو، ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔‘‘[1]

---

(1) عشق رسول کے تقاضے: 14

اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات پر دھمکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝ ①

''اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو وہ اس سے کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت کے دن اس کی جگہ خسارہ پانے والے لوگوں میں سے ہوگی۔''

دین اسلام کی وسعت اور جامعیت کا عالم یہ ہے کہ ہمیں قضائے حاجت تک کے آداب بھی بتا دیئے گئے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دین کے مطابق اپنے ناک کو صاف کرنے والا اللہ کے ہاں وہ مقام و مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو بدعتی حضرات کو دن رات کی عبادت سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔

غالباً ایک دفعہ کسی یہودی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کہا:

قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ

''تحقیق تمہیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز سکھا دی حتی کہ قضائے حاجت کے آداب بھی۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اَجَلْ! کیوں نہیں بالکل ایسے ہی ہے۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے تو ہمیں ہر معاملے میں مکمل رہنمائی عطا فرمائی ہے۔ ②

---

① آل عمران:85

② صحیح مسلم:606

صحیح البخاری کتاب الوضوء کی آخری حدیث بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو دین میں نبی کی جگہ رسول کہنے کی اجازت نہیں تو کسی مولوی صاحب کو نت نئے طور طریقے دین میں شامل کرنے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے......؟

امام سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيْثًا فَلَا تَزِيْدَنَّ عَلَيْهِ [1]

''جب میں تم کو کوئی بات بیان کروں تو اس میں ہرگز کوئی زیادتی نہ کیا کرو۔

ان صحیح احادیث کی روشنی میں کسی مسلمان کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ وہ کلمہ پڑھنے کے بعد دین اسلام میں اضافے کرے اور مسلمانوں میں بدعات کو فروغ دے۔ ہم بحیثیت مسلمان اہل بدعت سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ثابت شدہ پورے کے پورے دین پر کیا عمل ہو چکا ہے......؟ کہ امت کو بدعات حسنہ کی ضرورت پڑ گئی ہے......؟

یاد رہے......!

بدعتی آپ ﷺ کے حقوق کا غاصب ہے کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع کرنا اور آپ ﷺ کے دین کی نصرت کرنا ہم سب پر فرض ہے۔

---

[1] مسند احمد: 20126

## ولادت باسعادت کی تو تاریخ ہی متعین نہیں:

12 ربیع الاوّل نہ عید ہے نہ ہی آپ ﷺ کے جشن منانے کا دن ہے، کیونکہ ہم کسی دن کو اپنی طرف سے عید نہیں کہہ سکتے، ہم تو قرآن وحدیث کے پابند ہیں، آج کل کئی اہل بدعت لیلۃ المیلاد کو لیلۃ القدر سے ہزاروں گنا افضل سمجھتے ہیں یہ بھی ان کی خود ساختہ عقیدت ہے قرآن وحدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت کی تاریخ کا حتمی علم کسی کے پاس نہیں! اگر جشن میلاد منانے کا معاملہ جزو ایمان یا واجب ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن کی کسی آیت کے ٹکڑے میں یا' رسول اللہ ﷺ اپنے فرامین کے کسی حصے میں اس کی تعیین ضرور فرماتے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے حوالے سے کبار اہل علم کی بہت زیادہ رائے ہیں جن میں سے پانچ کا تذکرہ کرتا ہوں:

1...... 12 ربیع الاوّل' یہ رائے اکثریت کی ہے۔

2...... 8 ربیع الاوّل' یہ رائے بعض ماہرین کی ہے۔

3...... 2 ربیع الاوّل' یہ رائے بھی کچھ ثقہ مؤرخین کی ہے۔

4...... 9 ربیع الاوّل' بالخصوص متاخرین مؤرخین اور سیرت نگاروں کی کثیر تعداد اسی کی قائل ہے۔ اور مصنفِ کتبِ کثیرہ آزاد فکر مذہبی سکالر پرویز صاحب کی بھی ''معراجِ انسانیت'' میں یہی رائے ہے۔

5...... 17 ربیع الاوّل' یہ رائے اہل تشیّع کی ہے اور اس پر علامہ قمی صاحب نے ''منتہی الاعمال'' میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

اسی طرح عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ شیخ بغداد ہیں تمام اہل حدیث آپ کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبے کے قائل ہیں اور اہل بدعت آپ کو غوث الاعظم کہتے ہیں اور ان کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے نہ توحید کا پاس رکھتے ہیں اور نہ ہی رسالت کی عظمت کا کچھ خیال...... انہوں نے اپنی مایہ ناز کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت 10 محرم تحریر فرمائی ہے۔①

---

① یاد رہے! آج کل بعض بریلوی علماء غنیۃ الطالبین کو امام جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ان کے کئی ایک خودساختہ عقائد اور من گھڑت فقہی مسائل اس کی زد میں ہیں لیکن یاد رہے! غنیۃ الطالبین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ مؤرخ اسلام امام ذہبی رحمہ اللہ اور امام اہل سنت امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اس کو جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہی قرار دیتے ہیں۔ کتاب العلو:193، الذیل علی طبقات الحنابلہ:1/296۔

اور یاد رہے اکابر علمائے بریلویہ نے بھی ''غنیۃ الطالبین'' کو امام جیلانی رحمہ اللہ کی ہی تصنیف قرار دیا ہے۔ چند قیمتی اور تحقیقی حوالہ جات پیش خدمت ہے۔①..... علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے غنیۃ الطالبین مترجم صدیق ہزاروی کی تقدیم میں دوسرے نمبر پر شیخ عبدالقادر کی تصنیف شمار کی ہے۔②..... بریلوی جماعت کے ترجمان رسالہ ''رضائے مصطفےٰ ﷺ'' کے شمارے میں موجود ہے غنیۃ الطالبین شریعت وطریقت کے مسائل پر حضرت غوث پاک رحمہ اللہ کی عظیم تصنیف ہے۔③..... حضرت ابوداؤد صادق بریلوی نے کئی مقامات پر غنیۃ الطالبین کو شیخ عبدالقادر کی کتاب مانا ہے۔ (خطرے کی گھنٹی:63-61-56) حضرت اطہر نعیمی بریلوی نے بھی غنیۃ الطالبین کو شیخ عبدالقادر کی کتاب تسلیم کر رکھا ہے۔ (قلائد الجواہر:29) بریلوی مناظر مولوی عمر اچھروی نے ''مقیاس الحنفیت'' میں کئی مقامات پر بطورِ استدلال حوالے درج کیے بلکہ از قلم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے تحت کئی حوالے نقل کیے ہیں۔ (''مقیاس الحنفیت'' کے آخری صفحات) مفتی نظام الدین بریلوی انوار شریعت میں غنیۃ الطالبین کا استدلالاً حوالہ دے رکھا۔ (مجموع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت:499)

سوال یہ ہے کہ کائنات کے ذرّے ذرّے کو جاننے والے بریلویت کے غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ ﷺ کی تاریخ ولادت کا صحیح علم کیوں نہ ہوسکا......؟ اور اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کشف کی حالت میں دو مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح البخاری کا درس لیا ہے۔ اوران کی خصائص کبریٰ کا بہت زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے۔ امام موصوف نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت یکم رمضان تحریر فرمائی ہے۔

مروّجہ جشن منانے والوں سے بصد ادب ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کے میلاد کا دن عید کا دن ہے......تو تاریخ مقرر کیوں نہیں......؟ امت میں اس قدر شدید اختلاف کیوں ہے......؟ عیدالفطر یکم شوال کو ہوگی سب کا اتفاق ہے، عیدالاضحیٰ کو دس ذوالحجہ کو ہوگی پوری امت کا اجماع ہے۔

اگر یہ جشن عید میلاد النبی ﷺ مندرجہ بالا دونوں عیدوں سے اعلیٰ وافضل ہے تو اس کی تاریخ کی تعیین میں اس قدر اختلاف کیوں ہے......؟ اور اس کے مقابلے میں یہ بات بھی 100 فیصد مسلمہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات مبارک 12 ربیع الاوّل کو ہوئی ہے۔ یہاں پر حوالوں کی بجائے ہم بریلویت مکتبہ فکر کے اعلیٰ حضرت صاحب کا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ جن کے بارے میں علمائے بریلویہ نے لکھا ہے کہ ان کے قلم سے خطا نہیں ہوسکتی۔ وہ فرماتے ہیں:

”وفات شریف قول مشہور ومعتمد جمہور دوازدہم (۱۲) ربیع الاوّل شریف ہے۔“ ①

---

① رسائل میلاد مصطفےٰ (رسالہ نطق الہلال۔ از اعلیٰ حضرت) :435، ملفوظات:198/2

اس سلسلے میں میٹھا میٹھا مدینہ کہنے والے حضرات سے ہم گزارش کریں گے کہ وہ سیرت کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ 12 ربیع الاوّل کو اہل مدینہ اور مدینہ طیبہ کی کیا حالت تھی......؟ کیا ہر طرف آنسو اور ہر طرف اندھیرا نہیں تھا......؟

اہل میلاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی 12 ربیع الاوّل والے دن کی کیفیت اور اپنا جشن سامنے رکھ کر غور فرمائیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ

## جلوسِ میلاد کے متعلق اہل بدعت کی رائے:

آپ جشن میلاد کے موضوع پر شائع ہونے والی تمام کتب ورسائل کا مطالعہ فرمالیں آپ پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ مروجہ جشن عید میلاد النبی کا نام لے کر جس طرح حدود اللہ کو پامال کیا جاتا ہے اور شرم وحیا کی حدود کو پھلانگا جاتا ہے اس پر تمام اہل میلاد کے اکابر علماء سخت پریشان ہیں۔ ظاہر ہے کہ بدعات کے فروغ پر اطمینان اور خیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ جشن میلاد کے نام پر برصغیر پاک وہند میں جو طوفان بدتمیزی برپا ہے اس کی ایک جھلک اکابرین اہل میلاد کی زبانی سماعت فرمائیں:

ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری صاحب اپنی کتاب ''میلاد النبی ﷺ'' کے آخر میں اس دکھ کا اظہار کرتے ہیں کہ مروّجہ جشن میلاد میں ہمارے میلادیوں کا کردار بہت زیادہ اصلاح طلب ہے کیونکہ جلوس میں ڈھول، ڈھمکے، فحش فلمی گانوں کی ریکارڈنگ نوجوانوں کے رقص وسرور اور اختلاط مردوزن جیسے حرام اور ناجائز امور بے حجابانہ سرانجام دیے جاتے ہیں جو کہ انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے اور

ادب و تعظیم رسول ﷺ کے سراسر منافی ہے۔ ①

بریلوی مکتبہ فکر کے بہت بڑے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی کراچی والے بدعتِ میلاد کے حوالے سے اپنے دکھ کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ سے فرماتے ہیں:

''بعض شہروں میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں، بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور شرکاء مجلس جلوس پر پھول پھینکتی ہیں۔ اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں، جلوس میں مختلف گاڑیوں میں فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی ﷺ کے تقدس پر بدنما داغ ہیں اگر ان کی اصلاح نہ ہو سکے تو اس کو فوراً بند کر دینا چاہیے کیونکہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔'' ②

شرک و بدعت کو قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کرنے والے، اہل بدعت کے سپہ سالار مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی لکھتے ہیں:

''میں نے خود کراچی میں دیکھا ہے کہ بعض جگہ باجے پر نعت پڑھتے

---

① میلاد النبی ﷺ: 783

② شرح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی) :170/3

ہیں اور اس کو میلاد شریف کہتے ہیں۔" ①

مندرجہ بالا تمام دلائل نے ثابت کر دیا کہ جب امت رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے ہٹے گی تو پھر ہر طرح کی گمراہی ان کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

ہم سب کی نجات کا اور ہمارے تمام اختلاف کے حل کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سنّت اور آپ ﷺ کے طریقے پر اکٹھے ہو جائیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

"اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو! اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

مزید ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ ②

"اور جس شخص پر الہدیٰ یعنی ہدایت کی حقیقی راہ کھل جائے اور اس پر بھی وہ اللہ کے رسول سے مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر

---

① جاء الحق:248

② النساء:115

دوسری راہ پر چلنے لگے تو ہم اسے اسی طرف کو لے جائیں گے جس طرف جانا اس نے پسند کرلیا ہے۔ اور اسے دوزخ پہنچادیں گے اور جس کے پہنچنے کی جگہ دوزخ ہوئی تو یہ پہنچنے کی کیا ہی بری جگہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کو اسوہ رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنّت کا پیروکار بنائے اور مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ والا مشن نصیب فرمائے۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

هذا ما كان عندی

واللہ تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ

# بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ

## اور ہمارے اسلاف

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○[1]

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم اور عمران کے گھرانوں کو پوری دنیا سے چن لیا ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پیدا ہونے والی ایک نسل ہے۔ اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

[1] آل عمران: 33-34

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذاتِ بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدُ ناوسید الاوّلین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنافی الدنیا وامامنافی الاخرۃ وامامنافی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمایا ہے اور بعض انسانوں کو بعض پر اللہ تعالیٰ نے ہی فضیلت عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کی منتخب، چنیدہ اور برگزیدہ شخصیات میں آل ابراہیم علیہ السلام کو خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے اور بنو ہاشم میں سے کلمہ پڑھنے والے تمام خوش نصیب حضرات اس مقام ومرتبے اور فضیلت پر فائز ہیں۔

آج میں آپ کے سامنے آل ابراہیم علیہ السلام، آل بنو ہاشم، آل علی رضی اللہ عنہم اور اولادِ نبی رضی اللہ عنہم میں سے ایک ایسے عظیم شہزادے کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں بہت ہی بلند وبالا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ جن کی والدہ شاہانِ فارس میں ہونے والے آخری بادشاہ کی بیٹی، شہزادی ہے، جن کے چچا اور والد جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں، جن کے دادا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور جن کی دادی سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں اور جن کے پڑنانا امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

سامعین کرام......!

کیا کہنے ایسی بلند و بالا اور عظیم ہستی کے، کہ جن کے حسب و نسب اور مقام و مرتبے کو اب شاید ہی کوئی دوسرا پہنچ سکے۔ آپ کا نامِ نامی اسم گرامی علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم ہے۔ جنتی جوانوں کے سردار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے 38 ھجری میں ایک خوبصورت بیٹا عطا فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا نام اپنے والد گرامی امیر المومنین، خلیفۂ چہارم رضی اللہ عنہ کے نام پر علی ہی رکھ دیا۔ چونکہ علی کا معنی بلندی ہے اللہ تعالیٰ نے آلِ علی رضی اللہ عنہ کے اس ستارے کو بھی بہت بلندی عطا فرمائی۔

آج میں اِنہیں کا ذکرِ خیر قدرے تفصیل سے کرنا چاہتا ہوں تاکہ اہل دنیا پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم لوگ جس طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور دیگر اولیائے کرام کے قدردان ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہم آلِ رسول، اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ علی رضی اللہ عنہ کے بھی عقیدت منداور حُب دار ہیں۔ اور ان پاکیزہ شخصیات کے ذِکرِ خیر کو ہم اپنے لیے باعثِ سعادت، موجبِ رحمت اور ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں۔

## بیمارِ کربلا کا بچپن اور جوانی:

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نہایت صالح مزاج تھے، ظاہر ہے جس کی رگوں میں حسین و علی اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم کا خون ہوگا اس کی پاکیزگی اور طہارت کا کیا عالم ہوگا......؟

سن 61 ھجری میں جب میدانِ کربلا میں جنتی جوانوں کے سردار اور آپ

کے والدِ گرامیٔ قدر سمیت آلِ علی اور اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت میدانِ کربلا میں موجود تھے لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے آپ خیمے میں رہے۔ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ''الکامل فی التاریخ'' میں لکھا ہے: وَکَانَ مَرِیضًا ''میدانِ کربلا میں آپ بیمار تھے'' اور اسی طرح مؤرخِ اسلام حضرت امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَکَانَ یَوْمَئِذٍ مَوْعُوْکًا فَلَمْ یُقَاتِلْ

''آپ اس دن بیمار تھے، لڑائی میں شریک نہیں تھے۔''

اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''بیمارِ کربلا'' کہا جاتا ہے۔

حضراتِ ذی وقار......! یہاں میں رُک کر ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ واقعہ کربلا کے بعد تقریباً 35 سال زندہ رہے اور آپ کی زندگی میں محرم الحرام کا مہینہ کم وبیش 35 مرتبہ آیا، کیا جس طرح آج ہمارے ملک میں بعض لوگ ماہِ محرم میں آلِ علی کا نام لے کر ماتم وغیرہ کرتے ہیں کیا یہ سارے کام بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی 35 سالہ زندگی میں کیے تھے......؟

یکم محرم سے لے کر 10 محرم کے ماتمی جلوس تک آلِ علی کے نام پر ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی ثبوت بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے......؟

گھوڑا نکالنا...... حسین رضی اللہ عنہ کا منگتا بننا...... نامِ حسین رضی اللہ عنہ کی نیاز دینا...... اور اس طرح کے دیگر محبّت اور غم کے انداز جو اہل روافض نے اپنا رکھے ہیں کیا ان

چیزوں کا ثبوت بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر گیارہویں امام تک کسی ایک سے بھی ملتا ہے......؟

الحمدللہ! بحار الانوار، کشف الغمہ، مراءۃ العقول اور منتہی الآمال سمیت روافض کی کئی ایک کتب میری ذاتی لائبریری میں موجود، میرے مطالعے میں ہیں، میں یہ بات پورے وثوق اور رسوخ سے کہہ سکتا ہوں کہ آج کل محرم الحرام میں آل علی رضی اللہ عنہم کے نام پر جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ بدعات ہیں ان کا بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق ہونا تو در کنار، روافض کی اہم بنیادی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو حق سن سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے ہاں مقام و مرتبہ:

ہمارے ہاں ایسے پاکباز اور عبادت گزار لوگوں کا تذکرہ کیوں نہ ہو جن کا تذکرہ رب العالمین نے قرآن میں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ [1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور ابراہیم اور عمران کے گھرانوں کو پوری دنیا سے چن لیا ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پیدا

---

[1] آل عمران: 33-34

ہونے والی ایک نسل ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

یہاں یہ بات یاد رہے کہ آلِ ابراہیم علیہ السلام میں حضرت علی، حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہم، حضرت بیمارِ کربلا، حضرت باقر، حضرت جعفر صادق اور حضرت نقی و تقی رحمۃ اللہ علیہم سمیت وہ تمام بزرگانِ اہل بیت شامل ہیں جن کی آلِ علی اور اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے۔

ایک اصلی اور نسلی "سیّد" میں جو خصائص، خصائل اور صفات ہونی چاہئیں وہ ساری کی ساری بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ میں موجود تھیں۔ مجھے اپنے اسلاف کی بنیادی اہم تاریخی کتب دیکھنے کا موقع ملا ہے، قسم بخدا......! جب میرے اسلاف بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر شروع کرتے ہیں تو ان کا قلم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے جھوم جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری کے آخر میں فوت ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت نگاری کا سلسلہ تیسری صدی ہجری سے ہی شروع ہو گیا۔

تیسری صدی ہجری کے کبار ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے

☆......امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں......

☆......امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الطبقات الکبریٰ" میں......

☆......امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تاریخ الامم والملوک" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہایت خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ اسی طرح چھٹی صدی ہجری سے لے کر آٹھویں صدی تک کے مشہور مؤرخین میں سے

☆......امام ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب "حلیۃ الاولیاء" میں......

☆......امام ابن اثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الکامل فی التاریخ'' میں......

☆......امام ابن عساکر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''تاریخ دمشق'' میں......

☆......امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی تمام تاریخی کتب سمیت بالخصوص ''سیر اعلام النبلاء'' میں......

☆......امام ابن حجر رحمہ اللہ ''تہذیب التہذیب'' میں......

☆...... امام ابن کثیر رحمہ اللہ ''البدایہ والنہایہ'' میں بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر نہایت تفصیل اور بڑے ہی شاندار انداز اور الفاظ سے کرتے ہیں۔

اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے جس جلیل القدر امام نے بھی تاریخ کے عنوان پر لب کشائی فرمائی ہے وہ حضرت علی بن حسین بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے بغیر نہیں رہ سکے۔

خدا کی قسم......! جن پاکیزہ اور مقدس الفاظ سے بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کو ہمارے اسلاف نے یاد کیا ہے آج بھی ان الفاظ کو دیکھ کر رشک آتا ہے اور طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے، ضیافتِ طبع کے لیے اپنے اسلاف کے چند تاثرات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ آپ رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ:

السَّيِّدُ الْإِمَامُ ، زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ ، سَيِّدُ الْعَابِدِيْنَ ، مَنَارَةُ الْقَانِتِيْنَ ، جَوَّادًا حَفِيًّا

''سردار، امام، عبادت گزاروں کی زینت، عبادت گزاروں کے سردار، فرمانبرداروں کے لیے روشنی کا مینار، نہایت سخی اور لطیف وشفیق

شخصیت کے مالک تھے۔"

## آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت اور لقب:

بیمارِ کربلا مدینہ شریف میں پیدا ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ من مؤالید المدینہ ہیں یعنی جن ننھے منھے شہزادوں کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے آپ بھی انہیں میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی رحمۃ اللہ علیہ تھا، کنیت ابوالحسن اور ابومحمد تھی اور ایک روایت کے مطابق آپ کی کنیت ابوبکر تھی اور آپ کی اس کنیت کا تذکرہ ملا باقر مجلسی رافضی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" ① اور علامہ اربلی رافضی نے اپنی کتاب "کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ" ② میں بھی کیا ہے۔

بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبکر بھی تھی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عقیدت، محبت اور مودّت اس قدر والہانہ تھی کہ آپ کو ابوبکر کی کنیت سے بھی پکارا جاتا تھا۔ جو لوگ آل علی رضی اللہ عنہم کا ذکر کرتے ہوئے یہ تصور دینا چاہتے ہیں کہ خانوادۂ حسین رضی اللہ عنہ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے نفرت تھی وہ حق کو چھپاتے ہوئے جھوٹ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ چونکہ بہت زیادہ صالح مزاج اور عبادت گزار تھے، آپ کو کئی ایک اعلیٰ القاب سے کتبِ تاریخ میں یاد کیا جاتا ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے زیادہ مشہور لقب "زین العابدین" ہے، یعنی عبادت گزاروں کی خوبصورتی، عبادت

---

① مترجم جلد 6 صفحہ 10، طبع محفوظ بک ایجنسی کراچی

② جلد 2 صفحہ 616، ناشر مکتبۃ الحیدریہ

گزاروں کی زینت، عبادت گزاروں کے ماتھے کا جھومر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر تقویٰ و طہارت اور للٰہیت کے پیکر تھے کہ اہل اسلام نے آپ کا نام ہی ''زین العابدین'' رکھ دیا اور اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ہمارے اسلاف نے لکھا ہے:

وَكَانَ يُسَمّٰى زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ

''بہت زیادہ عبادت کی وجہ سے آپ کا نام زین العابدین رکھ دیا گیا۔''

میرے سامعین کرام......!

یہاں میں رُک کر ایک بڑی اہم بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہی ہے کہ زندگی بھر اپنے کردار کا خیال رکھا کرو، اپنے چال چلن اور رہن سہن میں حسن پیدا کیا کرو تا کہ آپ کے مرنے کے بعد لوگ آپ کو اعلیٰ القاب کے ساتھ یاد کریں۔ میری طرح آپ بھی سنتے رہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کے مرنے کے بعد لوگ یہی کہتے ہیں کہ: چھوڑ و یار......! بڑا بدزبان آدمی تھا ، چھوڑ و یار......! بڑا بے دین اور بے نماز تھا......! لیکن کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ دنیا سے جاتے ہیں تو کوئی انہیں تہجد گزار کہتا ہے، کوئی انہیں غریبوں کا غم خوار کہتا ہے اور کوئی ان کی طہارت، عبادت اور پاکیزگی کی گواہی دیتا ہے......

یاد رکھو......! یہی زندگی کا اصل سرمایہ ہے۔ نیک لوگوں کی گواہی کا بہت اثر ہوتا ہے، دعا کیا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی نیک یادیں چھوڑ کر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ہمارے نزدیک بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کبار تابعین کرام رحمہم اللہ میں ہوتا ہے

آپ اللہ تعالیٰ کے نہایت چنیدہ اور برگزیدہ بندے تھے۔ اور ہم آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے یہی جملہ کہنا چاہتے ہیں کہ

زین العابدین رحمہ اللہ وَلِيُّ رَبِّ الْعالمین ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ولی ہونا یہ بہت بڑے اعزاز اور شان کی بات ہے۔ ہم چونکہ آلِ علی رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ماتم نہیں کرتے، ہم نے کبھی خونِ حسین کا نام لے کر تجارت نہیں کی تو شاید یار لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہو کہ ہم کو اولادِ نبی اور اولادِ علی رضی اللہ عنہم سے محبت ہی نہیں......؟

یاد رکھو......! یار لوگوں کا یہ خیال 100 فیصد غلط ہے، آلِ علی اور اولادِ نبی رضی اللہ عنہم ہماری جند جان اور ایمان ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم ان کا نام لے کر شرک کرتے ہیں، نہ ہی ان کے نام کی آڑ میں بدعات کو فروغ دیتے ہیں، بلکہ ہمارے ہاں ان کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو آج سے کئی صدیاں قبل اسلام نے انہیں دے رکھا ہے۔

## احادیث میں آپ کے اساتذہ اور شاگرد:

آپ رحمہ اللہ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، ان میں سے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ، حضرت امّ سلمہ، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن سمیت حضرت ابوہریرہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کا تذکرہ تقریباً تمام مؤرخین نے کیا ہے اور اسی طرح آپ رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے آپ کے شاگردوں میں حضرت

امام زہری، حضرت امام طاؤس اور حضرت امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہم سرفہرست ہیں۔ ①

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کم و بیش اپنی زندگی کی 57 بہاریں دیکھیں لیکن سفرِ آخرت تک اپنے شب و روز اور لیل و نہار کو کس قدر پاکیزگی سے بسر کیا، میں آپ کے سامنے چند جھلکیں ضرور بیان کرنا چاہتا ہوں۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کی نماز:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے تمام مورخینِ اسلام نے لکھا ہے کہ آپ صرف فرائض ہی کے پابند نہیں تھے بلکہ شب زندہ دار، تہجد گزار اور بہت بڑے عبادت گزار تھے۔ دیکھنے والوں نے آپ کو زیادہ تر نوافل ہی میں دیکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے کٹ کر بڑے ہی خشوع و خضوع اور اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوا کرتے تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری جوانی پوری پابندی سے نمازِ تہجد پڑھی، تہجد کے معاملے میں ایک رات بھی غفلت نہیں کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شوق و ذوق اور اہتمامِ تہجد کا انداز یہ تھا کہ رات کو کسی برتن میں پانی ڈال کر رکھ دیتے فَإِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بَدَءَ بِالسَّوَاكِ ”جب رات کے آخری پہر میں بیدار ہوتے تو سب سے پہلے اچھی طرح مسواک کیا کرتے“ پھر وضو بنانے کے بعد خوشبو لگاتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خوشبو کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ تھا، تہجد کے علاوہ بھی جب نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے تو ہر سو خوشبو پھیل جاتی۔ آپ بڑے اہتمام سے مشک اور عنبر جیسی اعلیٰ خوشبو استعمال کیا کرتے تھے۔

---

① سیر اعلام النبلاء: 4/538

بہر صورت بوقت تہجد خوشبو کے بعد نوافل میں مصروف ہو جاتے حتی کہ طلوعِ فجر تک اپنے اللہ کے سامنے رکوع و سجود میں جھکے رہتے۔ مؤرخینِ کرام نے آپ کے وضو کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دورانِ وضو آپ رحمہ اللہ پر عجب طرح کی رقت اور خشیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

وَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أَخَذَتْهُ رِعْدَةٌ [1]

''اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ رحمہ اللہ پر کپکپی طاری ہو جاتی۔''

لوگوں نے کہا: حضرت! جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو آپ پر اس قدر گھبراہٹ طاری کیوں ہوتی ہے......؟ زین العابدین فرمانے لگے:

اللہ کے بندو......! تمہیں پتہ نہیں کہ نماز کی کیفیت میں کس شہنشاہ کی عدالت میں حاضری اور پیشی ہوتی ہے......؟

مجھے تو یہی خوف لاحق رہتا ہے کہ میرا مالک کہیں میرے رکوع و سجود کو رد نہ کر دے......! اللہ اکبر!

نماز کی حالت میں توجہ الی اللہ کا عالم یہ ہوتا تھا کہ کسی آنے، جانے والے کی کوئی خبر نہیں رہتی تھی بلکہ نہایت آہ و بکا اور گریہ زاری سے اپنے اللہ کے ساتھ سرگوشی کرتے تھے، یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی شان کو بیان کرتے ہوئے ان کی کرتوتوں کا تذکرہ رب کا قرآن یوں کرتا ہے:

---

[1] تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 378/41 سیر اعلام النبلاء: 4/541 طبع دار الکتاب

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ [1]

''وہ اپنے پہلوؤں کو بستر سے الگ رکھتے ہیں، اپنے رب کو خوف اور شوق سے پکارتے ہیں اور اللہ کے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

سامعین کرام......! آپ بھی اپنی نماز اور تہجد کا جائزہ لیں......! آل رسول کا نام لینا اور ان کا ماتم کرنا بہت آسان ہے لیکن ان کی طرح اپنے شب و روز گزارتے ہوئے نفل و نوافل کی راہ پر چلنا قدرے مشکل ضرور ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ برصغیر پاک وہند میں آل رسول کی محبت کا نعرہ بلند کرنے والے وضو کے آداب اور طریقوں سے بھی واقف نہیں۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا حج:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیت اللہ کے حج کا بہت زیادہ شوق تھا، کئی مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سعادت حاصل کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفرِ حج کے حوالے سے تین امتیازی پہلوؤں کو مؤرخینِ اسلام نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جن کو یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

1......آپ رحمۃ اللہ علیہ زادِ راہ لے کر مدینہ طیبہ سے نکلتے لیکن سخاوت کا عالم یہ تھا کہ ذوالحلیفہ میقات پر پہنچنے تک جو، کھجور، پنیر غرضیکہ جو کچھ بھی پاس ہوتا وہ غریبوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ کسی نے کہا: حضرت! آپ کے پاس زادِ راہ تو کچھ نہیں بچا،

---

[1] السجدہ: 16

سب کچھ تو آپ نے غریبوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا زادِ راہ میرا عقیدہ ہے اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ بادشاہی اکیلے اللہ کی ہے، میں اسی کا غلام ہوں، رزق اور اسبابِ رزق صرف اور صرف اسی کے پاس ہیں اور مجھ پر صرف اسی کا حکم چلتا ہے، میرا ایمان اور عقیدہ ہے کہ میرا رحیم و کریم داتا مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ ①

☆...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے سے ہم یہ بات علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ جو عقیدہ توحید حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بھی اسی عقیدے سے نوازا ہے، ہم رزق اور حصولِ رزق کے لیے غیرِ خدا کے آگے پکارتے ہیں نہ ہی اپنے دست دراز کرتے ہیں۔

2...... آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سواری پر بیت اللہ کے حج کے لیے جایا کرتے تھے۔ مؤرخینِ اسلام نے لکھا ہے کہ وَكَانَ يَخْرُجُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ إِلٰى مَكَّةَ "وہ مکہ پہنچنے تک اپنی سواری پر ہی رہتے۔ لیکن نہایت قابل ذکر اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ اس قدر رحیم و شفیق اور نرم طبیعت کے مالک تھے کہ

لَا يَضْرِبُ بَعِيْرَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ

"مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تک اپنے اونٹ کو مارا تک نہیں کرتے تھے۔"

☆...... یعنی بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ جانور تک کا بھی خیال کیا کرتے تھے لیکن نہایت افسوس کہ آج بیمارِ کربلا کا ماتم اور غم منانے والوں کے شر سے اور ان کی اذیت

---

① بحار الانوار: 97

سے انسان اور مسلمان بھی محفوظ نہیں۔ جیسے ہی ہمارے ملک میں محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے جگہ جگہ رکاوٹیں کھڑی کرنے کی وجہ سے آمدورفت کا سلسلہ معطل رہتا ہے، ملک کی معیشت کا دیوالیہ ہو جاتا ہے غرضیکہ پورے ملک کا امن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے......؟ آل علی اور حضرت زین العابدین رحمہ اللہ جیسی مقدس ہستیوں کا نام لے کر جو طور طریقہ ہم نے اپنا رکھا ہے کیا یہ کسی شریف مسلمان کے شایانِ شان ہے......؟

3...... آپ رحمہ اللہ احرام کے بعد جب تلبیہ پڑھتے تو رقت و خشیت کا عالم یہ ہوتا کہ پوری طرح مکمل تلبیہ بھی نہ پڑھا جاتا اور فرماتے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرا مولا جواب میں یہ نہ فرما دے: لا لبیک لک! [1] ''میں نے تیری حاضری کو قبول ہی نہیں کیا'' بہر صورت مدینہ واپسی تک خوف و خشیت کی عملی تصویر بنے رہتے۔

☆...... نہایت افسوس ہے کہ حج و عمرے پر جانے والے بعض احباب کی چال ڈھال اور ان کی گفتگو پاک دھرتی پر بھی ایسے ہی ہوتی ہے گویا کہ وہ کسی سیر و سیاحت کے لیے نکلے ہیں، خوف و خشیت کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا......!

یاد رکھو......! اللہ کے بندو، دنیا سے جانے کے بعد وہی لوگ اونچے ہوتے ہیں جو ساری زندگی خوف و خشیت کے ساتھ اپنے اللہ کے حضور جھک کر گزار دیتے ہیں، امام طاؤس رحمہ اللہ کا شمار عظیم محدثین میں ہوتا ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں کعبۃ اللہ کے قریب تھا کہ اچانک حضرت زین العابدین رحمہ اللہ حرم میں داخل

---

[1] تاریخ دمشق ابن عساکر: 378/41 سیر اعلام النبلاء: 541/4

ہوئے، میں نے سوچا علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ وطہارت اور نیکی میں بہت اونچا مقام ومرتبہ ہے آج میں ان کے قریب جا کران کی دعائیں اور مناجات سنوں گا کہ وہ کس طرح اپنے اللہ کے سامنے عجز ونیاز کرتے ہیں چنانچہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ تہجد ادا کی اور اس کے بعد سجدے میں گر گئے اور کافی لمبا سجدہ کیا، چنانچہ میں نے اپنے کانوں کو ان کے قریب کیا تو وہ سجدے کی حالت میں پڑھ رہے تھے:

عُبَيْدُكَ بِفِنَاءِكَ ، مِسْكِيْنُكَ بِفِنَاءِكَ ، فَقِيْرُكَ بِفِنَاءِكَ ، يَارَبِّ ! سَائِلُكَ بِفِنَاءِكَ [1]

"تیرا چھوٹا سا بندہ تیرے گھر کے صحن میں ہے، تیرے در کا مسکین تیرے گھر کے صحن میں ہے، تیرے در کا محتاج تیرے صحن میں ہے، اے رب! تیرا سوالی تیرے صحن میں جھک گیا ہے، اس کو معاف کرتے ہوئے اس پر لطف وکرم کر دے۔"

امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ان کلمات کو میں نے یاد کرلیا

فَمَا دَعَوْتُ بِهِنَّ فِيْ كُلِّ كَرْبٍ اِلَّا فُرِّجَ عَنِّيْ

"جس تنگی میں بھی میں نے یہ کلمات پڑھ کر اپنے رب کو پکارا، اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو دور فرما دیا۔"

---

[1] تاریخ دمشق ابن عساکر: 380/41 سیر اعلام النبلاء: 4/ 541

یاد رہے......! سفرِ حج اور سعادتِ عمرہ کا راز ہی یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے سامنے بچھ جائے۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے رکوع و سجود اور منجملہ تمام عبادت میں محبت وخشیت اور تذلل کا پہلو حد درجہ نمایاں تھا۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی وِرد:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی دعاؤں سے عبارت ہے، ہر پل اور ہر دم ذکر و فکر کی کیفیت میں رہتے تھے حتی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر جو نقش تھا وہ بھی کمال جملوں پر مشتمل تھا، ان کی طرف نگاہ جاتے ہی ساری نگاہ اللہ کی طرف ہو جاتی تھی۔

① ... اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ "عزت اللہ کے لیے اور اس کی طرف سے ہے۔"

② ... إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ "بلاشبہ اللہ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے۔"

③ ... لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عُدَّةٌ لِلِقَاءِ اللّٰهِ ①

"اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، زندگی اللہ تعالیٰ ملاقات کی تیاری کا نام ہے۔"

☆...... مختلف وقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو انگوٹھیاں پہنی تھیں ان میں یہی نقش تحریر تھا، آپ کی انگوٹھی پر "یا علی مدد" یا "یا حسین مدد" وغیرہ تحریر نہیں تھا اور نہ ہی آپ کسی نگینے کو نفع کا باعث سمجھ کر پہنتے تھے یہ سب شرکیہ معاملے بعد کی ایجادات ہیں۔ بہر صورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام دعاؤں پر غور کیا جائے تو ہر انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ بلاشبہ آپ ذکر و فکر کی چوٹی پر فائز تھے اور اکثر اوقات آپ کی زبان پر

① بحار الانوار، مترجم باقر مجلسی: 13-21/6

سُبْحَانَ اللهِ ، اللهُ أَكْبَرُ ، أَسْتَغْفِرُ الله

جاری رہتا تھا۔ آج کل آل علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت کا نام لینے والے حضرات زیادہ تر یا علی، یا حسین کا وِرد کرتے اور لکھتے ہی نظر آتے ہیں جب کہ بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی میں اس طرح ایک نکتہ بھی نظر نہیں آتا، اسی لیے تو قرآن ان کی عزت اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ [1]

مؤرخین اسلام نے لکھا ہے کہ بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کو جب کسی چیز کا خدشہ ہوتا تو إِجْتَهَدَ فِي الدُّعَاءِ [2] ''تو خوب لگن سے دعا کرتے'' اور ایسے ایسے توحید بھرے ایمان افروز کلمات کہتے کہ سننے والے کا ایمان تازہ ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ:

عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی بہت اچھا نمازی ہے تو بہت اچھا سخی نہیں ہے اور اگر کسی میں سخاوت کا جذبہ ہے تو اس کی زندگی سجدوں سے خالی ہے لیکن حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں دونوں صفتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ

---

① آل عمران: 33-34

② تاریخ دمشق ابن عساکر: 382/41 تہذیب الکمال: 242/13

صرف اعلیٰ درجے کے عبادت گزار ہی نہیں تھے بلکہ بہت بڑے سخی بھی تھے، آپ کی جود وسخا اور انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات کو ہمارے اسلاف نے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے لیکن میں آپ کے سامنے سخاوت کے وقت آپ کے ایسے اہتمام اور ذوق کا تذکرہ کرتا ہوں جس کی مثال ہمیں بہت کم نظر آتی ہے۔

❶... وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ يَقُوْلُ مَرْحَبًا بِمَنْ يَّحْمِلُ لِيْ زَادِيْ إِلَى الْآخِرَةِ ①

”جب ان کے پاس کوئی سائل آتا تو آپ فرماتے: اک ایسے شخص کو خوش آمدید! جو میرے سرمائے کو اٹھا کر آخرت کی طرف منتقل کرنے کے لیے آیا ہے۔“ سبحان اللہ، سبحان اللہ!

یعنی آپ کو آخری حد تک یقین تھا کہ اس سائل کے ذریعے میرا سرمایہ آخرت کی طرف منتقل ہو رہا ہے اور میں اس کی اعلیٰ جزا بہت جلد اپنے اللہ سے پالوں گا۔

حضرات......! آپ نے بڑے بڑے سخی دیکھے ہوں گے، مرد تو مرد رہے آپ نے ملکہ زبیدہ کے متعلق بھی سنا ہوگا کہ اس نے کہا تھا کہ میدان عرفات میں حجاج کرام کے لیے پانی کا اہتمام کرو، نہر کھودو......! چاہے اس کے لیے خزانوں کے ڈھیر قربان کرنے پڑیں......ایک انجینئر نے کہا: ملکہ صاحبہ! تقریباً 35 کلومیٹر کے فاصلے سے نہر کے ذریعے پانی کو میدان عرفات میں پہنچانے کے لیے راستے میں بڑے بڑے پہاڑوں کو ہموار کرنا پڑے گا۔ ملکہ کہنے لگی: کر گزرو......! اگر ہتھوڑے کی ایک

---

① کشف الغمہ: 621/2، تاریخ دمشق ترجمہ زین العابدین

ایک ضرب پر ایک ایک دینار بھی خرچ آئے گا تو میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔

ملکہ کا یہ جذبہ اپنی جگہ...... یقیناً نہایت قابل قدر اور عظیم الشان جذبہ ہے لیکن زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت میں جو خوشبو ہے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا......! اسی طرح کبھی کبھار محبت میں آکر، یہ کوئی دین کا مسئلہ نہیں ہے، بس محبت میں آکر

... كَانَ إِذَا نَاوَلَ الصَّدَقَةَ السَّائِلَ قَبَّلَهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ [1]

"جب سوالی کے ہاتھ پر صدقے کی چیز رکھتے، تو پہلے اس کو چومتے پھر بڑے پیار سے سائل کو تھما دیتے۔"

کہاں گئے ایسے سخی......؟ اللہ ان کی قبروں پر ان گنت رحمتوں کا نزول فرمائے......! آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ آل علی کا نام لے کر کمائیاں تو کی جاتی ہیں، نذرانے وصول تو کیے جاتے ہیں لیکن ان کے طریقے کو اپناتے ہوئے اللہ کی راہ پر نہ ہونے کے برابر ہی خرچ کیا جاتا ہے۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا اعلیٰ اخلاق:

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاکیزہ خاندان کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اخلاقیات میں بھی نہایت بلند و بالا مقام پایا ہے، اخلاق کے معاملے میں اس قدر اعلیٰ تربیت یافتہ انسان شاید کے تاریخ نے کم ہی دیکھے ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود انتہائی متواضع شخصیت کے مالک تھے،

---

[1] حلیۃ الاولیا:138/3

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرحبا یا ابن رسول اللہ! ''رسول کے بیٹے خوش آمدید!'' کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی وانکساری کا عالم یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام کی مجلس علم میں بیٹھ جایا کرتے تھے، کہنے والوں نے کہا: حضرت! آپ لوگوں کے سردار ہیں ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی شان وشوکت اور عظمت سے نوازا ہے لیکن آپ ایک غلام کی مجلس میں طلبِ علم کے لیے بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

الْعِلْمُ يُبْتَغٰى وَيُؤْتٰى وَيُطْلَبُ مِنْ حَيْثُ كَانَ ①

''علم کا خزانہ جہاں کہیں بھی ہو اسے پوری توجہ اور جستجو کے ساتھ تلاش کیا جاتا ہے اور اس کے پاس چل کر پہنچا جاتا ہے۔''

☆...... یاد رہے! ہمارے معاشرے میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ جو صرف اور صرف اس وجہ سے علم وعرفان کی دولت سے محروم رہتے ہیں کہ وہ مال اور عہدے میں کم رُتبہ شخص کے پاس چل کر جانا یا اس کی مجلس میں بیٹھنا اپنی عزت کے منافی سمجھتے ہیں۔

مؤرخینِ اسلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاکیزہ اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نہایت تکلیف دِہ زبان استعمال کیا کرتا تھا ایک دفعہ اچانک زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی اس کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ یہ دیکھ کر گھبرا گیا کہ کہیں سیّدزادے کے عقیدت مند میری پٹائی نہ کر دیں، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عالی اخلاق پر قربان جائیں کہ آپ نے اس کے سامنے تین ایسی باتیں کیں کہ

① تاریخ دمشق ابن عساکر: 369/41، سیر اعلام النبلاء ترجمہ زین العابدین

اخلاق کی تمام بلندی سمٹ کر ان میں آگئیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھائی! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں! میرے علم میں ہے کہ تم نے میرے متعلق ناحق اور ناجائز باتیں کیں ہیں لیکن میں اس کے مقابلے میں تیرے سامنے صرف تین باتیں ہی کرتا ہوں،

1 ...... میرے گناہ تیری سوچ سے بھی بہت زیادہ ہیں، میں بہت گنہگار ہوں، اگر اللہ تعالیٰ میرے لاتعداد گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دے تو اس کی رحیمی و کریمی ہے میرا اس میں کوئی کمال نہیں۔

2 .. إِنْ كَانَ مَا قُلْتَ فِيَّ حَقًّا فَاللّٰهُ تَعَالٰى يَغْفِرُ لِيْ

"میرے متعلق تو نے جو باتیں کیں ہیں اگر وہ سچی ہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہوں کہ وہ مجھے معاف کر دے۔"

3 ..وَإِنْ كَانَ ما قُلْتَ فِيَّ بَاطِلًا فَاللّٰهُ تَعَالٰى يَغْفِرُهُ لَكَ [1]

"اور اگر تو نے میرے متعلق غلط کہا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے معاف کر دیں۔" سبحان اللہ!

سامعین کرام......!

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات اگر ہمیں سمجھ آجائے تو زندگی کے اخلاقی پہلو کو سدھار لینے کے لیے یہی کافی ہے، آج ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُلجھتے

---

[1] تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 395/41 سیر اعلام النبلاء: 4/541

ہیں اور دو نیکیاں کرنے کے بعد اپنے آپ کو فرشتوں سے بھی زیادہ پاک محسوس کرنے لگتے ہیں، اپنے متعلق ذرہ بھر تنقید اور اپنی معمولی تنقیص بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہوئے فریق مخالف سے الجھنا اور لڑنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ شریف لوگوں کے شایان شان صرف اور صرف بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کا کردار ہے کہ وہ دو جملوں میں بات ختم کر دے کہ بھائی......! اگر واقعۃً تیری بیان کردہ خامیاں مجھ میں ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور اگر تو نے میرے متعلق غلط باتیں کیں ہیں تو میرا تجھ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے بلکہ دعا ہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر تجھے معاف کرے۔

حضرات......! یہی وہ اولیاء الرحمٰن ہیں کہ جن کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ العالمین نے ارشاد فرمایا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝

''اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر نہایت نرمی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام! اور جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں اور جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب سے ہم کو دور رکھ، بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔''

ہمارے اسلاف نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی ایک لونڈی کا تذکرہ بھی کیا ہے، جب اس کے ہاتھ سے کھانے کا برتن گر گیا تو حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے، غصے کے ساتھ لونڈی کی طرف اپنے سر کو اٹھا کر دیکھا تو اس نے فوراً قرآن پاک کی آیت کا ٹکڑا پڑھا کہ "سچے مومن تو وہ ہیں وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ "جو غصے کو پی جانے والے ہیں" آیت سنتے ہی آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، لونڈی فوراً بعد والا ٹکڑا بھی پڑھ دیا کہ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ "اللہ والے لوگ دل سے درگزری کرنے والے ہوتے ہیں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میں نے تجھ سے درگزر کر دیا ہے۔ اس نے فوراً آیت کا آخری ٹکڑا پڑھا: وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ "اے میرے سرتاج! اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ پی کر، درگزری کرتے ہوئے اپنی لونڈی پر احسان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَاذْهَبِي أَنْتِ حُرَّةٌ (1) "جا چلی جا......! آج کے بعد تو آزاد ہے۔ اللہ اکبر!

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے اخلاقی پہلو کو دیکھا جائے تو اس جیسے بے شمار واقعات کتبِ تاریخ میں موجود ہیں۔ جعل اللہ قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کو ایمان افروز نصیحتیں:

والدین کے بعد جو اولادیں نیکی میں نام پیدا کرتی ہیں ان کے پیچھے

(1) تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 387/41

والدین کی تعلیم وتربیت اوران کے کردار کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کو جومقام ومرتبہ عطا فرمایا تھا دنیا اس کو جانتی ہے اور حضرت باقر رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور کردار سازی میں زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی صالحیت اور آپ کی پند ونصائح کا بھی بہت زیادہ عمل دخل تھا، تربیت اور نصیحت کا کوئی موقع بھی ضائع نہیں جانے دیتے تھے، ایک دفعہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمانے لگے: اے میرے بیٹے! زندگی میں پانچ چیزوں کے ساتھ سے ہمیشہ بچتے رہنا' حتی کہ سفر وحضر میں کہیں بھی ان چیزوں میں سے کسی ایک کا سامنا ہو تو اپنے رُخ کو تبدیل کر لینا۔

1. ... لَا تَصْحَبَنَّ فَاسِقًا "کسی گنہگار کا ساتھی نہ بننا"
2. ... لَا تَصْحَبَنَّ الْبَخِيْلَ "کسی بخیل کا ساتھی نہ بننا"
3. ... لَا تَصْحَبَنَّ كَذَّابًا "کسی جھوٹے کا ساتھی نہ بننا"
4. ... لَا تَصْحَبَنَّ أَحْمَقَ "کسی بے وُقوف کا ساتھی نہ بننا"
5. ... لَا تَصْحَبَنَّ قَاطِعَ رَحِمٍ فَإِنِّيْ وَجَدْتُّهُ مَلْعُوْنًا فِيْ كِتَابِ اللهِ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ

"قطع رحمی کرنے والے کا ساتھی نہ بننا کیونکہ میں نے اللہ کی کتاب میں تین مقامات پر اس کو لعنت کیا گیا پایا ہے۔" اللہ اکبر!

خدا کی قسم......! یہ 100 فیصد حقیقت ہے کہ برے ساتھ کا زندگی بھر

بہت برا اثر مرتب ہوتا ہے، بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ فاسقوں، بخیلوں ، جھوٹوں، بیوقوفوں اور سنگدلوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر انتہائی بدکردار بن جاتے ہیں۔ کوئی بھی والدین بیمارِ کربلا کی ان پانچ نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے اور اپنے بیٹوں کو ان باتوں کی تلقین کرتے ہوئے اپنی زندگی کے تاریک حال کو روشن مستقبل میں تبدیل کر سکتا ہے۔

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت:

کوئی بھی شخص دشمنوں کے نام پر اپنی کنیت رکھتا ہے نہ ہی اپنے بیٹوں کے نام رکھتا ہے، حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبکر تھی اور آپ کے ایک بیٹے کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر "عمر" تھا، جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے حد درجہ محبت تھی۔①

بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے والہانہ محبت وعقیدت تھی اور ایسے بے شمار واقعات کُتبِ تاریخ میں موجود ہیں لیکن ہم اختصار کے پیشِ نظر روافض کی معروف کتابوں میں سے دو واقعات نقل کرتے ہیں۔

ایک شخص بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا، اس نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی ایمان والے غلام کو آزاد کروایا اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے بدلے آزاد

---

① بحار الانوار مترجم: 6/175-174 کشف الغمہ: 2/662

کروانے والے کے ایک ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر ان کا مذاق اڑایا نہ ہی ان کی تنقیص اور تحقیر کی بلکہ تحقیق کے طور پر پوچھنے لگے: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ...؟ کیا تو نے واقعتہً یہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے.....؟ اس نے کہا: ہاں!

حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے سب سے قیمتی غلام کو بلایا اور فرمایا:

أَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى [1]

"تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔"

اس واقعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اعتماد کی حد تک عقیدت اور محبت تھی لیکن افسوس! کہ آج بظاہر آلِ علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے والے اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم سے دشمنی کرتے ہیں اور ہمہ وقت ان کو ان کے عالی مقام و مرتبے سے گرانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔

اسی طرح چند کوفیوں نے بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر مشائخ ثلاثہ حضرت امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت امام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت امام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مہاجرین و انصار کے متعلق نازل ہونے والی قرآنی آیات تلاوت فرما کر ان کا رد کیا

---

[1] کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ: 623/2

اور فرمانے لگے کہ

''اگر تمہارے دلوں میں رتی بھر ایمان موجود ہے تو اپنے دلوں کو ان پاکباز ہستیوں کی نفرت سے پاک کرلو۔'' اور ساتھ فرمایا:

أُخْرُجُوْا عَنِّیْ فَعَلَ اللّٰهُ بِكُمْ ①

''میری مجلس سے نکل جاؤ......! اللہ تمہیں تباہ برباد کرے''

سامعین کرام......!

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم خاص اسی موضوع پر ایک ضخیم کتاب مرتب کرسکتے ہیں کہ جس سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہوجائے گی کہ شیعہ حضرات کی بنیادی کتابیں اس بات پر شاہد ہیں تمام آلِ علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کیا کرتے تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آلِ علی رضی اللہ عنہ کو دل و جان کی عقیدت سے دیکھا کرتے تھے۔

## بیمارِ کربلا رحمہ اللہ سے تابعین کی عقیدت:

بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کی زندگی اور آپ رحمہ اللہ کی وفات سے لے کر آج تک ہمارے اسلاف میں سے کوئی ایسا نہیں گزرا جس نے حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا نام لیا ہو اور ان کے مقام و مرتبے کو چار چاند نہ لگا دیئے ہوں۔ بیمارِ کربلا رحمہ اللہ کی زندگی میں کبار تابعین اور صغار تابعین رحمہم اللہ سب آپ کی شان میں رطب اللسان ہیں ایک دفعہ کسی شخص نے کبار تابعی حضرت امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے

① کشف الغمہ: 623/2 تاریخ دمشق: 389-390/341

فلاں شخص سے بڑھ کر کسی دوسرے کو متقی اور پرہیزگار نہیں پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: هَلْ رَأَيْتَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ''کیا تو نے حسین کے لعل علی کو دیکھا ہے'' اس نے کہا: نہیں......! آپ نے کہا: جا کر ان کی زیارت کر......! ہم نے اپنی پوری زندگی میں ان جیسا متقی کوئی نہیں دیکھا۔

اسی طرح محدثین کے سرخیل امام شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت درجے کی عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

مَا رَأَيْتُ هاشِمِيًّا اَفْضَلَ مِنْهُ ①

''میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ فضیلت والا ہاشمی کوئی نہیں دیکھا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ جب ان کا ذکرِ خیر کرتے تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔ ہمارے اسلاف نے لکھا ہے

وَكَانَ الزُّهْرِيُّ إِذَا ذَكَرَ عَلِيَّ الْحُسَيْنِ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ زَيْنُ الْعَابِدِيْن ②

''زہری تو جب بھی علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے تو رو پڑتے تھے اور فرمایا کرتے تھے زین العابدین تو زین العابدین ہی تھے۔''

---

① تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 375/41

② کشف الغمہ: 622/2، تاریخ دمشق جلد 41

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا غلوّ سے منع کرنا:

شخصیات کے حوالہ سے اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو لوگوں کی گمراہی کی بہت بڑی وجہ ان کی محبوب شخصیات بھی رہی ہیں کہ وہ ان کی محبّت، عقیدت اور چاہت میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ ان کو خدا کا شریک بنا دیا۔ اللہ والی تمام صفات ان میں داخل کر دیں، علم غیب، مختارِ کل حتّیٰ کہ غیبی طاقت کے ذریعے مشکل کشائی اور حاجت روائی کرنے والا بنا دیا جبکہ جن جن ہستیوں کا نام لے کر شرک کیا جاتا ہے وہ ساری زندگی توحید کا درس دیتے رہے، لوگوں کو اللہ کے ساتھ جوڑتے رہے، آج ان کے پیروکار اپنی طرف سے غلو کرتے ہوئے، ان کی طرف خود ساختہ باتیں منسوب کرتے ہوئے ان کا نام لے کر لوگوں کو اللہ سے توڑ رہے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو شرک کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔

بعض حضرات نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کو امام معصوم اور نجانے کیا کیا بنا ڈالا، یہ سب عقائد محبت میں غلو کرنے کی وجہ سے پیش آئے ہیں جب کہ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ اس بات سے سختی کے ساتھ منع کیا کرتے تھے کہ ہماری محبت میں غلو کرتے ہوئے ہم کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بناؤ، ہمارے ساتھ صرف اور صرف اس لیے محبت کرو کہ ہم مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیغمبر علیہ السلام کی آل میں پیدا کیا ہے، ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ ہماری محبت میں غلو کریں اور اس کی وجہ سے قیامت کے روز ہم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندگی اٹھانا پڑے۔[1]

---

[1] تاریخ دمشق ابن عساکر: 374/41 سیر اعلام النبلاء: 540/4

## بیمارِ کربلا رحمۃ اللہ علیہ کا سفرِ آخرت:

شیعہ حضرات کی تمام کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موت کے آخری وقت میں اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کیا اور ان کو زمانے کے نوائب ومصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی، بے صبری اور نوحہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا۔ یہ تمام باتیں منتہی الآمال، بحارالانوار اور کشف الغمہ میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں ان کا نام لے کر صف ماتم بچھائی جاتی ہے اور صبر کی تمام حدود کو پامال کیا جاتا ہے۔

بہر صورت ہمارے مورخین نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل وکرم یہ ہوا کہ قرآن پڑھتے ہوئے اپنے اللہ تعالیٰ کو جا ملے۔ روایات کے مطابق آپ نے وفات سے پہلے سورۃ فتح کی تلاوت کی اس کے بعد سورۃ واقعہ کی تلاوت فرمائی اور سورۃ زمر کی مندرجہ ذیل آیت آپ کی زبان پر تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ [1]

”اور جنت والے کہیں گے: شکر ہے اس اللہ کا جس نے اپنا وعدہ سچا

---

[1] الزمر: 74

کر دکھایا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، پس کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔"

وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پر بوجھ اٹھانے کے نشانات دیکھے گئے، ہمارے اسلاف نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر آخرت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

وَلَمَّا مَاتَ وَغَسَلُوْهُ وَجَعَلُوْا يَنْظُرُونَ إِلٰى اٰثَارٍ فِيْ ظَهْرِهٖ فَقَالُوْا : مَا هٰذَا ، قِيْلَ يَحْمِلُ جِرَابَ الدَّقِيْقِ عَلٰى ظَهْرِهٖ لَيْلًا وَيُوْصِلُهَا إِلٰى فُقَرَاءِ الْمَدِيْنَةِ سِرًّا ①

"اور جب وہ فوت ہوئے اور انہیں غسل دیا گیا غسل دینے والوں نے آپ کی پشت پر نشانات کو دیکھا اور کہا: یہ بوجھ کے نشانات کیوں ہیں......؟ کہا گیا: آپ رحمۃ اللہ علیہ رات کی تاریکی میں اپنی کمر پر آٹے کے تھیلے اٹھا کر چپکے سے فقراء مدینہ کے گھروں میں پہنچا دیا کرتے تھے۔"

آپ کی وفات کے کئی دن بعد یہ بھید کھلا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو کئی حاجتمندوں کا ماہانہ راشن ان کے گھر میں بھیجا کرتے تھے اور کئی یتیموں کی کفالت آپ کے ذمہ تھی۔

یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں رب العالمین نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ

---

① تاریخ دمشق امام ابن عساکر: 383/41 سیر اعلام النبلاء:

الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ [1]

''خبردار! اللہ کے دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لیے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے قوانین میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آل نبی اور اولاد علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے سچی محبت وعقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اولادِ علی رضی اللہ عنہم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندی

والله تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا بالله

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین

---

[1] سورۃ یونس:62-64
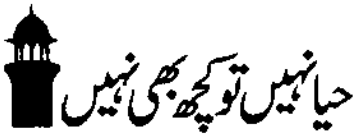
# حیا نہیں تو کچھ بھی نہیں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَ نَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ①

① الاعراف:28-27

''اے اولادِ آدم! دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں اس طرح بہکا دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو بہکا کر جنت سے نکلوا دیا تھا اور ان کے لباس اتروا دیے تھے کہ ان کے ستر انہیں دکھا دے وہ اور اس کا گروہ تمہیں اس طرح دیکھتا ہے کہ تم اسے نہیں دیکھتے۔ یاد رکھو! ہم نے یہ بات ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے رفیق و مددگار شیاطین ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ (مشرکینِ عرب) جب بے حیائی کی باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم نے اپنے بزرگوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اور (چونکہ وہ کرتے رہے ہیں اس لیے) خدا نے ایسا ہی کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے (اے پیغمبر! کہہ دو خدا کبھی بے حیائی کی باتوں کا حکم نہیں دے گا کیا تم اللہ کے نام پر ایسی بات کہنے کی جرأت کرتے ہو جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔''

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا و سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا و امامنا فی الاخرۃ و امامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

میں نے دیکھا ہے فیشن میں اُلجھ کے اکثر
تم نے اسلاف کی غیرت کے کفن بیچ دیئے
نئی تہذیب کی بے رُوح بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیئے

مسلمان شیطان کے ساتھ ہمہ وقت حالتِ جنگ میں رہتا ہے، شیطان ہر دم اور ہر قدم مسلمان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مسلمان ہر پل اس کے مکر و فریب سے بچنے کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ قرآن مجید نے شیطان کے پلید عزائم کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جب اس پر اللہ تعالیٰ نے پھٹکار نازل کی تو وہ کہنے لگا: کہ مجھے قیامت تک کے لیے مہلت دی جائے......! میں تیرے بندوں کے پاس دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے وسوسات لے کر آؤں گا، وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ "اور میں ان کو ضرور ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں کے جال میں پھنساؤں گا۔

یعنی شیطان کا اصل مقصد انسان کو اللہ سے دور کرنا ہے اور وہ انسان کو اللہ کی رحمت سے دور کرنے کے لیے ہر طریقہ اور ہر حربہ استعمال کرتا ہے وہ اس سلسلے میں انسان کی پوری نفسیات کا جائزہ لے کر اس کو اپنے طرح طرح کے ہتھکنڈوں کے ساتھ شکار کرتا ہے کسی کو کفر میں مبتلا کر دیا اور کسی کے دل میں بدعت کی محبت ڈال کر سچے دین سے دور کر دیا، بڑے بڑے عبادت گزار لوگوں کو حقوق العباد کے معاملے میں ایسا گمراہ کرتا ہے کہ وہ قطع رحمی اور قطع تعلقی کی آخری حدوں کو پہنچتے ہوئے ساری زندگی دل صاف کرنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اسی طرح مال کے حریص لوگوں کو وہ حرام

میں مبتلا کر دیتا ہے اور دنیا میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے والے حضرات کو وہ ریا کاری کے جال سے شکار کرتا ہے، آج کل ہمارے ہاں ریا کاری کی وبا اس قدر عام ہے کہ ہر دوسرا شخص' چاہے وہ پڑھا لکھا ہے یا جاہل اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کردار اور نیک اعمال نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں لیکن دل میں ریا کاری اس قدر سرایت کر جاتی ہے کہ انسان ہر دم لوگوں کی نگاہوں میں اونچا بننے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا اور اسی طرح کئی لوگوں کو شیطان بے حیائی، فحاشی اور عریانی کے ذریعے شکار کرتا ہے۔ آپ پورے قرآن کا مطالعہ کریں شیطان کی ان تھک کوشش ہوتی ہے کہ وہ شہوت اور جنس پرستی کے جذبات کو ابھار کر انسان کو راہِ راست سے ہٹا دے۔ جو شخص فحاشی کا شکار ہو جائے اس کے پلّے دین نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ بے حیا بندہ اللہ کی نگاہوں میں گرد و غبار کے تنکوں سے بھی زیادہ ہلکا ہو جاتا ہے۔

آج میں آپ کے سامنے بے حیائی کے متعلق یہی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حیا مرد اور بے حیا عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں۔ اللہ کے ساتھ جن جن ذرائع سے تعلق قائم ہوتا ہے ان میں سے ایک بہترین عمل شرم و حیا بھی ہے۔ جب حیا کا کنکشن خراب یا ختم ہو جائے تو انسان کا اللہ تعالیٰ سے محبّت کا رشتہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ آپ اس کو یوں سمجھ لیں کہ جس طرح پھول کی ساری قدر و قیمت خوشبو کی وجہ سے ہوتی ہے، خوشبو والے پھول کو ہی منہ اور سینے کے قریب کیا جاتا ہے۔ جس طرح خوشبو سے خالی پھول بے کار ہے اسی طرح حیا سے خالی انسان اور مسلمان اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، میں کہتا ہوں دعائیں قبول کرنا تو درکنار اللہ تعالیٰ بے حیا لوگوں کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں فلاں شخص اہل حدیث ہو کر بے حیائی اور

فحاشی کے کام کرتا ہے میں کہتا ہوں بے حیا بندہ اہل حدیث تو درکنار وہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بھی ثابت نہیں کرسکتا بلکہ مسلسل بے حیائی کا ارتکاب کرنے والا شخص ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے لیے سوائے عذاب کے کچھ نہیں۔

## بے حیا کون ہے......؟

یہاں ابتدائی طور پر اس مسئلے کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ بے حیا کون ہے......؟ شاید کہ ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بے حیا کے سینگ ہوتے ہیں یا بے حیا لوگ پاکستان میں نہیں بلکہ یورپ وغیرہ میں ہوتے ہیں ہماری اس طرح کی تمام باتیں غلط ہیں بلکہ ہر وہ شخص بے حیا ہے جو

☆...... لڑکیوں کے ساتھ ٹیلیفونک رابطے رکھے۔

☆...... ان کے ساتھ تنہائی اختیار کرے۔

☆...... بے حیا اور بازاری یا غیر محرم عورتوں سے تعلقات رکھے۔

☆...... اپنی بیوی، بہو اور بیٹی کو ننگے منہ گھر سے باہر لائے۔

☆...... حیا سوز گانے، ڈرامے، فلمیں اور ویڈیوز دیکھے۔

☆...... زبان سے ذو معنی گفتگو اور گندے مذاق کرے۔

جو شخص بھی مندرجہ بالا کاموں میں سے کوئی کام کرتا ہے وہ بے حیا اور بے غیرت ہے اور وہ اس بے حیائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ یاد رکھو......! آج موجودہ خطرناک حالات میں بڑے بڑے مذہبی گھرانے بھی بے حیائی کی طرف جا رہے ہیں اور ان جوان بچے اور بچیوں کی تنہائیاں

پاک نہیں ہیں۔اس سلسلے میں سب سے پہلے مجرم ہمارے مسلمان حکمران ہیں جو دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں اور عملی طور پر اپنی نوجوان نسل کو بے حیا بنانے کے لیے ہر موقع مہیا کرتے ہیں۔کہیں ویلنٹائن ڈے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور کہیں فیشن اور روشن خیالی کے نام پر فحاشی کی راہیں ہموار کی جاتی ہے۔

یاد رہے......! بے حیائی اور فحاشی کے نیٹ ورک کو مسلمانوں میں پھیلانے کے لیے اصل کردار یہودی ادا کر رہے ہیں۔اس وقت پورا مغرب مسلمانوں کو بے غیرت اور دیُّوث بنانے کے لیے سر توڑ کوشش میں لگا ہوا ہے اور 95 فیصد کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔آج ہمارے نوجوانوں میں عزیمت و استقامت،حوصلہ و مروّت،نظم وضبط اور صبر و ثبات جیسی اعلیٰ صفات بالکل بھی نظر نہیں آتیں۔امانت،دیانت،فرض شناسی،وفاشعاری اور دین کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ جڑ سے ختم کر دیا گیا ہے،نظر کی عفت،طبیعت کا حسن،خیال کی بلندی،ضمیر کی پاکیزگی اور ذوق کی لطافت سے ہمارے نوجوان بالکل خالی ہیں۔یہود و نصاریٰ کے فحاشی کے نیٹ ورک نے ہماری قوم کو اس قدر تباہ کر دیا ہے کہ بد دیانت،بدکار،رشوت خور،ادنیٰ خواہشوں کے غلام اور شہوت پرستی کے مارے ہوئے نوجوان ہی اب ہماری پہچان بن چکے ہیں۔

یاد رکھیں......! اس سلسلے میں والدین اور سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی غفلت بھی سرفہرست ہے بلکہ اس بڑھتی ہوئی فحاشی کے مقابلے میں بعض اساتذہ اور والدین کا کردار نہایت مجرمانہ ہے۔تعلیمی اداروں کا کام صرف کتابیں پڑھانا نہیں ہے بلکہ ان کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ وہ اسلام کے مطابق آئندہ نسلوں کی اعلیٰ تربیت کے لیے کردار بھی ادا کریں۔

موجودہ حالات میں اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو شرم وحیا کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کرنے والا شخص اللہ کا بہت بڑا ولی اور مقرب ہے، غریب ہونا، بے اولاد ہونا، بیمار ہونا یا کسی دوسری دنیاوی پریشانی میں مبتلا ہونا عیب نہیں ہے سب سے بڑا عیب اور سب سے بڑی ذلت یہی ہے کہ مسلمان بھی ہو لیکن بے حیا اور بے غیرت ہو، مسلمان بھی ہو اور دیّوث بھی ہو......!

اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حیا شخص کس قدر قابل نفرت ہے، ناجائز تعلقات اور مجرمانہ حرکتیں کرنے والے شخص پر کس قدر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے آنے والے دلائل سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

## ① بے حیا مشرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات میں ایک ماننا توحید ہے لیکن توحید صرف یہی نہیں کہ انسان اللہ کو ایک مان کر ساری زندگی اپنی من مانی کرتا رہے بلکہ توحید یہ ہے انسان اللہ کو ایک مان کر اس کے ساتھ دوستی لگائے اور ساری زندگی نبھائے۔ نبھا کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی یکسو ہو کر عبادت کرے اور خالص اسی کی اطاعت کرے، توحید اور بندگی اسی انسان کی معتبر ہوگی جو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ کی خالصۃً اطاعت کرے گا۔ توحید صرف ''پوجا پاٹ'' کا ہی نام نہیں ہے بلکہ کلمۂ شہادت کی بنیادی شرط اور توحید کا سب سے اہم تقاضا وہ اطاعتِ الٰہی ہے۔ اب جو شخص اپنی تنہائی میں ناجائز تعلقات رکھنے کا عادی ہو، یا فحش حرکات اس کی عادات میں شامل ہو چکی ہوں یا حیا سوز پروگرام دیکھنا اس کی زندگی کا معمول بن چکا ہو تو ایسا

شخص اپنی خواہشِ نفس کے بُت کی پوجا کر رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے مشرک ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا [1]

''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے.....؟ پس کیا آپ اس کا ذمہ لے سکتے ہیں.....؟''

اس آیت نے یہ بات واضح کردی کہ صرف مٹی کے بتوں کی ہی پوجا نہیں ہوتی بلکہ کئی لوگ اپنے نفس کے بُت کی بھی پوجا کرتے ہیں اور مشرکین عرب سے لے کر آج تک کئی مسلمان اس شرک میں مبتلا ہیں۔

لہٰذا ایسا شخص جو شرم وحیا کی حدود واضح ہوجانے کے باوجود بے حیائی اور فحاشی کا ارتکاب کرتا ہو اور صرف اپنے دل کی تسکین اور نفس کی خواہش کے لیے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتا ہے تو ایسا شخص اپنی خواہشات کا پجاری ہے اور اس کی توحید خطرے میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنا نگران مان کر سرعام یا تنہائی میں اس کی حدود کو پھلانگنے والا سچا توحید پرست نہیں ہوسکتا۔

سچے توحید پرست کا کردار دیکھنا ہو تو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کا سورۂ یوسف میں بڑی تفصیل کے ساتھ مطالعہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے یہاں تک اللہ تعالیٰ سے دعا کردی کہ مجھے جیل تو پسند ہے لیکن بے حیائی کی طرف نگاہ اٹھانا سخت ناگوار ہے.....!

---

[1] الفرقان:43

## ② بے حیا حرام کا مرتکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدے کے لیے بعض چیزوں کو اس پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک واضح حرام کردہ چیز بے حیائی اور فحاشی ہے جو شخص غیر عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتے ہوئے یا حیا سوز، فحاشی کا ارتکاب کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی بے حیائی اور فحاشی کو حرام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَبَطَنَ ①

''اور تم کھلی یا پوشیدہ کسی بھی بے حیائی کے پاس نہ جاؤ۔''

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ②

''اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو! میرے رب نے بے حیائی جو کھلے طور پر کی جائے یا پوشیدہ طور پر کی جائے حرام کر دی۔''

ان آیاتِ بیّنات نے واضح کر دیا کہ ہر قسم کی بے حیائی اور فحاشی حرام ہے اور اسی طرح وہ تمام ذرائع بھی حرام ہیں جو انسان کو فحاشی کی طرف لے جائیں۔ قرآن پاک کا اسلوب نہایت حکیمانہ ہے کہ بے حیائی کے قریب تک بھی نہیں جانا۔ اس حوالے سے ہمیں حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ جب رات کی تاریکی میں ان کو ان کی پرانی محبوبہ نے بے حیائی کی دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ

---

① الانعام:151

② الاعراف:33

نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! اب میں اسلام لا چکا ہوں اور جس محبوب ہستی پر ایمان لایا ہوں انہوں نے ہر طرح کی فحاشی اور بے حیائی کو حرام کر دیا ہے۔

## ③ بے حیا مومن نہیں:

ہمارے ہاں ہر اس شخص کو مومن سمجھا جاتا ہے جو بظاہر نماز کا پابند اور ذکر کرنے والا ہو، جبکہ ایمان کی سب سے پہلی اور سب سے اہم اسٹیج یہ ہے کہ آدمی شرم و حیا کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، اپنی جنسی خواہشات اور شہوات کو حدودِ الٰہی کا پابند کرتے ہوئے ساری زندگی بے حیائی اور فحاشی سے بچنے کی سر توڑ کوشش کرے۔ علی الاعلان بے حیائی کا ارتکاب کرنے والا یا مسلسل فحش حرکات کا مرتکب کسی صورت بھی مومن نہیں ہو سکتا چاہے وہ ایک ٹانگ پر کھڑا ساری رات قیام کرتا رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ ①

"کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کر دے۔"

اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ جو شخص عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات اور ناشائستہ حرکات کرتا ہے اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا کہنا نہیں مانا بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے اپنے نفس کی پوجا کی ہے لہٰذا ایسا شخص کسی صورت

---

① شرح السنۃ بغوی: 104، کنز العمال: 1084، مشکوۃ المصابیح: 166۔ والحدیث صحیح......

مومن نہیں ہوسکتا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کو نہایت آسان اسلوب سے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

أَلْحَيَاءُ وَالْإِيْمَانُ قُرِنَا جَمِيْعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ ①

''حیا اور ایمان دونوں اکٹھی ملی ہوئی ہیں جب ان میں سے ایک اٹھ جائے تو دوسری بھی رخصت ہو جاتی ہے۔''

یعنی جہاں ایمان ہو وہاں حیا بھی ہوتی ہے اور جہاں سے حیا چلی جائے وہاں سے ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ مندرجہ ذیل کلمات تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ''الحیاء من الایمان'' حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ''الحیاء شعبۃ من الایمان'' حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ جہاں حیا نہیں وہاں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں، اس لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی اَلْفَاحِشُ الْبَذِي ''فحاشی اور بے حیائی پسند ہوتا ہے۔

سامعین کرام......!

ان روایات کے بعد میرے سمیت آپ تمام کو اچھی طرح اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہمارے دل میں ایمان کس قدر ہے......؟ جس قدر شرم و حیا کا غلبہ نظر آئے وہ غلبہ اور جذبہ ہی ایمان کی سچائی اور مضبوطی کی دلیل ہے۔ مشہور حدیث کے

---

① شعب الایمان: 7727 والحدیث مقبول

مطابق ایک شخص کسی کو اس بات کی تلقین کر رہا تھا کہ آپ بہت زیادہ شرماتے ہیں بندے کو اس قدر بھی نہیں شرمانا چاہیے! جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایسی بات نہ کہو! بندے میں حیا جس قدر زیادہ ہو کم ہے اور حیا ساری کی ساری خیر ہی خیر ہے اور یہ بندے کے سچے مومن ہونے کی علامت ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو یہ حقیقت سمجھ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

## ④ بے حیا ہر گناہ کرتا ہے۔

بے حیا اور اپنی جنسی خواہشات کا اسیر جہاں شرک، حرام اور بے ایمانی جیسی خطرناک گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اسی طرح وہ دوسرے گناہ کرنے پر اس قدر بہادر ہو جاتا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی اس کے لیے معمولی ہوتا ہے، جب حیا نہیں رہتی تو پھر انسان کے پلّے کچھ نہیں رہتا۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ حیا بندے اور گناہ کے درمیان بہت مضبوط بند ہے جب حیا نہیں رہتی تو وہ بند بُری طرح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر انسان ہر گناہ کر گزرتا ہے اور اس کی مثال آپ معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں کہ بے حیا اور بے غیرت لوگ ہر قسم کے عیب اور ہر قسم کے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بے حیائی کے بعد ان کا اٹھنے والا ہر قدم حرام اور ظلم کی طرف ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بات آج سے چودہ سو سال قبل ارشاد فرمادی تھی کہ

إِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَاصْنَعْ بِمَا شِئْتَ...!

''جب تیرے پاس حیا نہ رہے تو پھر جو چاہے کر......!''

دوسری روایت کے الفاظ:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ...! [1]

"جب تو نے حیا نہیں کیا تو جو چاہے کر......!"

سامعین کرام......!

ہمارے معاشرے کے دین سے دور ہونے کی ایک بنیادی وجہ بے حیائی ہے۔ بے حیا لوگوں نے ہر طرف گناہوں کا طوفان بپا کر رکھا ہے۔ غلط کاری اور حرام کاری کے جتنے دھندے ہیں ان تمام کے سرغنے بے حیا اور دیُّوث لوگ ہیں۔

## ⑤ بے حیا تباہی کا شکار ہے۔

شرم وحیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے بگڑے معاملے سُدھار دیتے ہیں، حیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کا بھرم اور ایک خاص قسم کی برکت ورحمت اور خیر رکھی ہے لیکن بے حیائی اور فحاشی ایسا متعددی گناہ ہے کہ جس سے سنورے معاملے بھی بگڑ جاتے ہیں۔ جن گھروں اور خاندانوں میں بے حیائی ہوتی ہے ایسے لوگ طرح طرح کی اُلجھنوں میں پھنسے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی حقیقت کو آنے والے الفاظ میں بیان کیا ہے:

مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ [2]

"فحاشی جس چیز میں بھی ہو وہ اسے عیب والی بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز

---

[1] صحیح البخاری: 6120

[2] ترمذی: 1974، اخرجہ احمد فی مسندہ۔

میں بھی ہو وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔‘‘

اور ہم نے اس حدیث کی عملی تصویر کئی خاندانوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے کہ جن کے ہاں حیا والی قدریں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں فرما دیتے ہیں اور جو لوگ بے حیائی اور فحاشی کا ارتکاب کرتے ہیں ان کی خوشیاں بھی غمی میں بدل جاتی ہیں اور بظاہر محسوس ہونے والی عزتیں ذلتوں کی کھائیوں میں جا گرتی ہیں۔ آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں شادی کے موقع پر شراب نوشی، آتشبازی اور فحاشی کرتے ہوئے کئی افراد ہلاک ہو گئے اور خوشی کے کئی موقعوں پر پولیس نے چھاپہ مار کر کئی افراد کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح آپ معاشرے میں سروے کر لیں کہ بے حیا اور بے غیرت لوگوں کی نیکوکار لوگوں کے ہاں کوئی قدر و قیمت اور کسی قسم کی کوئی عزت نہیں ہوتی اس سے بڑھ کر تباہی اور ذلت کیا ہو سکتی ہے کہ ناجائز تعلقات اور فحش حرکات کرنے والے اپنی زندگی میں بھی ذلیل رہتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی کوئی شخص ان کے حق میں دعائیہ کلمہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

## ⑥ بے حیا مہلک امراض میں مبتلا ہے۔

انسان صرف غذا میں بد احتیاطی کی وجہ سے بیمار نہیں ہوتا بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ جس معاشرے میں بے حیائی پھیل جائے وہاں پر لاعلاج امراض کی وبائیں بھی پھیل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا [1]

''جب بھی کسی قوم میں بے حیائی کھلم کھلی ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ اس قوم میں ایسی ایسی بیماریاں پھیلا دیتا ہے جو پہلے لوگوں میں نہیں گزری ہوتیں۔''

سامعین کرام......!

اس سے بڑھ کر کھلم کھلی بے حیائی اور فحاشی کیا ہو سکتی ہے کہ بدکارہ عورتوں کے ہر شہر میں مخصوص اڈّے ہوتے ہیں اور پورے اہل علاقہ کو ان کی خبر ہوتی ہے اور وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اپنی غیرت اور اپنی ضمیر کی آنکھ کو بند کر لیتے ہیں اور اسی طرح 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے سے بڑھ کر اور بے حیائی کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کے جوان بچے بچیاں سرعام سڑکوں اور پارکوں میں ناجائز میل ملاپ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ اس وقت شاید ہی کوئی بازار یا دفتر ایسا ہو جہاں ننگے منہ بن سنور کر جوان بچیاں نہ بیٹھتی ہوں، غیر مردوں میں کسی جوان لڑکی کا بن سنور کر کام کاج یا جاب کرنا بے حیائی بے غیرتی نہیں تو اور کیا ہے۔

## (7) بے حیا محبتِ الٰہی سے محروم ہے۔

ایک مسلمان نیک اعمال کے ذریعے جو اپنے رب کی طرف سفر کرتا ہے اس

---

(1) سنن ابن ماجہ: 4019

کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لے اور اس سے پیار کرے، نماز روزہ اور دیگر عبادات اور صدقات صرف اور صرف اسی لیے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت حاصل ہو لیکن بے حیا اور بے غیرت شخص کبھی بھی اللہ کی محبت کو پانے میں کامیاب نہیں ہوتا چاہے وہ پوجا پاٹ کے انبار لگا دے۔ آج ہمارے نوجوانوں کی عبادت میں لگاؤ نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کی تنہائیاں پاک نہیں ہیں اور ان کی عبادات کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت کا تحفہ نہیں دیا...... بے حیا شخص کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ملنا تو درکنار اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دیکھنا بھی پسند نہیں فرماتے بلکہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں چند روایات کو پوری سنجیدگی کے ساتھ سماعت فرمائیں!

1 ...... حضرت سہل رضی اللہ عنہ دمشقی صحابی ہیں، آپ نہایت دین دار اور تہجد گزار انسان تھے، زیادہ دیر لوگوں میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ذکر و اذکار اور نفل و نوافل میں ہی مصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: بھائی! ہمیں کوئی کام کی بات ہی بتا دیں......! تو وہ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتے۔''

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل، سلسلہ احادیث صحیحہ: 2721

2 ......ایک روایت میں نبی ﷺ نے حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ ①

"بے حیائی سے بچو! کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حیائی، بے شرمی، بدزبانی، بدفعلی اور بدکاری کو پسند نہیں کرتا۔"

3 ......رسول اللہ ﷺ نے وضاحت سے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ بدکار، بے حیا اور بے شرم آدمی سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ وَالْمُتَفَحِّشَ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَاحُشُ ②

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ فحاشی کو پسند نہیں کرتے اور فحاشی کرنے والے اور بے شرم سے بغض رکھتے ہیں۔"

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بے غیرت اور بے حیا شخص کی عبادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں اللہ تعالیٰ کو صرف سجدے نہیں چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو شرم و حیا والے شخص کے خالص سجدے چاہئیں۔ ان احادیث کو سمجھ لینے کے بعد ہر نوجوان اور ہر شخص بخوبی اپنے آپ کا جائزہ لے سکتا ہے کہ میں کہاں پر کھڑا ہوں۔ اگر وہ ناجائز حرکات اور فحش حرکات میں ملوث ہے تو اس کے دامن میں

---

① صحیح الادب المفرد:2603

② سلسلہ احادیث صحیحہ:2228

سوائے اللہ تعالیٰ کی نفرت اور غضب کے اور کوئی چیز نہیں آئے گی۔

## ⑧ بے حیا کی موت بُری ہوگی:

بے حیا لوگ بظاہر بڑے فیشن پرست لیکن حقیقت میں مُردہ ہوتے ہیں روحانی طور پر وہ پوری طرح مر چکے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کو جب موت کی وادیوں میں دھکیلا جاتا ہے تو ان کے پاس سوائے ہائے ہائے! اور وائے وائے! کے کچھ نہیں ہوتا۔ دانا لوگوں کا کہنا ہے کہ اداکار، گلوکار اور فنکار کو گاتے ہوئے نہ دیکھو بلکہ اس بدنصیب کو مرتے ہوئے دیکھو......! کہ بے بسی کی گھڑیوں میں کس قدر بے یار و مددگار ہوتا ہے اور یہ بات 100 فیصد حقیقت ہے کہ ساری زندگی فحاشی کو فروغ دینے والے اور بے حیائی سے اپنے دامن کو آلودہ کرنے والے جب مرتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ ذلت و رسوائی کے تمام ٹھپے لگا دیتا ہے۔

علمائے محدثین نے اس ضمن میں لکھا ہے:

وَالْفَاحِشَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى سُوْءِ خَاتِمَتِهٖ

''فحاشی بُرے انجام کی دلیل ہے۔''

لیکن افسوس! کہ اس کے باوجود لوگ سمجھنے اور سُدھرنے کا نام نہیں لیتے۔

اسی طرح مرنے کے بعد جب ان لوگوں کے جنازے ہوتے ہیں تو ان کی نمازِ جنازہ میں سوائے سود خوروں، شرابیوں، زانیوں اور بے حیاؤں کے کوئی بھی نیک دکار اور تہجد گزار بندہ شریک نہیں ہوتا۔ بلکہ جنازہ پڑھنے والا مولوی بھی صرف سرکاری یا نام کا ہی مولوی ہوتا ہے اور وہ ایک دو منٹ کا جھٹکا کراتے ہوئے نمازِ جنازہ سے فارغ

ہو جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر محرومی اور بدنصیبی یہ ہے کہ قبر کے سپرد ہونے کے بعد کوئی شخص بے حیا اور بے غیرت کو اچھے لفظوں سے یاد کرتا ہے نہ ہی اس کے لیے دعائے خیر کرتا ہے۔ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ جو لوگ عورتوں کو لے کر فرار ہوئے یا اپنی آشناؤں کو لے کر بھاگ گئے یا اس کے علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی کے دھندوں میں ملوث رہے، ان کے مرنے کے بعد بھی لوگ ان پر صرف اور صرف لعنتیں ہی ڈالتے ہیں۔

آج کے اس عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارکہ میں میں اپنے ملک کی فلم انڈسٹری کے مالکان اور اسٹیج ڈراموں کے ذمہ داران اور ایسے لوگوں کے کاروبار کو فروغ دینے والے منچلان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ دنیا مستی اور موج میلے کا نام نہیں، دنیا جوان لڑکیوں کے ساتھ انجوائے کرنے کا نام نہیں، دنیا رات کی تاریکی میں حرام ذریعے سے لطف اٹھانے کا نام نہیں بلکہ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکیزہ ملاقات کے لیے بطورِ مہلت یہ زندگی دی ہے اس کو با مقصد اور رب رسول ﷺ کے سچے طریقے سے شرم و حیا کے ساتھ بسر کرنا چاہیے۔ آج بھی پلٹ آئیں......! آپ کا رب بڑی محبت سے آپ کی آمد کا منتظر ہے۔ وگرنہ خسر الدنیا والآخرہ۔

## ⑨ بے حیا کے نیک اعمال بھی برباد ہوں گے۔

تنہائی میں بے حیائی کے دھندے کرنے والا، علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پھلانگنے والا اس قدر بدنصیب اور لعنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس

کے سارے نیک اعمال کو برباد فرما دیں گے، اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوائے ناکامی، ذلّت اور رسوائی کے کچھ نہیں ملے گا حالانکہ ان کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہوگا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تنہائی میں بے حیائی کا بلا تکلّف ارتکاب کرنے والے قیامت کے روز نیکیوں کے انبار لے کر آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا اور ایسے لوگوں کو جہنّم رسید کر دے گا ان کا جرم صرف اور صرف یہی تھا:

إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ انْتَهَكُوْهَا ①

''جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ کاموں کا موقع ملتا تو ان کا ارتکاب کر لیا کرتے تھے۔''

کیا اس حدیث کے بعد بھی یہ گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ ہم اپنی تنہائی کو ناپاک رکھیں۔ یاد رہے......! آج کل تنہائی کے معاملات اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ بڑے بڑے دین کے دعویدار اور منبر ومحراب سے وابستہ لوگ بھی اس کی زد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین!

## ⑩ بے حیا کے لیے سخت عذاب ہے۔

ہم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ حیا نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں، بے حیا بندہ مت سمجھے کہ میرے دوسرے نیک اعمال میرے کام

① المعجم الصغیر: 237/1 سنن ابن ماجہ: 4245

آ جائیں گے باقی تمام نیک اعمال کی قبولیت کا تعلق شرم وحیا کے ساتھ ہی ہے۔ جو شخص جس قدر زیادہ بے حیا اور بے شرم ہوگا اس کا معاملہ اس قدر زیادہ تباہی اور بربادی کی طرف چلا جائے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کو ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ [1]

''بلاشبہ جو لوگ ایمان والوں میں فحاشی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں سخت عذاب ہے۔''

ہمارے معاشرے میں جو لوگ بے حیائی پر مشتمل مواد کو بازاروں میں فروخت کرتے ہیں وہ لوگ سیدھے اس آیت کی زد میں ہیں اور ان لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب نازل ہوگا جو بے حیائی اور فحاشی کی خبروں کو چھپانے کی بجائے لوگوں میں پھیلاتے ہیں اور ان کو شائع کرتے ہیں۔

اور آج کل کے اکثر حاسدین بھی عذابِ شدید کے حقدار ہیں جو پاک باز لوگوں پر ناجائز تہمتیں لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

## بے حیائی کے اسباب:

آخر میں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے سامنے بے حیائی کے ایسے چور

---

[1] النور:19

دروازے بیان کردیتا ہوں کہ جن کے ذریعے سے فحاشی ہمارے گھروں اور ہمارے بچوں تک پہنچتی ہے۔ان چوردروازوں کو بند کریں اوراپنے گھرکوشرم وحیا کا گہوارہ بنائیں۔

## ①......موبائل:

اس میں کوئی شک نہیں کہ موبائل وقت کی بہت بڑی ضرورت اور سہولت بن چکی ہے لیکن بلاوجہ جوان بچے ،بچیوں کو قیمتی موبائل مہیا کرنا،ان کو اپنے ہاتھوں سے بے غیرت اور بے حیا بنانے کے برابر ہے......

خدارا......! اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر یہ موبائل ضرورت اور سہولت ہے تو آپ کے جوان بچوں اور بچیوں کے لیے بہت بڑا فتنہ بھی ہے اور آج کل ناجائز تعلقات کا سارا کاروبار انہی موبائلوں کے ذریعے ہوتا ہے۔نوجوان لڑکے تو درکنار جوان بچیوں کی انگلیاں بھی ہر وقت موبائل پر ہی ہوتی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا نقاب اور پردہ بظاہر پورا ہوتا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون!

میرے پیارے مسلمان بھائیو......! موبائل کی مختلف کمپنیوں کے ذریعے سے آپ کو جو جو آفریں دی جاتی ہیں وہ صرف اور صرف آپ کی اولاد کو بے غیرت اور بے حیا بنانے کے منصوبے ہیں۔یادرکھو!اگر یہودی آپ کی جوان اولاد کو بے حیا بنانے میں کامیاب ہوگیا تو آپ کے لیے اس سے بدتر شکست کوئی نہیں ہوسکتی۔

## ②......انٹرنیٹ:

اگر انٹرنیٹ کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ بہت بڑی سہولت ہے لیکن موجودہ حالات میں انٹرنیٹ ناجائز تعلقات ،بے حیائی ،فحاشی اور عریانی کا اژدھا بن چکا ہے

اور وہ امتِ مسلمہ کے جوانوں کو دن رات بُری طرح نگل رہا ہے لیکن ہمارے حکمران اور ذمہ داران نہایت غفلت کا شکار ہیں۔ آج کل فیس بک اور انٹرنیٹ کے دیگر پروگراموں کے ذریعے امتِ مسلمہ پر جس طرح فحاشی کو مسلط کیا جا رہا ہے پوری سابقہ تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں جوان لڑکیاں طرح طرح کے بہانے بنا کر اور اپنے والدین کو اعتماد میں لے کر نیٹ کا غلط استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتی ہیں۔

یاد رکھو......! اگر حیا نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں......!

## ③......ٹی وی فیشن:

ہماری نوجوان نسل کو فیشن مزاج بنانے میں ٹی وی کا کردار بھی بنیادی ہے، جوان بچیوں کے سامنے مختلف ڈراموں کے ذریعے جن محبّت بھری داستانوں کی تصویر کشی کی جاتی ہے انکو دیکھنے کے بعد غیرت اور حیا نام کا گوہر بھی پاس نہیں رہتا۔

بے حیائی اور فحاشی کی پہلی اسٹیج ٹی وی ہے، یہیں سے بچوں کی آوارگی کا آغاز ہوتا ہے اور وہ بالآخر اپنی جنسی تسکین کے لیے حیا کی تمام حدوں کو پار کر جاتے ہیں۔ جس قدر ممکن ہو اپنے بچوں کو ٹی سکرین سے دور رکھیں یہ بہت بڑا شیطانی چرخہ ہے۔

## ④......بے پردگی:

پردے ہی میں عورت کی عزت اور وقار ہے، ننگے منہ نکلنے والی عورت کو ہر ناپاک نگاہ دیکھتی اور شکار کرتی ہے۔ اگر آج ہمارے ملک میں اسلامی پردے کو زیب تن کیا جائے تو فحاشی و بے حیائی کے مواقع نہ ہونے کے برابر رہ جاتے ہیں۔ لیکن

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جوان بچیاں بن سنور کر گھروں سے باہر نکلتی ہیں اور یہ سارا کچھ والدین کی سرپرستی میں ہوتا ہے لیکن وہ ذرّہ بھر اس بات کا نوٹس نہیں لیتے۔ اس طرح بے حیائی پھیلتے پھیلتے آخری حدوں تک پہنچ جاتی ہے جس سے پورا معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے، بے حیائی کی روک تھام کے لیے پردے کی حیثیت بالکل وہی ہے جو حیثیت ایک مکان میں اس کی بنیاد کی ہوتی ہے۔

## ⑤...... شادی میں تاخیر:

بڑھتی ہوئی بے حیائی اور فحاشی کی ایک اہم وجہ شادی میں تاخیر بھی ہے کہ ہمارے ہاں بلوغت کے فوراً بعد شادی کا اہتمام نہیں کیا جاتا بلکہ آئیڈیل تلاش کرتے کرتے اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ بچے، بچیاں بے حیائی اور فحاشی کے دھندوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ اگر آج مسلم معاشرہ بے حیائی کی روک تھام کے لیے مخلص ہے تو اس کو دینداری کی بنیاد پر شادیاں کرنا ہوں گی۔

اگر کوئی صاحبِ حیثیت شخص دین میں رہتے ہوئے دوسری شادی کرنا چاہے تو اس کی بھی حوصلہ افزائی کرنا ہوگی۔ کئی دیندار مذہبی لوگ سرے سے دوسری شادی کے خلاف ہیں جبکہ یہ ان کی دینداری نہیں بلکہ جعلسازی ہے۔

## ⑥...... عدالتی علما:

اسلام نے ولی کی اجازت کے بغیر شادی کو باطل قرار دیا ہے، یعنی جو جوان بچی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر گھر سے فرار ہو کر اپنے آشنا کے ساتھ عدالتی نکاح کرواتی ہے اس کا وہ 'نکاح' نکاح نہیں بلکہ زنا اور بدکاری ہے کیونکہ بغیر ولی کے نکاح

ہوتا ہی نہیں۔لیکن نہایت افسوس! عدالتی علما صرف اور صرف اپنی فیس کھری کرنے کے لیے گھروں سے مفرور لڑکیوں کا نکاح پڑھاتے ہیں گویا کہ وہ خاموش زبان میں نوجوان نسل کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ والدین کی درمیان میں کوئی حیثیت نہیں تم گھروں سے بھاگ کر ہمارے پاس آجانا تمہارے عشق کو تحفظ دینے کے لیے ہماری خدمات کافی ہیں۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

چند دن پہلے ایک مفتی صاحب سے میری بات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب! جو لڑکی ماں باپ کی عزت کو خاک میں ملاتے ہوئے، اپنے آشنا کے ساتھ گھر سے فرار ہو جائے اور عدالت میں جا کر نکاح پڑھوا لے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے......؟ وہ حضرت فرمانے لگے: کہ اس کا نکاح تو ہو جائے گا۔میں نے فوراً جرأت کرتے ہوئے کہا: حضرت صاحب! جو حضرات عدالتوں میں نکاح پڑھاتے ہیں اگر اللہ نہ کرے کل کو ان کی بچیاں بھاگ کر کسی عدالت میں پہنچ جائیں تو اس بارے میں ان کا کیا خیال ہے......؟

سامعین کرام......!

منبر پر کھڑا ہوں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں وہ آگے سے جواب دینے لگا: یہ کام تو غلط ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے......! انا اللہ وانا الیہ راجعون

یاد رکھو......! عدالتوں میں بیٹھے مفرور لڑکیوں کا نکاح پڑھانے والے حضرت صاحب حد درجہ ناعاقبت اندیش ہیں اور وہ نوجوان نسل کی بدکاری اور فحاشی کو نیک انجام پر اختتام پذیر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

ازراہِ کرم......! عدالتوں میں جا کر تحقیق کرو کہ ایسے علما حضرات کا تعلق کن

مکاتب فکر سے ہے......؟ کیونکہ عدالتوں میں بیٹھ کر ایسے معاملے کرنا سراسر حیا کے خلاف ہے بلکہ ہمارے نزدیک تو گھر سے فرار ہونے والی لڑکی کا نکاح پڑھانے والا شخص اسلامی معاشرے کا مجرم ہے۔

## بے حیائی کی روک تھام:

ہماری نوجوان نسل کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ باحیا نوجوان کی بہت زیادہ قدر کرتے ہیں، اس کے اٹھنے والے ہاتھ اور اس کے منہ سے نکلنے والی نیک دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ ہمارے نوجوانوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار ادا کرنا چاہیے جب ہر طرف بے حیائی گھیر لے تو اللہ تعالیٰ کو یہاں تک کہہ دیا جائے کہ اے میرے مولا! مجھے جیل جانا گوارہ ہے لیکن اپنے دامن کو آلودہ کرنا ناگوار ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث کے مطابق جو نوجوان زمین پر شرم وحیا کی چال چلتا ہے عرش بریں پر اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر خوش بھی ہوتے ہیں اور اس سے محبت بھی کرتے ہیں بلکہ آپ حیران ہوں گے کہ حیا والی چال اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ ایک عزت دار لڑکی گھر سے نکلی اور وہ شرم وحیا کی چال چلتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچی تو اللہ تعالیٰ کو اس کی حیا اتنی پسند آئی کہ رب العالمین نے اس کی چال کو قرآن بنا کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل کر دیا۔

آخر میں نہایت اختصار سے چند ایسی باتوں کا تذکرہ نہایت ضروری ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بے حیائی اور فحاشی سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔

## ☆......نگاہ کو نیچا رکھیں۔

ہر بے حیائی کا آغاز نظر کی آوارگی سے ہوتا ہے، نگاہ کی آوارگی دل و دماغ کو بے حیائی اور فحاشی سے آلودہ کر دیتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مرد و خواتین کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور جو شخص اللہ تعالی کو اپنی بصارت دے دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے بدلے بصیرت عطا فرما دیتے ہیں۔ آپ اپنی نگاہ کو جھکا کر چلیں گے آپ کے سفر کا اختتام اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ جنّت کے کنارے جا کر ہوگا۔

یاد رہے......!

نگاہ کا زنا اس کی آوارگی ہے، جب نگاہ آوارہ ہو جائے تو سجدے کی لذت اور حلاوت بھی ختم ہو جاتی ہے جس طرح حرام کے ایک لقمے سے چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اسی طرح ایک بدنظری کا اثر کئی دنوں کی عبادت کو بے مزہ کر دیتا ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے نگاہوں کو جھکانے کا حکم دینے کے بعد اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

”اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو، اے ایمان والو! تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ“

## ☆...... نیک لوگوں سے دوستی:

نیک لوگوں کی دوستی پاکیزہ زندگی کی ضمانت ہے جس شخص کے ملنے والے صالح مزاج ہوں وہ شخص ولایت کی معراج کو جا پہنچتا ہے اور اللہ نہ کرے اگر بدنصیبی

سے کسی شخص کا بیٹھنا اٹھنا آوارہ مزاج بے دین لوگوں میں ہو جائے تو اس کی ساری زندگی تباہ ہو جاتی ہے، باحیا اور دیندار لوگوں کی مجلس اختیار کریں۔

## ☆...... اللہ کا دین سیکھنا

قرآن پاک کی آیات کو اگر سمجھ اور رُک کر تلاوت کیا جائے تو وہ جادو سے زیادہ اثر کرتی ہے، بندے کی زندگی کو بدل کر رکھ دیتی ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی کے بڑھنے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے پاس دین نام کی کوئی چیز نہیں۔ اور اگر ہمارے پاس دین کے کچھ الفاظ ہیں بھی تو وہ صرف اور صرف رٹے رٹائے ہیں جن سے کسی قسم کی کوئی تبدیلی یا انقلاب کا کوئی امکان نہیں

## ☆...... آخرت کی فکر

یہی وہ آخری بات ہے جو انسان کی شخصیت کو حد درجہ باحیا اور باوقار بناتی ہے۔ اپنی موت، قبر اور آخرت کو یاد رکھنے والا شخص بے حیا نہیں ہو سکتا۔ آپ کے اردگرد معاشرے میں جس قدر بے حیائی ہے اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو مرنا بھول چکا ہے، قبر یاد نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا تصوّر نہ ہونے کے برابر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے ظاہری و باطنی بے حیائی کو حرام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَبَطَنَ [1]

---

[1] الانعام:151

''اور تم کھلی یا پوشیدہ کسی بھی بے حیائی کے پاس نہ جاؤ۔''

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [1]

''اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو! میرے رب نے بے حیائی جو کھلے طور پر کی جائے یا پوشیدہ طور پر کی جائے حرام کر دی۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اور ہم سب کی اولادوں کو شرم و حیا کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کرے کیونکہ حیا ہے تو سب کچھ ہے اگر حیا نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں......!

هذا ما كان عندي

والله تعالى اعلم بالصواب

ان اريد الا الاصلاح وما توفيقي الا بالله

---

[1] الاعراف:33

# باصلاحیت لوگوں کے نام
# اک پیغام ①

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ○

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ②

''پھر جو ایمان لایا اور اس نے صالحیت اختیار کی ان پر نہ ڈر ہوگا نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔''

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ مَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ ③

---

① 27 رمضان المبارک کو بعد از نماز فجر...... الکریمیہ ٹرسٹ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام بارہویں سالانہ تعلیم وتزکیہ پروگرام میں دیا گیا ایمان افروز اور حد درجہ روح پرور بیان۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے احاطہ تحریر میں لانے کی سعادت بخشی ہے۔ محمد عثمان اثری

② الانعام:6

③ بنی اسرائیل:25

”تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے، اگر تم صالحیت کے ساتھ رہو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔“

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ النَّقِيَّ الْخَفِيَّ ①

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والے، دل کو پاک صاف رکھنے والے اور نیک اعمال کو چھپانے والے شخص سے محبت رکھتے ہیں۔“

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدنا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

ذی وقار سامعین کرام......! آپ نے آج کے مضمون کا نام سن لیا ہے کہ

---

① صحیح مسلم:2965

''صرف صلاحیت نہیں، صالحیت بھی'' اس حوالے سے ان شاء اللہ آج مجھے چند گزارشات کرنی ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں دست بستہ دعا ہے کہ اللہ مجھے بیان کرنے کی اور آپ کو سماعت کرنے کی اور اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

موضوع کے آغاز سے قبل میں جملۂ ابتدائیہ کے طور پر چند اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سنانا یہ بھی صلاحیت ہے کہ ایک خطیب بیان کرتا ہے، اللہ نے اسے قوتِ گویائی دی ہے وہ سینکڑوں لوگوں میں بات کرتا ہے۔

رات عبادت پھر فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ کے دین کی باتیں سننا یہ باصلاحیت لوگوں کا کام ہے لیکن میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو سنانے والے ہیں ان پر بھی صالحیت کا رنگ غالب ہونا چاہیے، مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ کہیں: واہ......! کیا شعلہ بیاں خطیب ہے، ماشاء اللہ بڑا مترنم بیان ہے......! یا مقصد یہ نہ ہو کے میری خطابت کا رعب اور دبدبہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے۔ بلکہ سنانے والے کے لیے دل میں یہ ہونا چاہیے کہ میں نے اتنا لمبا سفر صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے، میں حق بیان کروں تاکہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے مجھے وہ ذات اپنی خاص رحمت سے نوازے۔

## سامعین کی حیثیت:

ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ سننے والوں میں سے بعض لوگوں میں بھی صالحیت نہیں رہی، مثال کے طور پر اگر خطیب، مبلغ یا بیان کرنے والا مقرر پنجابی ہو تو ایک،

ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو سننے کے بعد ان کا تبصرہ یہ ہوتا ہے کہ یعنی سامعین کرام جج بن کر بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں:

☆...... ماشاء اللہ! جی! آواز بڑی اچھی اے

☆...... قرآن بڑا سوہنا پڑھدے نیں

☆...... بڑے پیارے شعر پڑھدے نیں

اگر وہ مترنم خطیب ہو تو ہمارا تبصرہ یہ ہوتا ہے:

☆...... بڑی راگ لائی شیخ نیں

☆...... ٹون بڑی اچھی سی

اگر کوئی اردو خطیب ہو تو ہمارا تبصرہ یہ ہوتا ہے:

☆...... بڑا شعلہ بیان مقرر سی

☆...... بڑا علمی تے بہت وڈی شخصیت سی

☆...... بڑا مزہ آیا، بڑی لذت محسوس ہوئی

☆...... کیا بات اے جی! حضرت دی بڑی لفاظی سی

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں مقررین کے سامنے اصلاح کی نیت سے بیٹھنا چاہیے، جج بن کر نہیں بیٹھنا چاہیے......! اور پھر بعد میں اس طرح کی اپنی رائے نہیں دینی چاہیے۔ ہمیں یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ ہم نے یہ جو بیان سنا ہے ان شاء اللہ

☆...... آج کے بعد بالتوفیق اللہ! ہم گالی نہیں دیں گے۔

☆...... آج کے بعد ہم اپنی نگاہ کو آوارہ نہیں چھوڑیں گے۔

☆...... آج کے بعد ہم کوئی ناشائستہ اور فضول کام نہیں کریں گے۔

بارگاہِ الٰہی میں دست بستہ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے سننے اور سنانے میں بھی صالحیت کا رنگ اور صالحیت کی روشنی کے ساتھ اللہ ہمیں ان محافل کو مزین کرنے کی توفیق دے۔

## اعترافِ نعمت:

صرف صلاحیت نہیں بلکہ صالحیت بھی! اس حوالے سے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ نے مجھے اور آپ کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، بے شمار عطیات ہیں، بے شمار خوبیاں ہیں جیسے حفظ کی آواز کی صلاحیت ہے غرض کہ آپ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ نے آج سے کئی سو سال پہلے یہ فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [1]

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔''

لیکن آپ حیران ہوں گے جو لطف کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو جتنی صلاحیتیں دی ہیں وہ ایسے سلیقے سے دی ہیں، ایسے پیار سے دی ہیں، ایسی محبت سے دی ہیں، ایسے انداز سے دی ہیں کہ صلاحیتیں لینے والا انسان اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے کہ یار...... ! یہ ساری صلاحیتیں میری اپنی ہیں، یہ خود سے ہی مجھے مل گئی ہیں، درمیان سے اللہ تعالیٰ کو نکال دیتا ہے یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی جود و سخاوت پر نظر دوڑائیں کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر جتلائے ہمیں یہ صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ اکثر انسان

---

[1] النحل:18

اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ بات نہیں۔

......آپ کے پاس کمانے کی جو صلاحیت ہے، حفظ کی، فہم وفراست، اور بہادری کی جو صلاحیت ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان تمام اوصاف سے جو نوازا ہے اس کے بارے میں تمہیدی طور پر چار باتوں کو ذہن میں رکھیں!

## چار بنیادی اور اہم باتیں:

1 ......ہمارے پاس جو بھی صلاحیت ہے، جو بھی کارنامہ سرانجام دیتے ہیں، جو بھی نعمت ہمارے پاس ہے اس صلاحیت اور نعمت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنی چاہیے، مثال کے طور پر سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا، لیکن وہ کیا ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ⭘ [1]

”اے لوگو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں پرندوں کی بولی سکھادی ہے اور اللہ نے ہمیں ہر نعمت عطا کی ہے اور یہ ہم پر اللہ کا واضح فضل ہے۔“

آپ کے پاس جو کچھ ہے آپ اس کو اللہ کا فضل کہیں......! آپ اس کو اللہ کی رحمت وکرم کہیں......!

جب سیّدنا یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تخت عطا فرمایا، مصر کی عزت عطا فرمائی تو تخت پر بیٹھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا، اس پر میرا

---

[1] النمل:16

کمال نہیں، اس میں کوئی خوبی نہیں، میری کوئی صلاحیت نہیں، یہ جتنی صلاحیتیں خوبیاں اور نعمتیں عطا ہوئی ہیں یہ اللہ کا ہم پر احسان ہے، یعنی بنیادی طور پر آپ کو جتنی صلاحیتیں مل چکی ہیں یہ ساری کی ساری نعمتیں اور صلاحیتیں ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اگر کسی صلاحیت میں کمال ہے تو آپ اپنی لغت میں لفظِ ''مَیں'' کو نکال دیں یہ صالحیت کی سب سے پہلی سیڑھی ہے جو بھی آپ کے پاس نعمتیں ہیں مثال کے طور پر آپ کا اچھا کاروبار ہے، اچھی آواز ہے، بہادری ہے، فہم وفراست ہے تو آپ جب بھی بات کریں تو یہ نہ کہیں کہ ''میں نے ایسے کیا''، میں ایسے کر دوں گا'' میں یہ کر سکتا ہوں، میں وہ کر سکتا ہوں'' بلکہ آپ کہیں مجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اور اللہ کی توفیق سے یہ نعمتیں میرے پاس آئی ہیں۔ اللہ کی توفیق سے ہی یہ تمام صلاحیتیں مجھے ملی ہیں۔

تو صالحیت اور صلاحیت کے حوالے سے جو سب سے پہلی بات ہمیں ذہن نشین کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ یہ تمام صلاحیتیں اور نعمتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں اور ان تمام کی تمام صلاحیتوں کی نسبت ہمیں اللہ کی طرف کرنی چاہیے، بندوں کی طرف نہیں کرنی چاہیے۔ عموماً ہمارے معاشرے میں یہ جملہ بولا جاتا ہے جب کوئی کسی سے پوچھے کہ آپ کا کیا حال ہے......؟ عموماً یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ کی دعائیں ہیں......!

میں سمجھتا ہوں اس جواب میں صالحیت کا رنگ نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے لوگ پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے......؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی یہ نہیں فرمایا تھا کہ صحابہ......! آپ کی دعائیں ہیں!

جب ہم یہ کہہ دیں کہ پیروں کی دعائیں ہیں......! تو یہ شرک ہے۔ جب

ہم یہ کہہ دیں کہ آپ کی دعائیں ہیں تو کہاں کی توحید ہے......!

ٹھیک ہے اگر آپ کے لیے کوئی دعا کرتا ہے جیسے آپ کے والدین، اساتذہ اور عزیز و اقارب وغیرہ لیکن آپ کا جواب یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کا شکر ہے، اللہ کا کرم ہے اور اس کا بڑا فضل ہے۔ آپ مزید دعا کی درخواست کریں......!

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام صلاحیتیں اللہ نے دی ہیں تو آپ کہیں......! اللہ کا شکر ہے۔ صلاحیتوں کے بارے میں سب سے پہلی بات ذہن نشین رکھنے والی یہ ہے کہ یہ صلاحیتیں اللہ ہی کی ہیں آپ نے سیّدنا ذوالقرنین علیہ السلام کا نام سنا ہوگا بڑے باصلاحیت بادشاہ تھے لیکن آپ کی صالحیت کا عالم دیکھئے کہ جب انہوں نے بہت بڑی دیوار بنائی تو سیّدنا ذوالقرنین علیہ السلام نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ میری محنت، قابلیت اور صلاحیت کا نتیجہ ہے، بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ [1]

''ذوالقرنین نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اس کو ڈھا کر برابر کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔''

تو آپ زندگی میں جب بھی اپنی نعمت اور صلاحیت کا تذکرہ کریں تو فوراً اس کی نسبت اللہ کی طرف کردیں۔

---

[1] الکہف:98

2 ......اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ یہ جتنی بھی دیکھنے، بولنے، چکھنے، فہم وفراست، بہادری، حفظ، قوتِ گویائی اور خوبصورت آواز کی صلاحیتیں ہیں یہ تمام نعمتیں ہمارے پاس ہمیشہ کے لیے نہیں ہیں بلکہ یہ سب صلاحیتیں عارضی ہیں، ایک وقت آئے گا جب ہمارا جنازہ اٹھے گا تو ان میں سے کوئی بھی صلاحیت اور نعمت ہمارے پاس موجود نہ ہوگی بلکہ یہ سب عارضی صلاحیتیں بن کر رہ جائیں گی اگر کسی وقت یہ غلط فہمی ہو کہ یہ مال و دولت، جاہ و جلال اور یہ اولاد ہمیشہ کے لیے ہیں تو ان لوگوں کی طرف دیکھا کریں کہ جن کو اللہ نے یہ نعمتیں اور صلاحیتیں نہیں دیں، جن کو اللہ نے ان تمام سے محروم رکھا۔

سیّدالکونین محمد رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ [1]

”اے میرے اللہ! صلاحیتوں اور نعمتوں کے چلے جانے سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں، یہ جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں ان کو مجھ پر برقرار رکھنا اور ان میں عافیت رکھنا“

تمام صلاحیتیں اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہیں اور کسی غیر کی طرف ان کی نسبت کرنا جائز نہیں اور تمام نعمتیں ہمارے پاس عارضی ہیں۔

3 ......تیسری بات بڑی ہی اہم ہے کہ جتنی بھی نعمتیں اور صلاحیتیں ہیں یہ

---

[1] صحیح مسلم:2739 سنن ابی داود:1545

بطورِ آزمائش ہیں۔ کسی کے پاس مال وزر کا زیادہ ہونا، کسی کے پاس جرأت و بہادری کا زیادہ ہونا یا کسی کے پاس فہم وفراست، خوبصورت آواز کا ہونا تو انسان کو یہ تمام صلاحیتیں پا کر یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میرا اللہ مجھ سے بہت خوش ہے کہ جس کی وجہ سے مجھے یہ نعمتیں اور صلاحیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ بات ذہن نشین رکھیے کہ ان صلاحیتوں پر ناز کرنے والے ہمیشہ ناکام لوگ ہی ہوتے ہیں اور یہی وہم کفارِ مکہ کو بھی تھا کہ جس کو قرآن کریم نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝ [1]

''میں بہت زیادہ ہوں تجھ سے مالی لحاظ سے اور زیادہ مضبوط ہوں افراد کے لحاظ سے۔''

حضرات ذی وقار...... ! یہ صلاحیتوں کا مل جانا بطورِ آزمائش ہے، اگر کسی کے پاس یہ نعمتیں اور صلاحیتیں زیادہ ہیں تو اس کی آزمائش بھی زیادہ ہے اور اگر کسی کے پاس یہ صلاحیتیں کم تو ان کی آزمائش بھی تھوڑی ہے۔ میں ایک مثال دے کر آپ کو سمجھاتا ہوں کہ آپ اپنے ایک شاگرد کو ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں اور دوسرے شاگرد کو دس روپے دیتے ہیں، اب ہزار لینے والا یہ کہے کہ ماشاءاللہ مجھے ہزار روپیہ مل گیا، فخر وناز کرے۔ تو سمجھتا ہوں کہ عقلمندی نہیں ! کیونکہ جب حساب کی باری آئے گی تو دس روپے لینے والا شاگرد جلدی ہی حساب دے دے گا اور ایک ہزار روپے لینے والا شاگرد حساب جلدی نہ دے سکے گا۔ اس لیے اگر آپ کے پاس گاڑی، مکان

---

[1] الکھف: 34

، مال و زر، اولاد اور بے شمار نعمتیں و صلاحیتیں نہیں ہیں تو آپ کو گھبرانا نہیں چاہیے......!
جس اللہ نے آپ کو جو کچھ دے رکھا ہے ایک دن اسی اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور
اور ان تمام نعمتوں کا پورا پورا حساب دینا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ①

''تا کہ وہ آزمائے تم کو عمل کے اعتبار سے زیادہ اچھا کون ہے؟ اور وہی
غلبے والا بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔''

یعنی کہ جو بھی صلاحیتیں تمہارے پاس ہیں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان صلاحیتوں پر میری صالحیت کا رنگ کون چڑھاتا ہے......؟ نیکی کا رنگ کون چڑھاتا ہے......؟ تقویٰ کا رنگ کون چڑھاتا ہے......؟ اس لیے آپ پریشان نہ ہوا کریں! اپنے آپ کو چھوٹا نہ سمجھا کریں کہ میرے پاس وسائل نہیں ہیں، کوئی صلاحیت نہیں ہے تو میں کیا کروں......؟ بلکہ جو اللہ نے آپ کو دے رکھا ہے آپ اس کی تقدیر پر خوش رہیں اور ذہن میں یہ رکھیں کہ جس کے پاس زیادہ ہے وہ آپ سے بہتر نہیں ہے......!

ہاں......! اگر وہ اس پر صالحیت کا رنگ چڑھائے گا اور اگر اس پر وہ صالحیت کا رنگ نہیں ہے تو آپ اس سے ہزار درجے بہتر ہیں۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ جھونپڑی میں رہنے والا غریب کہ جس کے پاس بظاہر کچھ نہیں ہے وہ اس بادشاہ سے بہتر ہے جو محلات میں رہ کر صالح زندگی بسر نہیں کرتا۔

تین باتیں ہم نے مکمل کیں ہیں ①...... نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں، جب

---

① الملک:2

بھی کوئی نعمت، صلاحیت نظر آئے تو لفظ ''میں'' کو نکال دیں اور اللہ کی طرف منسوب کیا کریں۔ ②......دوسری بات یہ نعمتیں عارضی ہیں اور بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے ہیں۔

③ تیسری بات یہ کہ بطورِ آزمائش ہیں۔

بعض لوگ اس معاملے میں بڑی احساسِ کمتری کا شکار رہتے ہیں کہ جی......! ہمارے پاس یہ نہیں، وہ نہیں، فلاں چیز نہیں ہے۔

اللہ کے بندو......!

تمہارے پاس اسلام، ایمان، دین ہے اور لا الہ الا اللہ پڑھنے والا مسلمان نماز اور ذکر کا اہتمام کرتا ہے تو یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے

اور جس کے پاس دولت زیادہ، اولاد زیادہ، کاروبار زیادہ

یہاں پر میں ایک اور مثال دیتا ہوں کہ

ایک امتحانی سنٹر ہے اس میں ایک طالب علم کے پاس قلم پانچ روپے کا ہے، ایک طالب علم وہ ہے جس کے پاس قلم ایک لاکھ روپے کا ہے تو دینا تو دونوں نے پیپر ہی ہے۔ آپ نے نتیجہ نکالنا ہے کہ 5 روپے کے قلم والا پیپر دیتا ہے اور سارے سوال صحیح حل کرتا ہے اور دوسری طرف جس کے پاس ایک لاکھ روپے والا قلم ہے وہ سارے سوال غلط کرتا ہے تو آپ مجھے بتائیں یہ پانچ والا بہتر ہے یا لاکھ روپے والا......؟

سامعین کرام......!

آپ یہ بنیادی بات سمجھیں کہ اللہ کی دی ہوئی یہ نعمتیں ہمارے پاس عارضی ہیں اور بطورِ آزمائش ہیں۔

④...... چوتھی بات یہ کہ ان تمام نعمتوں کے بارے میں قیامت کے روز

ہم سے سوال کیا جائے گا۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ①

''پھر البتہ ضرور ضرور تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

سامعین کرام......!

جیسا حفظ ہے، جیسی زبان ہے، جیسی فہم وفراست ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ نے دیگر کمالات سے ہمیں نوازا ہے تو ہم بہت زیادہ کوشش کریں کہ ہم تمام صلاحیتوں پر صالحیت کا رنگ چڑھائیں......! آپ مجھ سے سوال کریں کہ قاری صاحب! یہ رمضان کا مہینہ کس لیے آتا ہے......؟ تو میرے پاس اس کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ تیس دن میرے اور آپ کے تمام افعال وکمالات وصلاحیتوں پر صالحیت کا رنگ چڑھانے کے لیے آتا ہے جس بندے نے اپنی صلاحیتوں پر صالحیت کا رنگ نہیں چڑھایا تو یقین مانیے......! اگر وہ ساری زندگی نوافل وروزے میں بھی گزار دے تو ایسا آدمی کبھی اللہ کی بارگاہ میں سرخرو نہیں ہوگا۔

دنیا میں انبیاء ورسل علیہم السلام کا آنا، دین اسلام اور قرآن کا نازل ہونا، ان تمام چیزوں کا مقصد یہ ہے ہم اپنی صلاحیتیں، تمام قوتیں صالحیت کے تابع کر دیں، اس پر تقویٰ کا رنگ چڑھائیں......! اور جن لوگوں نے ایسا کیا ان لوگوں نے دنیا میں بھی عزت پائی اور مرتے وقت بھی عزت پائی اور قیامت کے روز وہ بہت زیادہ شان د

① التکاثر:8

شوکت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے۔

## باصلاحیت نوجوان پر نیکی کا رنگ:

آیئے......! میں آپ کی ملاقات ایک ایسے باصلاحیت نوجوان سے کروانا چاہتا ہوں کہ جس کی صلاحیتوں پر تقویٰ کا رنگ غالب تھا، جس کی صلاحیتیں خوفِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی تھیں اور خوفِ الٰہی کے سامنے جھکی ہوئی تھیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا، آپ اتنے باصلاحیت نوجوان تھے کہ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دُعا پائی کہ کونین کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ①

''اے اللہ! اس کو قرآن سکھا اور دین کی سمجھ دے۔''

یعنی اے میرے اللہ! یہ ننھا منھا عبداللہ، بڑا باصلاحیت ہے، بڑا ذہین، بڑا باادب، بڑا پھرتیلا ہے، آپ نے اسے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ②

''اے اللہ! اس کو قرآن پاک کی تفسیر کا امام بنادے اور اس کو حدیث کا فہم عطا کر دے۔''

---

① صحیح البخاری:75

② صحیح البخاری:143

①......اے اللہ اس بچے کو مفسر قرآن بنا دے......! سبحان اللہ، یہ کس قدر شاندار اور بے مثال دعا ہے۔ آج ہم بھی جب بچوں کی صلاحیتوں پر خوش ہوں تو ہمیں بھی ایسی ہی دعا کرنی چاہیے، کیونکہ قرآن کا عالم اور مفسر ہونا یہ دنیا کی سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔

②...... اے اللہ اس بچے کو دین کی سمجھ عطا فرما......! دین کی سمجھ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایک مسلمان کے لیے سب سے زیادہ قیمتی خزانہ صرف اور صرف دین ہے۔ جن کی اولادیں اللہ کے دین کی خادم ہیں وہ دنیا و آخرت کے کامیاب اور عظیم ترین لوگ ہیں۔

سامعین کرام......!

جس انسان کی صلاحیتوں پر صالحیت کا رنگ غالب ہو بڑے خوش ہو کر اسے دعا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چودہ برس کی عمر میں اتنے باصلاحیت نوجوان تھے اور صالحیت کا عالم یہ تھا کہ

سَلُوْنِیْ عَنِ التَّفْسِیْرِ فَاِنِّیْ حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ وَاَنَا صغِیْرٌ ①

"اے لوگو! تم قرآن پاک کے حفظ، تجوید اور اس کی تفسیر کے بارے میں آپ مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو......!"

یعنی اللہ کی توفیق سے 14 برس کی عمر میں ہی قرآن کو تفسیر کے ساتھ سینے میں محفوظ کیا یہ ان کی صلاحیت پر صالحیت کا رنگ تھا۔

---

① فتح الباری شرح صحیح البخاری: 9/105

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے رُفقا بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نجی محفلوں میں بیٹھا کرتے تھے ہم نے کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو فضول بات کرتے نہیں دیکھا۔ اللہ اکبر!

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

''جس کا اللہ پر ایمان ہے آخرت پر ایمان ہے وہ خیر کی بات کہے یا وہ خاموش رہے۔'' ①

## شرم وحیا کا نادر نمونہ:

سامعین کرام......!

بولنا ایک صلاحیت ہے ہم بھی دیکھیں ہمارے بولنے میں صالحیت کا رنگ کس قدر ہے......؟ آپ رضی اللہ عنہ شرم وحیا کے پتلے تھے، باوجود خوبصورتی اور قدر درازی کے حددرجہ باحیا اور منکسر المزاج تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ غسل اپنے ستر کے اردگرد باریک کپڑا اوڑھ لیا کرتے تھے، حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے، نہانے کے لیے بالکل برہنہ ہونا ناجائز نہیں بلکہ درست ہے۔ لیکن آپ کی شرم وحیا کا یہ عالم تھا کہ باریک کپڑا اوڑھ کر غسل کرتے، وجہ پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنِّیْ اَسْتَحْيِ اللهَ ''میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہوں''

آپ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کس قدر

---

① صحیح البخاری: 6018

شرم وحیا کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنے والے تھے۔

آج ہم اپنی صلاحیتوں کو حرام، فراڈ، بدمعاشی، فحاشی کے اڈوں، انٹرنیٹ اور کیبل پر ضائع کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انجام کیا ہوتا ہے جب وہ فوت ہوئے۔ امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَطَاءِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَتَذَاكَرْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ عَطَاءٌ مَا رَأَيْتُ الْقَمَرَ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشَرَةَ إِلَّا ذَكَرْتُ وَجْهَ ابْنِ عَبَّاسٍ ①

''ہم مفتی مکہ عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مسجد حرام میں بیٹھے تھے تو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یاد کیا، حضرت عطاء نے فرمایا: کہ میں نے جب بھی چودھویں رات کے چاند کو دیکھا تو مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا چہرہ یاد آ گیا۔''

یاد رکھیں......! آج ہم اپنی صلاحیتیں عریانی، فحاشی، لڑائی جھگڑے، حسد بغض، کینہ، عداوت، غلاظتوں اور حماقتوں میں ضائع کر رہے ہیں تو یہ ساری سیاہیاں موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہمارے چہرے پر ڈال دے گا اور اگر آج ہم راتوں کو روتے رہے، اللہ کے سامنے جھکتے رہے، عبادت گزار بندے بن کر رہے تو اللہ تعالیٰ

---

① سیر اعلام النبلاء: 3/337

ان اعمال کی چمک ہمارے چہروں پر پیدا فرما دے گا۔

## ایک عظیم کرامت:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ جس کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے متواتر قرار دیا ہے، یعنی کہ طائف میں آپ کی قبر پر پیش آنے والا واقعہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے جس میں ذرہ بھر کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے۔ جب آپ کی میت کو دفن کے لیے قبر کے پاس رکھا گیا تو ایک خوبصورت سفید پرندہ آیا، جو آپ کے کفن میں داخل ہو گیا، لمبے انتظار کے بعد بھی وہ آپ کے کفن سے باہر نہ نکلا، چنانچہ آپ کی میت کو اسی طرح قبر کے اندر رکھ دیا گیا۔ سبحان اللہ! اس پرندے کے متعلق اہل علم و فضل کی مختلف آراء ہیں، لیکن اکثر کے نزدیک یہی بات ہے کہ یہ سفید پرندہ آپ کا معجزاتی علم و فضل تھا جو آپ اپنے ساتھ ہی دنیا سے لے گئے۔ اور جب آپ کی قبر پر مٹی ڈالی گئی تو فراغت کے بعد قبر کے کناروں سے قرآن پاک کی آیت سنائی دی، غیبی آواز تھی نجانے رحمت کا فرشتہ تھا یا کوئی قدرت کی اور نشانی تھی پڑھنے والا بڑی ہی مسحور کن آواز میں آپ کی قبر کے پاس پڑھ رہا ہے۔

يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ ۝ وَادْخُلِىۡ جَنَّتِىۡ ۝ [1]

''اے مطمئن نفس......! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو جا میرے بندوں میں اور داخل ہو جا

---

[1] سورۃ الفجر: 27-30

میری جنت میں۔"

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

"جو ایمان لے آیا اور اس نے اپنی صلاحیتوں پر اپنی صالحیت کا رنگ چڑھایا ایسے بندے قیامت کے روز انہیں ڈر ہوگا اور نہ ہی غم"

## باصلاحیت شخصیت پر صالحیت کا رنگ:

حضرات ذی وقار......!

میں آپ کی ملاقات ایک اور باصلاحیت نوجوان سے کرواتا ہوں جس کے بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَاللهِ! إِنِّيْ أُحِبُّكَ يَا مُعَاذ ! [1]

"اے معاذ! مجھے اللہ کی قسم ہے مجھے تجھ سے بہت پیار ہے"

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قسم اٹھا کر کیوں ذکر کیا ہے، حالانکہ اس وقت بڑے بڑے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! میں تیری جوانی اور تیری صلاحیتوں پر صالحیت کا رنگ دیکھتا ہوں اس لیے معاذ! میں اللہ کا نبی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں تیری نیکی اور صالحیت کی وجہ سے تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں

سامعین کرام......!

آج کون ہے جو ہماری نیکی، تقوے اور صالحیت کی وجہ سے ہم سے محبت

---

[1] سنن ابی داؤد: 1522

کے دعوے کرتا ہے......؟

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' اٹھارہ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور 32-33 سال کی عمر میں فوت ہو گئے اتنی کم عمر جو پندرہ سال کے قریب بنتی ہے لیکن اس پندرہ سالہ زندگی میں انہیں حفظ، فہم وفراست، شرم وحیا اور نیکی کی صلاحیت اور جو قوتیں اللہ پاک نے انہیں بخشیں تھیں ان پر صالحیت کا رنگ بھی غالب تھا۔ یہ جوان تھے صالحیت والے تھے، بہت قابل اور ذہین تھے، ان کی صالحیت کا عالم یہ تھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا بَزَقْتُ عَلٰی یَمِیْنِیْ مُنْذُ أَسْلَمْتُ ①

''اللہ کی قسم! میں نے جب سے کلمہ پڑھا ہے میں نے کبھی دائیں جانب نہیں تھوکا۔''

حالانکہ دائیں جانب تھوکنا گناہ نہیں ہے لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی صالحیت کا عالم یہ ہے کہ دائیں جانب کو اللہ اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے بہت پسند فرمایا ہے اسی لیے اس کے احترام میں انہوں نے دائیں جانب نہیں تھوکا۔

آج ہم ان کو گالیاں دیتے ہیں جن کو کلمے کے نام پر حاصل کیا ہے یہ کہیں کی صالحیت نہیں......! بلکہ آپ اپنے گھر، محلے اور خاندان میں ایسے عاجزی سے رہیں کہ ہر فرد آپ سے محبت کرے، لوگ آپ کی قسمیں اٹھا کر آپ کی نیکی کی گواہی دیں۔ آج صلاحیتیں ہیں لکھنے کی، بولنے کی، سریلی آواز کی، فہم وفراست کی، لیکن ماں باپ بھی تنگ ہیں، محلے دار بھی تنگ ہیں، خاندان والے بھی گویا کہ اپنے اور بیگانے

---

① سیر اعلام النبلاء: 1/455 مستدرک حاکم: 3/271

بھی ہماری صالحیت سے پریشان ہیں۔اور ہماری صالحیت کا عالم یہ ہے کہ جونہی رمضان کے روزے گزرتے ہیں عیدوالے دن ہی صبح کی نماز میں غیر حاضر ہوجاتے ہیں کچھ لوگ آہستہ آہستہ دن بدن مسجد سے بالکل غیر حاضر ہوجاتے ہیں، ہماری ایسی صالحیت سے ہماری زندگی میں کیا انقلاب آئے گا......؟ ایسی صالحیت کا زندگی پر کیا رنگ چڑھے گا......؟

ہماری صالحیت تو یہ ہے کہ چند دن پہلے مجھے ایک بیٹی نے فون پر بتایا کہ ان کے والد گرامی نمازِ پڑھتے ہیں، آپ کے ہاں جمعہ پڑھنے کے لیے آتے ہیں لیکن گھر میں ان کی صالحیت کا عالم یہ ہے کہ اتنی گندی گندی گالیاں دیتے ہیں کہ ہم گھر والے آٹھ آٹھ دن روتے رہتے ہیں۔

سامعین کرام......! ہمارے اخلاق وتواضع ،زبان کے برے استعمال اور ہماری نمازوں سے یہ صالحیت پیدا ہوتی ہے......؟

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند لوگ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے امامت کے لیے مطالبہ کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسا ساتھی عنایت فرمائیں جو ہمیں نماز پڑھادیا کرے، تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔آپ رضی اللہ عنہ امامت کرواتے رہے اور اکثر عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کرتے اور بعد میں اپنے علاقے کے لوگوں کی امامت کرواتے، بسا اوقات پہلی دو رکعات میں حد درجہ لمبی قراءت کرتے۔ایک دفعہ تو آپ نے سورۂ بقرہ شروع کردی، علاقے کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

اے اللہ کے رسول! آپ کا بھیجا ہوا امام حد درجہ صالح اور باکمال ہے صرف ایک بات ہے کہ وہ نماز میں قراءت بہت لمبی کرتے ہیں جب کہ ہم صبح کے تھکے ماندے ہوتے ہیں، آپ ﷺ ان سے عرض کریں کہ قرأت تھوڑی سی کم کیا کریں۔ آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالا کرو، اگر تجھے لمبے قیام کا شوق ہے تو اپنا یہ شوق اکیلے قیام اللیل میں پورا کر لیا کرو، جماعت کرواتے ہوئے بیمار، بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں کا خیال رکھا کرو۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دو شادیاں کی تھیں اور دونوں کے درمیان عدل کرنے میں اپنی مثال آپ تھے، صالحیت اور نیکی کا عالم یہ تھا:

فَإِذَا كَانَ عِنْدَ إِحْدَاهُمَا لَا يَشْرَبُ وَلَا يَتَوَضَّأُ فِيْ بَيْتِ الْأُخْرٰى

”جب ان میں سے کسی ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے گھر سے پانی پیا کرتے تھے نہ ہی وضو کیا کرتے تھے۔“

اسی طرح بیویوں کے حقوق کے معاملے میں جو صالحیت کا حسن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی زندگی میں نظر آتا ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتا۔ اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ طاعون کی بیماری میں دونوں بیویاں ایک دن ہی فوت ہو گئیں، فَحَفَرَ لَهُمَا حُفْرَةً آپ نے ان دونوں کے لیے قبریں کھودیں، پھر اس کے بعد

أَسْهَمَ بَيْنَهُمَا أَيَّتُهُمَا تُوْضَعُ فِي الْقَبْرِ أَوَّلًا

''قبر میں رکھنے سے پہلے دونوں کے درمیان قرعہ ڈالا''

جس کا نام نکلا اس کو پہلے قبر میں رکھا۔ اللہ اکبر

حضرات گرامی قدر......! آپ یہاں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ علم وفضل اور صلاحیتوں کے مالک لوگ کس قدر نیکی اور صالحیت کی زندگی بسر کرتے رہے۔

## امام ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں پیدا ہوئے پھر لمبی مدت بغداد میں قیام کرنے کے بعد دوبارہ شام کے علاقے کی طرف لوٹ گئے۔ اور آپ نے 215 ہجری میں وفات پائی، آپ کی نیکی اور صالحیت کا عالم یہ تھا یہ رات کا لمبا حصہ سجدے کی حالت میں اللہ کے سامنے روتے رہتے اور نمازِ تہجد کے ساتھ اس قدر مانوس تھے کہ فرمایا کرتے تھے:

لَوْلَا صَلَاةُ اللَّيْلِ ، مَا أَحْبَبْتُ الْبَقَاءَ فِي الدُّنْيَا

''اگر رات کی نماز نہ ہوتی تو میں دنیا میں رہنا ہی پسند نہ کرتا۔''

حضرات......! کہاں گئے ایسے لوگ......؟ صلاحیتیں پاکر ان پر صلاحیت کا رنگ چڑھانے والے چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتے۔

## امام عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل بصرہ کے بہت بڑے محدث اور شیخ تھے، اللہ تعالیٰ نے ذہانت اور فطانت کے ساتھ گفتگو میں بہت زیادہ لیاقت بخشی تھی لیکن اس کے باوجود

شب زندہ دار، تہجد گزار اور حد درجہ خاموش طبع شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے شاگردوں کا بیان ہے کہ ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی فضول مذاق اور گالم گلوچ کرتے نہیں دیکھا اور اگر کوئی شخص آپ کے پاس آکر غیبت کرتا تو آپ اس کو روک دیتے اور فرماتے: اللہ کے بندے! اگر اس میں یہ خامی ہے تو ''ان اللہ رحیم'' بلا شبہ اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے خلاف اپنی زبان کو دراز کیا تو آپ نے نہایت ادب وحیا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تیرے عیبوں کو ڈھانپ کے رکھنا میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا میرے نامہ اعمال میں کوئی ایسا بول لکھ دیا جائے جو میرے لیے قیامت کے روز شرمندگی کا باعث ہو۔

حضرت خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

صَحِبْتُ إِبْنَ عَوْنٍ أَرْبَعًا وَّ عِشْرِيْنَ سَنَةً ، فَمَا أَعْلَمُ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ كَتَبَتْ عَلَيْهِ خَطِيْئَةً (1)

''میں چوبیس سال ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہا مجھے معلوم نہیں کہ فرشتوں نے آپ کی کوئی ایک غلطی بھی لکھی ہو۔'' اللہ اکبر

حضرات ذی وقار......! کہاں گئے ایسے لوگ......؟

کیا آپ میں سے کوئی شخص کسی کے بارے میں یہ بول کہہ سکتا ہے......؟

مجھے یاد آئے امام عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ آپ نہایت باصلاحیت ہونے

---

(1) الزہاد مائۃ، ترجمۃ ابن عون

کے باوجود حد درجہ صالح، خاموش طبع اور تقویٰ و طہارت کے پیکر تھے، میں نے ان جیسا باعمل اور محتاط شخص کوئی نہیں دیکھا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

حضرات ذی وقار......!

صلاحیتوں کی کمی نہیں، بڑے بڑے باصلاحیت نوجوان اور بزرگ دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن جب قریب سے ان کی عملی زندگی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ہر کوئی اس حمام میں ننگا ہی نظر آتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے انجام پر نظر رکھتے ہوئے ہمہ وقت اپنی کردار سازی میں اپنے اسلاف کی یاد تازہ کریں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عارضی نعمتیں اور صلاحیتوں کو پا کر صالح مزاج اور باکردار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

هذا ما كان عندی

واللہ تعالی اعلم بالصواب

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ

# صدقہ اور اس کے فوائد

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ [1]

”اور ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے، پھر وہ کہے: اے میرے رب! تو نے مجھے کچھ اور مہلت کیوں نہ دی؟ کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا۔“

---

[1] المنافقون:10

حمد و ثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود و سلام سیدنا و سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین امامنا فی الدنیا وامامنا فی الاخرۃ وامامنا فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت و بخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین۔

## تمہیدی گزارشات:

کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان جو بھی نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی بہت زیادہ قدر کی جاتی ہے، اخلاص سے کی ہوئی کوئی نیکی بھی معمولی نہیں ہوتی بلکہ اس کے بدلے مسلمان کو دنیا و آخرت میں بہت زیادہ بھلائیوں کے ساتھ نوازا جاتا ہے۔

تمام نیک اعمال کی اپنی اپنی جگہ بہت زیادہ اہمیت، حیثیت اور افادیت ہے لیکن اخلاص کے ساتھ کیا ہوا صدقہ اللہ کی راہ میں بہت زیادہ مقام و مرتبہ رکھتا ہے۔ صدقے سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے، وہ خرچ مسجد پر ہو یا مدرسے پر، کسی بیوہ پر ہو یا کسی یتیم پر۔ جس جگہ پر بھی کوئی مسلمان اپنے حلال مال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرتا ہے ایسے انسان کی عزت و عظمت اور اس کے شان و مقام کا کوئی دوسرا مسلمان مقابلہ نہیں کر سکتا۔

آفتوں کو ٹالنے اور خوشیوں کو حاصل کرنے کا زبردست طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے رزق حلال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا رہے۔ دینے کے لیے ضروری

نہیں کہ آدمی ہزاروں روپیہ اللہ کی راہ میں دے بلکہ اگر کوئی شخص ایک روپیہ بھی اللہ کی راہ میں دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی نہایت قدر و قیمت کے ساتھ وصول کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں بخاری و مسلم کی مشہور روایت ہے کہ جو شخص حلال کمائی میں سے کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں قبول فرماتے ہیں اور پھر اس کے صدقے کو

يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ ①

"اس کے خرچ کرنے والے کے لیے اسے اس طرح بڑھاتا ہے جس طرح کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے حتی کہ کھجور کے برابر کیا ہوا صدقہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔"

سامعین کرام......!

آپ اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فی سبیل اللہ صدقے کی کس قدر اہمیت ہے۔

## شیطان کی کوشش:

قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان مسلمان کو نیک اعمال سے روکنے کے لیے بہت زیادہ محنت کرتا ہے لیکن سب سے زیادہ محنت اس بات پر کرتا ہے کہ کہیں کوئی مسلمان رزقِ حلال میں سے اللہ کی راہ میں دینے والا نہ

---

① صحیح البخاری:1410

بن جائے۔ جب بھی کوئی مسلمان رزقِ حلال میں سے اللہ کی راہ میں دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے دل میں فقر و فاقے کے وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اور جعلی خیر خواہ بن کر اس کو احساس دلاتا ہے کہ تجھے مستقبل میں مال و زر کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا يُخْرِجُ رَجُلٌ صَدَقَةً حَتّٰى يَفُكَّ لَحْيَيْ سَبْعِيْنَ شَيْطَانًا[1]

"جب مسلمان آدمی صدقہ کرتا ہے تو وہ اپنے سامنے روڑے اٹکانے والے ستر شیطانوں کے جبڑے پھاڑ کر صدقہ کرتا ہے۔" اللہ اکبر

اس صحیح حدیث سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمان کو کنجوس بنانے کے لیے شیطان کتنی محنت کرتا ہے اور مسلمان کے صدقے سے شیطان کو کس قدر زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

## آفتیں بڑھنے کی وجہ:

آج کل اکثر لوگ دعا کے لیے کہتے ہیں کہ حضرت جی! دعا فرمانا! پریشانی اور بیماری بہت زیادہ ہے، سکون اور آرام نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی......!

اس میں کوئی شک نہیں کہ نیک لوگوں سے دعا کروانی چاہیے لیکن آفات و بلیات اور مصائب سے چھٹکارا پانے کا بہترین اور آسان ترین حل صدقہ ہے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل: 22962

یاد رکھو......!

☆...... بیمار لوگوں کی بیماریاں بڑھ گئیں صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے

☆...... دکھیوں کے دکھ بڑھ گئے صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے

☆...... غریبوں کی غربت بڑھ گئی صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے

☆...... کاروبار اور مال سے برکت اٹھ گئی صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے

☆...... محبتوں کی جگہ نفرتوں نے لے لی صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے

تنگی کی ہر حالت میں کشادگی کا راستہ صدقہ ہے اور صدقہ ہی ایک ایسا مبارک اور پاکیزہ عمل ہے کہ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دین و دنیا اور آخرت کی ہر نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔ آج میں آپ کے سامنے نہایت اختصار سے اللہ کی راہ میں دینے کے چند فوائد بیان کرنا چاہتا ہوں، بلا ناغہ کچھ نہ کچھ ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کیا کریں...... چاہے ایک روپیہ ہی کیوں نہ ہو......!

اللہ تعالیٰ جہاں دنیا کی رونقیں دوبالا کر دے گا وہاں آخرت کے روز بھی آپ کو ''بابُ الصدقة'' سے جنّت کا مہمان بنایا جائے گا۔

## (1) تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے:

آسمانی کتابوں کے نزول اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفس ہے کہ انسان کا نفس گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو کر نیکی کے جذبے سے سرشار ہو جائے۔ تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ''انفاق فی سبیل اللہ'' یعنی اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا بہترین ذریعہ ہے، رزقِ حلال سے خوش دلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بندہ بہت زیادہ بھلائیوں کا سرچشمہ بن جاتا ہے اور مال پر سانپ

بن کر بیٹھنے والا بخیل شخص بے شمار گناہوں اور عیبوں کے گھیرے میں گرفتار ہو جاتا ہے، تزکیہ نفس کے حصول کے لیے صدقہ وخیرات کے بنیادی کردار کو بیان کرتے ہوئے کلام شاہی میں ارشاد ہوا ہے:

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ ①

”اور ہم اس سے بچا دیں گے زیادہ ڈرنے والوں کو۔ جو اپنا مال دیتا ہے پاکی حاصل کرنے کے لیے اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو مگر صرف اپنے خدائے برتر کی خوشنودی کے لیے اور عنقریب وہ خوش ہو جائے گا۔“

اس آیت نے واضح کر دیا کہ اللہ کی راہ میں دینے والے شخص کے لیے حسنات کی تمام راہیں کشادہ اور آسان کر دی جاتی ہیں اور صدقہ کرنے والا شخص دن بدن نیک اعمال میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ②

---

① سورۃ اللیل

② التوبہ:103

"اے نبی! ان کے اموال میں سے، راہِ خدا میں صدقہ لے کر انہیں پاک کیجیے! اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کیجیے اور ان کے حق میں دعائے رحمت کیجیے! بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے باعثِ سکون ہے اور اللہ ہی خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے"

اللہ کی راہ میں دینے سے مال پاک ہوتے ہیں، کاروبار میں برکت ہوتی ہے اور صدقہ صرف مال کو ہی پاک نہیں کرتا بلکہ اس سے انسان کی فکر اور سوچ کو بھی پاکیزگی اور تازگی حاصل ہوتی ہے اس لیے جتنا میسر ہو بلاناغہ روزانہ صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔

## (2) مال میں اضافہ ہوتا ہے:

ہر مسلمان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ میرے مال میں آئے دن اضافہ ہوتا رہے، دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ اپنے مال میں اضافہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ اللہ کی راہ میں ہمیشگی سے صدقہ کرتے رہیں، قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل اس سچائی پر موجود ہیں کہ اللہ کی راہ میں دینے والے کا مال دن بدن بڑھتا ہی رہتا ہے اس میں کسی صورت کبھی کوئی کمی نہیں آتی۔ اس سلسلے میں کلام شاہی سے چند آیات سماعت فرمائیں:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ [1]

---

[1] سبا:39

"کہو کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو چیز بھی تم خرچ کرو گے تو وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص میری راہ میں مجھے خوش کرنے کے لیے خرچ کرے گا میں اس کا بدلہ ضرور ضرور عطا کروں گا اور وہ بدلہ دنیا میں کثرت اور برکت کے ساتھ ہوگا اور آخرت میں مغفرت اور جنت کے ساتھ ہوگا۔

اور یاد رہے! صدقہ کرنے سے مال میں کوئی معمولی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ کئی گنا اضافہ ہوتا ہے اور اس کئی گنا اضافے کو اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت مثال کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ [1]

"ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانے کی مثال کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

کیا اس آیت کے بعد بھی کسی قسم کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کہ ہم صدقہ کرنے میں ذرہ بھر بھی غفلت کریں......؟

---

[1] البقرۃ:261

آپ حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ صدقے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ صدقہ میرے ذمہ قرض ہے میں اس کی ادائیگی ضرور بالضرور کرتا ہوں اور کئی گنا بڑھا چڑھا کر کرتا ہوں اس بات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے نہایت بلیغانہ انداز میں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ①

”کون ہے وہ جو اللہ کو قرض دے، اچھا قرض، پس وہ اسے اس کے لیے کئی گنا زیادہ بڑھا دے اور اللہ بند کرتا اور کھولتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اور اسی موضوع سے ملتی جلتی اور ایک آیت سماعت فرما کر اپنے ایمان کو تازہ فرمالیں! اللہ العالمین ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ ②

”بلاشبہ صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا، انہیں کئی گنا دیا جائے گا اور ان کے لیے باعزت اجر ہے۔“

---

① البقرہ:255

② الحدید:18

اللہ کی راہ میں دینے اور خرچ کرنے سے مال میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے، اس سلسلے میں بے شمار احادیث ہیں لیکن میں وقت کی قلت کے پیش نظر صرف ایک صحیح روایت پیش خدمت کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، اس روایت کو امام البانی اور امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

''میں اللہ کا نبی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ ''صدقہ مال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کرتا'' ①

حضرات......! بتائیں اس سے بڑھ کر گارنٹی اور کیا ہو سکتی ہے......؟

## ③ فرشتوں کی دعائیں ملتی ہیں:

فرشتوں کی دعاؤں سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے......؟ اس شخص سے بڑا خوش نصیب کون ہے کہ جس کے لیے رحمت کے فرشتے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کے مال میں برکت فرما دے......!

امامِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا أَللّٰهُمَّ اعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْآخَرُ أَللّٰهُمَّ اعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا ②

''ہر روز صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے

---

① صحیح مسلم: 2588

② صحیح بخاری: 1442

اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! روکنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔"

کون ہے.....؟ جو روزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے روزانہ فرشتوں کی دعاؤں کا حقدار بنتا رہے حتی کہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے سفر آخرت کا آغاز کرے۔

## ④ غیبی مدد ملتی ہے:

حضرات.....! آج ہر طرف رکاوٹیں ہی رکاوٹیں ہیں، اکثر لوگ کاروباری بندشوں کا گلہ کرتے ہوئے سنے جاتے ہیں لیکن یاد رکھیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اصحاب الکرامات بنا دے تو زیادہ سے زیادہ صدقہ کیا کریں اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر سب ظاہری وسائل جواب دے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ غیب سے آپ کی مدد کے لیے دروازے کھول دے گا۔

اس سلسلے میں کئی ایک واقعات کتب احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں، اختصار سے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے غور سے سماعت فرمائیں!

بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ إِسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَالِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَالِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَآ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ: يَاعَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ:

فُلَانٌ لِلْإِسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَہٗ : یَا عَبْدَاللهِ : لِمَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ؟ فَقَالَ: إِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ ھٰذَا مَاؤُہٗ یَقُوْلُ: اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْھَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذَا قُلْتَ ھٰذَا فَإِنِّیْ أَنْظُرُ إِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْھَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَآكُلُ أَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہٗ [1]

''اس دوران کہ ایک آدمی صحرا میں جارہا تھا کہ اس نے بادل کے ایک ٹکڑے سے آواز سنی فلاں کے باغ کو سیراب کر پس بادل کا یہ ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے اپنا پانی پتھریلی زمین میں برسادیا پھر ان نالوں میں سے ایک نالے نے اپنے اندر سارا پانی جمع کر لیا۔ پانی چلنے لگا یہ آدمی بھی اس نالے کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آگے جا کر ایک جگہ پر دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا اوزار کے ساتھ پانی کو باغ کی طرف پھیر رہا ہے، اس نے اس سے پوچھا: اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ باغبان نے اس سے پوچھا: اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس بادل میں جس کا یہ پانی ہے سے ایک آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر اور یہ وہی نام ہے جو تو نے اپنا بتایا ہے،

[1] صحیح مسلم:2984

تو اس باغ میں ایسا کون سا عمل کرتا ہے کہ تیرے باغ کو سیراب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بادل کو حکم دیا؟ اس باغبان نے کہا: جب تو پوچھتا ہے تو بتا دیتا ہوں کہ میں اس باغ کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہوں اور میں اس میں سے تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں، تیسرا حصہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے رکھ لیتا ہوں اور اس کا تیسرا حصہ میں باغ پر دوبارہ لگا دیتا ہوں۔"

آسمان سے آوازیں آج بھی آسکتی ہیں...... غیب سے رحمت کے دروازے آج بھی کھل سکتے ہیں...... میرے اور آپ کے لیے رحمت کے فرشتے آج بھی اتر سکتے ہیں لیکن اس کی شرط صرف اور صرف ایک ہے کہ ہم رزقِ حلال سے اللہ کی راہ میں دینے والے بن جائیں، خوش دلی سے خرچ کریں اور چھپا چھپا کر خرچ کریں۔

## گناہ معاف ہوتے ہیں:

ہر مسلمان کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے اور وہ معافی کے حصول کے لیے زندگی بھر عبادات میں مصروف رہتا ہے جب کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات دوٹوک الفاظ میں واضح کرتی ہیں کہ اللہ کی راہ میں دینے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور غربا پر صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ الٰہ العالمین فرماتے ہیں:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ۝ ①

”اگر تم اللہ کو قرض دو گے، اچھا قرض تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا قدر دان، بے حد بردبار ہے۔“

اس آیت نے واضح کر دیا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے صرف مال ہی نہیں بڑھتا بلکہ کئی ایک گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اسی بات کو دوسری جگہ دوسرے الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

”اور یہ تم سے تمہارے گناہ دور کرے گا اور اللہ اس سے جو تم کر رہے ہو پوری طرح باخبر ہے۔“

حالات کے ساتھ ساتھ احادیث کا ایک انبار میری نگاہوں کے سامنے ہے لیکن میں آپ کے سامنے اختصار سے صرف دو احادیث پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صدقہ کرنے سے بڑے بڑے پاپ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور بڑے بڑے بدکار اللہ کی رحمت کے حقدار بن جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ ②

---

① التغابن:17

② صحیح البخاری:3321

’’ایک بدکارہ عورت کو بخش دیا گیا کہ وہ کنوئیں کے کنارے ایک کتے کے پاس سے گزری جو اپنی زبان باہر نکالے ہانپ رہا تھا قریب تھا پیاس کی سختی اسے ہلاک کر ڈالے، اس نے اپنا جوتا اتارا اور اسے اپنی چادر سے باندھ کر اس کے لیے پانی نکالا تو اسے اس وجہ سے بخش دیا گیا۔‘‘

سامعین کرام......!

جب کتے پر پانی کے چند قطرات صدقہ کرنے سے بخشش ہو جاتی ہے تو دن رات اللہ کی راہ میں دینے والے اللہ کے ہاں کس قدر عالی مقام پائیں گے اس کا اندازہ دنیا کی زندگی میں نہیں کیا جا سکتا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ ①

’’آدمی اپنے گھر، مال اور پڑوسیوں کے معاملات میں جن فتنوں اور گناہوں کا شکار ہوتا ہے نماز صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان فتنوں اور گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی راہ پر خرچ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے

---

① سنن ابن ماجہ: 3955

اور اس کے بدلے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین!

## ⑥ اللہ تعالیٰ کا غضب ختم ہوتا ہے:

انسان کی غفلت اور نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور کبھی کبھار تو انسان کی بیہودہ حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جلال اور غصے میں آجاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان گمراہی اور بربادی کے گھڑے میں جا گرتا ہے۔ انسان کو ہمہ وقت اللہ کے غضب اور اس کی پکڑ سے بچتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کا بہترین اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ①

''پوشیدہ صدقہ اللہ کے غضب کو مٹا دیتا ہے۔''

موجودہ حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ اور اس کے حکمران اپنی بغاوتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کے لیے اجتماعی اور انفرادی طور پر صدقات وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

## ⑦ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے:

صدقے میں ''اخفاء'' کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس کا معنی ہے چھپا کر

① سلسلہ احادیث صحیحہ: 1908 ارواء الغلیل 392/3

صدقہ کرنا، خالص اللہ کی رضا کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور جو لوگ خالص اللہ کی رضا کے لیے چھپا کر صدقہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔ حضرت امام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ایسے لوگوں کو تذکرہ فرمایا کہ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ان میں سے

وَرَجُلٌ يَتَصَدَّقُ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا ①

''ان میں سے ایک ایسا آدمی جو دائیں ہاتھ سے چھپا کر صدقہ کرتا ہے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ محبتِ الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

## ⑧ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا:

ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا اور دل کھول کر صدقہ وخیرات کرنے والا برے انجام سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حدیث کی تمام اسانید میں کچھ نہ کچھ ضعف ضرور ہے لیکن کثرتِ شواہد کی بنا پر اکثر محدثین نے اسے بیان کیا ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا انسان کو بری موت اور برے انجام سے محفوظ رکھتا ہے۔

لیکن یہاں پر ہم ایک صحیح حدیث کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے والے شخص کو عذابِ قبر سے بچاؤ کی بشارت سنائی ہے۔

حضرت امام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

① جامع الترمذی: 2567 والحدیث حسن

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ ①

''بلاشبہ صدقہ اپنے کرنے والے سے عذاب قبر کو مٹا دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی عذاب قبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

## ⑨ قیامت کے دن سایہ نصیب ہوگا:

قیامت کے دن کی سختی اور ہولناکی سے ہر کلمہ گو مسلمان اچھی طرح آگاہ ہے کہ اس روز اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بھی نفسی نفسی ہی پکار رہے ہوں گے لیکن اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والے شخص نہایت وقار اور سکون کے ساتھ اپنے صدقے کے سائے تلے ہوگا اور اس کو کسی قسم کی سختی اور تپش کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک صحابی رسول نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ ②

''بلاشبہ قیامت کے دن صدقہ ایمان والے کا سایہ ہوگا۔''

ایک مشہور محدث کے بارے میں آتا ہے کہ جب انہوں نے یہ حدیث پڑھی تو اس کے بعد صدقہ کرنے میں کبھی ناغہ نہیں کیا کہ گھر میں اگر کچا پیاز بھی ہوتا تو وہ بھی اٹھا کر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے تھے۔ اللہ اکبر

---

① المعجم الکبیر: 287/17 سلسلہ احادیث صحیحہ: 3484

② مسند احمد: 18207 سلسلہ احادیث صحیحہ: 3484

## ⑩ جنت میں جانے کے لیے خاص دروازہ:

صدقہ کرنے والے کو جنّت کے خاص دروازہ ''باب الصدقۃ'' سے پکارا جائے گا اور اسی سے اسے اللہ کی جنّت میں داخل کیا جائے گا۔ امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ [1]

''جو کوئی صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے ہی بلایا جائے گا۔'' سبحان اللہ

یاد رہے......! اس دروازے سے داخل ہونے کے لیے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق بلا ناغہ صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔

## اللہ کی جنت ملے گی:

قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ صدقہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی جنّت کا مالک اور وارث ہوگا اس سلسلے میں سینکڑوں دلائل کتاب وسنّت میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو دل کھول کر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بالخصوص خرچ کرتے ہوئے ہمیں ہر قسم کی ریا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین!

ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ

---

[1] صحیح البخاری: 1898

# قبر میں پہلی رات

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ○ ①

"پھر اس کو موت دی اور اس کو قبر میں لے گیا، پھر جب وہ چاہے گا اس کو زندہ کرے گا، ہرگز نہیں اس نے پورا نہیں کیا جس کا اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔"

وقال اللہ تبارک وتعالی فی مقام اخر

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ ②

"ان کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک جب وہ اٹھائے جائیں گے"

---

① عبس:23-21

② مومنون:100

حمد وثنا، کبریائی، بڑائی، یکتائی، تنہائی، بادشاہی، شہنشاہی اور ہر قسم کی وڈیائی اللہ وحدہ لاشریک کی ذات بابرکات کے لیے، درود وسلام سیدنا وسید الاولین والاخرین، امام الانبیاء والمرسلین، امام المجاہدین والمتقین، امام الحرمین والقبلتین سید الثقلین اماما فی الدنیا واماما فی الاخرۃ واماما فی الجنۃ، کل کائنات کے سردار میرے اور آپ کے دلوں کی بہار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے۔

رحمت وبخشش کی دعا آلِ رسول، اہل بیت، اصحاب رسول، تابعین عظام، اولیائے کرام، ائمہ دین، محدثین اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ اجمعین کے لیے۔

## تمہیدی گزارشات:

آج ہمارے خطبے کا عنوان ''قبر میں پہلی رات'' ہے۔ اس جیسے موضوعات کے متعلق دو باتیں اپنی اپنی جگہ حقیقت ہیں۔

1۔.....فکرِ موت، فکرِ قبر اور فکرِ آخرت کے متعلق تمام عنوان میرے نہایت پسندیدہ مضامین ہیں، ایسے دل سوز مضامین کو پڑھتے رہنا اور ان پر غور کرتے رہنا میرا محبوب مشغلہ ہے لیکن

2۔..... ایسے رقت آمیز موضوعات کو خوش الحانی اور تسلسل سے بیان کرنا میرے جیسے کمزور اور نرم دل انسان کے لیے بہت مشکل ہے۔ بہر صورت قبر میں پہلی رات کے حوالے سے تین اہم باتیں بنیادی طور پر ذہن میں رکھیں۔

①.....سیاہ تاریک گڑھا:

قبر ایک تاریک گڑھا ہے، جس میں سورج کی کرنیں ہیں، نہ چاند کی چاندنی

، ستاروں کی لو ہے نہ ہی قمقموں کا نور، چراغ کی روشنی ہے اور نہ ہی کسی جگنو کی ٹمٹماہٹ غرضیکہ قبر میں ہر طرف سیاہی ہی سیاہی اور تاریکی ہی تاریکی ہے اور اسی بات کو بیان کرتے ہوئے امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْئَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا ①

''بلاشبہ یہ قبریں وہاں رہنے والوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں۔''

②...... پُر خطر ویرانی کا گڑھا:

قبر میں ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہوگی، کوئی غم خوار ہوگا نہ ہی کوئی غمگسار، بیوی کا ساتھ ہوگا نہ ہی ماں باپ کی محبت اور نہ ہی بچوں کا پیار، ہر طرف سناٹا ہی سناٹا اور وحشت ناک تنہائی ہوگی...... اللہ اکبر

③...... موذی کیڑے مکوڑوں کا گڑھا:

قبر میں مٹی ہی مٹی اور کیڑے ہی کیڑے ہوں گے، یعنی قبر مٹی کا گھر ہوگا، وہاں مٹی کا فرش ہوگا، مٹی ہی کا بستر ہوگا، گھٹن ہوگی، کیڑے مکوڑے زہریلے سانپ اور بچھو ہوں گے، اندھیرے بہرے فرشتے گرزیں تھامے کھڑے ہوں گے، وہاں پر جائے فرار ہوگی اور نہ ہی کوئی جائے قرار......!

اسی لیے اس پُر خطر گڑھے پر کھڑے ہو کر آپ اس قدر زاروقطار روئے کہ مٹی تر ہوگئی پھر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے سسکیاں لیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

---

① مختصر صحیح مسلم: 479

يَا إِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوا ①

''اے میرے بھائیو! اس جیسی جگہ کے لیے تیاری کرو''

سامعین کرام......! آج قبر میں پہلی رات والا موضوع صرف اور صرف گوش گزار کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہم بھی قبر جیسے وحشت ناک گڑھے کے لیے کوئی ساز و سامان کر لیں کیونکہ قبر ہمیں پکار پکار کر کہتی ہے:

مَیں وچ فرش فراش نہ کوئی فرش بنائیں میرا
دِیوا بال لیاویں ایتھے مَیں وچ بہت ہنیرا

ایک دفعہ کامل الحیاء والایمان، جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر کے کنارے بیٹھے رو رہے تھے حتی کہ رو رو کر آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی، کہا گیا: اے ذوالنورین عثمان! آپ کے سامنے جنّت اور جہنّم کا تذکرہ کیا جاتا ہے آپ اس قدر نہیں روتے آخر کیا وجہ ہے کہ ذکرِ قبر پر آپ اس قدر زیادہ بے خود کیوں ہو جاتے ہیں......؟ جنتی مہمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے میرے بھائی!

إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ

''بلاشبہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔''

اگر کوئی بندہ اس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلوں سے گزرنا نہایت ہی آسان ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص اس وحشت ناک گڑھے میں پھنس گیا تو بعد والی

---

① مسند احمد: 18601، سنن ابن ماجہ: 4195

گھاٹیاں اس کے لیے بہت زیادہ سخت ہوں گی۔

باقی رہی یہ بات کہ میں قبر کو یاد کرتے ہوئے بے خود ہو جاتا ہوں، اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کر پاتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ

مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ ①

''میں نے قبر سے زیادہ سختی اور وحشت والی جگہ کوئی نہیں دیکھی۔''

اور یہ موضوع اس قدر روح پرور اور رقت آمیز ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

قَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خطيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَتَنُ بِهِ الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذَالِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً ②

''رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے قبر کے فتنے کا ذکر کیا جس سے آدمی دو چار ہوتا ہے جب آپ نے قبر کے فتنے کا نقشہ کھینچا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روتے ہوئے چیخنا چلانا شروع ہو گئے۔''

اسی طرح خادمِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ

---

① جامع الترمذی:2308، سنن ابن ماجہ:4267

② صحیح البخاری:1373

نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

وَلَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ ①

”اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مُردوں کو قبروں میں دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذابِ قبر (کی آوازیں) سنوا دے۔“

مرنے کے بعد انسان جن حالتوں اور کیفیتوں سے گزرتا ہے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ

”جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتیوں میں سے ہو تو جنّت والا ٹھکانہ اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہو تو دوزخ والا ٹھکانہ۔“

اور کہا جاتا ہے کہ قیامت تک یہی سلوک تیرے ساتھ کیا جائے گا حتی کہ تو اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ اللہ اکبر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی قبر میں پہلی رات کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن

---

① صحیح مسلم: 2867

مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ○ [1]

”پھر اس کو موت دی اور اس کو قبر میں لے گیا، پھر جب وہ چاہے گا اس کو زندہ کرے گا، ہرگز نہیں اس نے پورا نہیں کیا جس کا اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔“

چل ویکھ قبر دی وادی نوں
آبادیاں دی بربادی نوں
چھڈ دنیا دے غم شادی نوں
پڑھو لا الہ الا اللہ
کیوں بھلّیا ایں قبر ہنیری نوں
اس دُکھاں والی ڈھیری نوں
کر عقل سمجھ گل میری نوں
پڑھو لا الہ الا اللہ

## قبر کا ہر ایک کو ایک مرتبہ دبوچنا:

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان نیک ہو یا بد، قبر ایک مرتبہ ضرور دبوچتی ہے، ایسے سمجھ لیں کہ نیکوکار بندے کو اپنے گلے لگاتی ہے اور بے عمل کو پکڑ کر

① عبس: 21-23

جھنجھوڑتی ہے۔بہر صورت اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قبر کی سختی سے محفوظ فرمائے۔آمین!

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ان کی موت پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی کانپ اٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آسمان سے ستر ہزار فرشتوں کو نازل کیا ہے لیکن اس سب کے باوجود بھی قبر نے ایک مرتبہ ان کو بھی اپنے گلے لگایا تھا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبر پر کھڑے ہو کر دعائیں فرمائیں جس کی وجہ سے قبر تاحد نگاہ فراخ ہوگئی۔

اور اسی طرح مدینہ طیبہ میں ایک بچہ فوت ہوا تو قبر نے اس کو بھی اپنے گلے لگایا، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کسی نے بچنا ہوتا لَاَفْلَتْ مِنْهَا هٰذَا الصَّبِي ''تو یہ بچہ اس سے بچ جاتا۔

مسلمان بھائیو.....! قبر کا معاملہ بہت حساس ہے، ہمہ وقت اس کا ذکر اور اس کی فکر کیا کریں۔

## قبر کے متعلق دو اہم باتیں:

1.....اکثر اوقات عذابِ قبر سے پناہ مانگتے رہا کریں۔امّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری زندگی کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔

چند دعائیں یاد فرمالیں:

۞ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ

فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ

❁ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيْلَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [1]

❁ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

2 ...... گاہے گاہے قبرستان جا کر قبروں کی زیارت کیا کریں تا کہ آپ کو اپنی موت اور آخرت یاد رہے۔ دیگر احکامات کی طرح رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ایک دفعہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں بقیع کے قبرستان میں جا کر ان کے لیے بخشش کی دعا کروں اور اسی طرح شہدائے احد کی قبروں پر جا کر دعا کرنا اور اپنی والدہ کی قبر پر جانا اور اپنی بیٹی کی قبر پر جانا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔

قبر پر کھڑے ہو کر آنسوؤں کا نکل جانا صبر کے منافی نہیں ہے، قبر والوں سے مانگنا شرک ہے اور قبر والوں کے لیے دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اس فرق کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں۔

## باکردار اور پرہیزگار مسلمان کی پہلی رات:

بہر صورت آیئے......! آج میں آپ کے سامنے قبر میں پہلی رات کے

---

[1] ذی وقار خطبائے کرام! ایک تحقیق ذہن میں رکھیں کہ موت کے فرشتے کا نام ''عزرائیل'' قرآن و حدیث میں کہیں وارد نہیں ہوا، نہ ہی کسی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ یہ نام منقول ہے۔ موت کے فرشتے کو ''ملک الموت'' ہی کہا جاتا ہے۔

حوالے سے اپنی بات کا آغاز کرتا ہوں جب دیندار اور پرہیزگار آدمی پر موت آتی ہے تو سب سے پہلے فرشتے روح قبض کرتے ہوئے اس کو سلام کہتے ہیں، آنے والے فرشتوں کے چہرے سورج کی طرح چمک دمک رہے ہوتے ہیں، وہ پرہیزگار آدمی کی روح کو لپیٹنے کے لیے اپنے ساتھ جنّت سے ریشمی کفن بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں، ان سے خوشبوئیں آرہی ہوتی ہیں اور جب آسانی کے ساتھ سلامتی کا پیغام دیتے ہوئے روح قبض کرتے ہیں تو ایماندار شخص کی روح کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی ہے، آسمان کے فرشتے آگے بڑھ کر روح کا استقبال کرتے ہیں اور اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں بالآخر باکردار اور ایمان والے شخص کی روح کا علّیین میں اندراج کر دیا جاتا ہے اور روح کو واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب اللہ والے نیک شخص کو جب لوگ قبرستان کی طرف لے جارہے ہوتے ہیں تو وہ پکار پکار کر کہتا ہے:

قَدِّمُوْنِیْ ، قَدِّمُوْنِیْ

" جلدی مجھے آگے لے جاؤ، جلدی مجھے آگے لے جاؤ "

چنانچہ نمازِ جنازہ کے بعد میت کو قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو دعا کے بعد دفنانے والے ابھی واپس ہی پلٹتے ہیں کہ مرنے والے کو قبر میں منکر نکیر بٹھا دیتے ہیں اور وہ قبر والا قبر کی وحشت کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے اور وہ جانے والوں کے قدموں کی آہٹ کو اپنے کانوں سے سنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ

''بلاشبہ میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے بلاشبہ وہ واپس جانے والوں کے قدموں کی آہٹ کو سنتی ہے۔'' اللہ اکبر!

کیا ہوا......! سب پیارے مجھے چھوڑ گئے، کوئی غمخوار، کوئی غمگسار باقی نہ رہا، اسی لیے صحیح مسلم میں آتا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ مجھے دفنانے کے بعد فوراً نہ چلے جانا بلکہ کچھ دیر تک میری قبر پر کھڑے رہ کر میرے لیے دعا کرنا تاکہ میں ثابت قدمی کے ساتھ فرشتوں کو جواب دینے میں کامیاب ہو جاؤں......

بہر صورت اسی وقت قبر میں دو فرشتے آجاتے ہیں جن کا نام صحیح احادیث کے مطابق منکر نکیر ہے، جس وقت وہ آکر قبر والے کو اٹھائیں گے تو قبر میں ایسا وقت ہوگا گویا کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے، قبر والا اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے بیٹھ جائے گا اور فرشتوں کو کہے گا: دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ. ''مجھے چھوڑ دو پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو......!'' پتہ چلا کہ نمازی کو اللہ تعالیٰ قبر میں بھی یہ ہمت، سعادت اور جرأت عطا فرمائیں گے کہ وہ فرشتوں کو بھی کہہ دے گا: مجھے پہلے نماز پڑھنے دو! بعد میں میں تمہارے سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔

لیکن یاد رہے......! جنہوں نے اپنے گاہکوں اور مہمانوں کو دنیا میں یہ نہ کہا کہ باقی باتیں بعد میں کرلیں گے پہلے مجھے نماز پڑھنے دو، تو ایسا شخص فرشتوں کو بھی

کچھ نہیں کہہ پائے گا۔

بہر صورت منکر نکیر آ کر بندے سے سوال کرتے ہیں: ''من ربک'' بتا تیرا رب کون ہے......؟ تیرا خالق و مالک کون ہے......؟ تیرا مشکل کشا، حاجت روا کون ہے......؟ تیرا لجپال، غریب نواز کون ہے......؟ تیرا داتا کون ہے......؟

ایک اللہ کو پوجنے والا، ساری زندگی ایک اللہ سے مانگنے والا اور اسی کے آگے جھکنے والا اور اس کے فیصلوں پر خوش رہنے والا، اس کی تابعداری اور فرمانبرداری کرنے والا جواب دیتے ہوئے فوراً کہے گا: ''ربی اللہ'' میرا داتا اللہ ہے۔

پھر وہ پوچھیں گے: ''ما دینک'' تیرا دین کیا تھا......؟

کس طریقے کے مطابق تو زندگی بسر کر کے آیا ہے......؟ یورپ کی ثقافت، یورپ کی تہذیب اور ہندوؤں، سکھوں کے رسم و رواج سے نفرت کرتے ہوئے دین اسلام کے مطابق عملی زندگی بسر کرنے والا خوش نصیب جواب میں کہے گا:

'' دِینِیَ الاسلام '' میرا دین اسلام ہے۔ تیسرا سوال ہوگا کہ

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ - لِمُحَمَّدٍ -

''اس شخص یعنی محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو......؟ ''

اگر قبر والے نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی ہوگی، بدعات سے نفرت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی سنّت کے مطابق زندگی گزاری ہوگی تو وہ جواب میں فرشتوں کو کہے گا: ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ''وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' ایک روایت کے لفظ ہیں وہ کہیں گے: جو رسول تمہاری

طرف مبعوث کیے گئے ان کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے......؟ تو وہ کہے گا:

هُوَ رَسُوْلُ اللّٰه "وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

یعنی باکردار، دیندار اور پرہیز گار شخص کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائیں گے اور وہ تمام سوالوں کا صحیح صحیح جواب دینے میں کامیاب ہو جائے گا، اس کے بعد ایک سوال فرشتے اس سے کریں گے اور ایک خواہش وہ فرشتوں سے کرے گا یہ دونوں چیزیں توجہ سے سماعت فرمائیں......! فرشتے سوال کریں گے: اے اللہ کے بندے!

وَمَا يُدْرِيْكَ ...؟ "تجھے کیسے پتہ چلا......؟" تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ تیرا رب اللہ ہے......؟ تیرا دین اسلام ہے......؟ اور تیرے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں......؟ تو قبر والا شخص یہ نہیں کہے گا کہ میں فلاں گدی پر بیعت تھا اس لیے مجھے پتہ چلا یا فلاں امام کا مقلد تھا اس لیے میں ان حقیقتوں کو جان گیا؛ بلکہ وہ جواب میں کہے گا:

قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ

"میں نے اللہ کی کتاب قرآن مجید کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور قول و عمل کے ساتھ اس کی تصدیق کی۔"

یعنی دنیا میں مَیں قرآن پڑھتا تھا تو قرآن مجھے اللہ تعالیٰ کی توحید کھول کھول کر بیان کرتا تھا، اس لیے میں جان گیا کہ میرا رب بھی وہی ہے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک اور قابض ہے۔

اللہ کے بندو......! اس موقع پر رُکتے ہوئے اللہ کے لیے میں آپ کو

نصیحت کرنا چاہتا ہوں، قرآن کا ترجمہ ضرور پڑھا کرو، ترجمہ کلاس میں ضرور بیٹھا کرو، قرآن سے انسان کو جہاں ہدایت نصیب ہوتی ہے وہاں یہی قرآن انسان کے لیے قبر میں چراغ اور ذریعہ نجات بن جاتا ہے۔

کھول کے کن سن لے میریئے بھناں نی
پڑھ لے قرآن جے کج مرتبہ لینا نی
سدا ہمیش اتھے بیٹھ نئیں رہنا نیں
اج یا کل رات قبر وچ آئی آ
چیتھی آسمانوں سرور احمد نوں آئی آ

یاد رکھنا......! آج کا مولوی اپنے پیر اور اپنی تقلید کو بچانے کے لیے قرآن کے ساتھ بھی ظلم کرنے سے باز نہیں آ رہا، اپنی من مانی تفسیر کرتا ہے ایسے حب اہل مولویوں سے بچنا......! تعصب کی عینک اتار کر ان علما کی باتوں پر ضرور غور کریں جو خالص کتاب و سنت کے علمبردار ہیں، جو سب ائمہ اور تمام اولیاء کا احترام کرتے ہیں لیکن دین کا امام صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو سمجھتے ہیں۔

بہر صورت......! سوالوں میں کامیاب ہونے والا شخص فرشتوں کے سامنے ایک خواہش کا اظہار کرے گا جب فرشتے اسے کہیں گے: نَم ''سوجا'' وہ کہے گا: میری یہ خواہش ہے کہ أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي فَأُخْبِرُهُمْ ''کہ میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹوں اور ان کو بتا دوں کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں'' اللہ اکبر

لیکن یاد رکھو لوگو! کسی قسم کی کوئی واپسی نہیں ہوگی، جو لوگ آپ کو کہتے

ہیں کہ جمعرات کو روحیں آتی ہیں وہ سب جھوٹ بولتے ہیں اور انہوں نے اپنی دکانداریاں چمکانے کے لیے جاہل لوگوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے۔ اللہ والا نیک شخص جب سوالوں میں کامیاب ہوگا تو فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ ''اعلان کرنے والا اعلان کرے گا:

آج اللہ کی رضا کے لیے راتوں کو جاگنے والو......!

آج اللہ کو خوش کرنے کے لیے تھوڑے مال پر گزارا کرنے والو......!

غربت کے باوجود اپنی اولاد کو دین پڑھانے والو......!

بال بچوں کی طرف سے طرح طرح کے صدمے ملنے کے باوجود صبر و رضا کا دامن پکڑنے والو......!

اللہ کی توحید اور نبی کی سنّت سے پیار کرنے والو......!

قبر میں زیادہ دیر تمہیں انتظار نہیں کروایا جائے گا بلکہ فوراً اعلان ہوجائے گا کہ میرا بندہ بہت تھکا ماندہ آیا ہے، اس کے آرام کا جلد اہتمام کرو......!

فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ

''اس کے نیچے جنّت کا بستر بچھا دو اور اس کو جنّتی لباس پہنا دو اور اس کی قبر کی طرف جنّت کا دروازہ کھول دو۔''

چنانچہ قبر تا حد نگاہ کشادہ اور فراخ ہوجائے گی، ناز نخرے اور نعمتوں کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ اور پھر اللہ والے کو رحمت کے فرشتے کہیں گے:

نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ ...! الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ

''سو جا......! دلہن کی طرح سونا، ایسی دلہن کی طرح سونا کہ نہیں اس کو بیدار کرتا مگر اس کا سب سے پیارا...... وہ قبر والا سویا رہے گا یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اٹھائے گا۔''

معلوم ہوا کہ قبر میں قبر والے کے سامنے سوال و جواب کے وقت غروب آفتاب کے قریب کا وقت ہوتا ہے، پھر نیک آدمی پر جو رات آئے گی وہ نہایت پُر لطف اور پُرسکون ہوگی اور وہ جنت کا لطف و سرور لے رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی قبر میں ایسی پہلی رات نصیب فرمائے۔ آمین!

قرآن مجید نے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اے انسان! ہم نے تجھے ایک لمبی مدت کے لیے قبر کی تحویل میں دے دینا ہے اور پھر ایک وقتِ مقررہ پر وہاں سے اٹھانا ہے...... دعا کریں اللہ قبر والی منزل آسان بنا دے......

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ [1]

'' پھر اس کو موت دی اور اس کو قبر میں لے گیا، پھر جب وہ چاہے گا اس کو زندہ کرے گا، ہرگز نہیں اس نے پورا نہیں کیا جس کا اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔''

---

[1] عبس: 21-23

اوراسی مضمون کواللہ تعالیٰ نے سورۂ طٰہٰ میں مندرجہ ذیل انداز سے بیان کیا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ ①

''مٹی سے ہی ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی سے ہم تم کو دوسری مرتبہ نکالیں گے۔''

اسی آیت کا ترجمہ کیا خوب ہے:

الف آ مٹی دیا پتلیا اوئے
کدی اپنی ویکھ پچھان مٹی
تینوں معرفت دا پوے گا لبھ موتی
نال معرفت دی چھانئی چھان مٹی
اج مٹی اُتے چین نہ دین مٹی
پلکے اُڑ جا سی قبرستان مٹی
راسخ مٹی اُتے قائم جہان سارا
نت ہونا سارا جہان مٹی
کالی زلف مٹی رتے ہونٹ مٹی
نقش نین گلاب رخسار مٹی
مٹی مکدی لکدی ویکھ کے تے

---

① طٰہٰ:55

کانوں اپنی کریں بے قرار مٹی
راسخ یار مٹی آخر کار مٹی
ایویں مٹی اُتے پیا نہ مار مٹی

## عذابِ قبر سے بچنے والے خوش نصیب:

مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ان خوش نصیبوں کا اختصار سے تذکرہ کر دیا جائے جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ عذابِ قبر سے محفوظ فرمائیں گے۔

①...... عقیدہ اور اعمالِ صالحہ:

قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عقیدہ توحید و سنت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ فرمائے گا۔ اس سلسلے میں صحیح ابن حبان کی واضح حدیث ہے کہ باعمل بندے کو قبر میں اس کے نیک اعمال اپنے گھیرے میں لے لیں گے، دائیں بائیں اور آگے پیچھے غرض کہ ہر طرف سے میت کو اپنی حفاظت میں لے لیں گے اور وہ ہر طرح کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھیرے میں لینے والے اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔

②...... اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث کے مطابق میدان جہاد میں پہرہ دینے والا اگر اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کو قیامت تک نیک اعمال کا اجر و ثواب پہنچتا

رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے گا۔

كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْمٰى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ ①

''مرنے کے بعد نیک اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مر گیا اس کے نامۂ اعمال میں نیک اعمال کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے بھی محفوظ رہتا ہے۔''

یاد رہے......! شہید کو بھی یہی اعزاز حاصل ہے جہاں وہ موت کی سختیوں سے محفوظ رہتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ مکمل طور پر عذابِ قبر سے حفاظت فرماتے ہیں۔

③...... سورۃ الملک سے خصوصی لگاؤ رکھنے والا:

قرآن مجید کی تلاوت قبر میں چراغ کا کام دے گی اور بالخصوص سورۃ الملک کو کثرت اور محبت سے پڑھنے والا یا رات کو سوتے وقت باقاعدگی سے پڑھنے والا عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ سورۃ الملک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے:

هِيَ الْمَانِعَةُ ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ②

---

① سنن ابی داود: 2500

② سلسلہ احادیث صحیحہ، امام البانی رحمہ اللہ والحدیث صحیح

"یہ عذابِ قبر سے نجات دلانے والی سورۃ ہے۔"

یاد رہے......! سورۃ الملک صرف اور صرف ننھی منھی تیس آیات پر مشتمل ہے اس کو یاد کر کے اور اس کے معانی و مفاہیم پر غور کر کے اس کے ساتھ خصوصی لگاؤ پیدا کریں، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت سے آپ عذابِ قبر سے محفوظ رہیں گے۔

④...... جمعے کی رات یا دن فوت ہونے والا:

صحیح حدیث کے مطابق شبِ جمعہ یا جمعے کو فوت ہونے والے مسلمان اور مومن کو بھی عذابِ قبر سے بچالیا جائے گا، حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ [1]

"جو مسلمان بھی جمعے کے دن یا جمعے کی رات فوت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے عذاب سے بچالیتے ہیں۔"

لیکن یاد رہے......! مرنے والا فرائض کا پابند اور حرام کردہ امور سے بچنے والا ہو۔

⑤...... پیٹ کی بیماری میں فوت ہونے والا:

پیٹ کی بیماری نہایت نا قابل برداشت ہوتی ہے اس درد اور مرض میں انسان بہت بے بس ہوجاتا ہے لیکن جو شخص اللہ کے فیصلے پر خوش رہتے ہوئے پیٹ کی مرض میں مبتلا ہو کر بالآخر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے صابر شخص کو بھی

---

① مسند احمد: 2/169 جامع الترمذی: 1074

عذاب قبر سے محفوظ فرما لیتے ہیں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَنْ يَّقْتُلُهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِيْ قَبْرِهِ ①

”جو پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اس کو قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔“

اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید کی جاتی ہے کہ پیٹ کے مرض کے علاوہ دیگر مہلک امراض میں بھی فوت ہونے والا شخص اگر اللہ تعالیٰ کی رضا و قدر پر راضی تھا تو اسکو عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا۔

⑥...... رزقِ حلال سے صدقہ کرنے والا:

جو شخص اپنی حلال کمائی سے اللہ کی رضا کے لیے دل کھول کر خرچ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذابِ قبر سے محفوظ فرمائیں گے۔ اس سلسلے میں حضرت امام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ ②

”بلاشبہ صدقہ قبر والے سے قبر کی گرمی کو مٹا دیتا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وسائل اور تنخواہ تھوڑی ہونے کے باوجود اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیتے رہنا چاہیے۔ اللہ مجھے اور آپ عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

---

① سنن النسائی: 2054

② سلسلہ احادیث صحیحہ: 3483

## بدعمل اور دنیا دار کی پہلی رات:

ہمارے ہاں بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب صرف کافروں اور منافقوں کے لیے ہی ہیں۔ مسلمان چاہے عمل کے اعتبار سے کس قدر گیا گزرا کیوں نہ ہو، قبر اس کو کچھ نہیں کہے گی، وہ ہر طرح کے عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ جب کہ یہ بات سو فیصد غلط ہے اور اس غلط فہمی نے بڑے بڑے لوگوں کو بدکردار اور بدعمل بنا دیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم عاشقِ رسول ہیں، عذابِ قبر سے بچنے کے لیے عشق کی ضرورت ہے عمل کی ضرورت نہیں......!

جب کہ ایسے لوگوں کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ براہ راست جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی زیارت کی اگر عملی زندگی میں ان سے کسی ایک سے بھی کوئی کوتاہی سرزد ہوئی تو وہ بھی قبر کی سختیوں اور تنگیوں سے محفوظ نہ رہ سکا تو ہم کس باغ کی مولی ہیں......؟

یاد رکھو......! سود خور، بے حیا اور سنگدل بے رحم شخص کو کوئی نسبت اور کوئی عبادت بھی عذابِ قبر سے نہیں بچا سکتی۔ جو عبادت اور جو نسبت انسان کو دنیا میں باکردار نہ بنا سکی تو وہ قبر کی سختیوں سے کیسے نجات دلا سکتی ہے......؟

سوچو......! سمجھو......! پھر نہ کہنا خبر نہ ہوئی......!

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ بے نماز اور بدعمل شخص کو جب قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو حدیث کے لفظ میں

وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ

''اور اگر قبر کی طرف جانے والا نیکو کار نہ ہو'' تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس! مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو......؟

میرے پیارے مسلمان بھائیو......! ایمانداری سے تم ہی بتاؤ! کیا سود خور نیکوکار ہوتا ہے......؟ کیا شرابی اور زانی نیکوکار ہوتا ہے......؟ کیا ماں باپ کو گالیاں دینے والا نیکوکار ہوتا ہے......؟ کیا راتوں کو بے حیائی اور فحاشی دیکھنے اور کرنے والا نیکوکار ہوتا ہے......؟ کیا بیوی بچوں پر ظلم کرنے والا نیکوکار ہوتا ہے......؟ کیا مشرک اور بدعتی نیکوکار ہوتا ہے......؟

اگر ایسے کردار کا حامل نیکوکار نہیں ہوتا تو پھر آج ہی ان خطرناک گناہوں سے توبہ کریں ورنہ جب آپ کی میت لوگ کندھوں پر اٹھا کر قبرستان کی طرف جا رہے ہوں تو اس وقت تمہاری بے بسی اور بے کسی پر کوئی نسبت تمہارے کام نہیں آئے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گنہگار آدمی جس وقت قبرستان کو جاتے وقت ہائے! ہائے! کی پکار کرتا ہے تو

يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ ①

''اس کی آواز کو سوائے انسان کے ہر چیز سنتی ہے اور اگر اس کی آواز کو انسان سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے۔''

بہر صورت نا چاہتے ہوئے جب بے عمل اور بدکردار شخص کو قبر کو حوالے کیا

---

① مختصر صحیح البخاری: 668 ورقم البخاری: 1314

جاتا ہے تو وہ انتہائی خوفناک اور وحشت ناک مناظر کا سامنا کرتا ہے اور اسی دوران دونوں فرشتے اس کے پاس آجاتے ہیں۔ حدیث کا ترجمہ عام فہم انداز میں کرتے ہوئے کسی نے کہا ہے:

منکر نکیر فرشتے اس تھیں پچھے آون
ہتھ وچ گرزاں نیلیاں اکھیاں کڑکاں مار ڈراون
بے نماز تے فاسق تائیں جد سوال کریندے
او کہے مینوں خبر نہ کائی گرزاں پکڑ مریندے
وڈی گرز نہ ہلّے جے کر سارا جگ ہلاوے
لذت دنیا خاطر بندہ کِتنے دکھ اٹھاوے

بالآخر قبر میں میت کو آگ کا بستر اور آگ کا لباس پہنا دیا جاتا ہے اور اس کی قبر کی طرف آگ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، کئی ایک روایات کے مطابق قبر اس پر نہایت تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں الٹ پلٹ ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث کا ترجمہ اپنی زبان میں سماعت فرمائیں:

قبر شکنجے وانگ مروڑے کردا حال دھائی
ہڈیاں پرزے پرزے ہوئیاں وا چلّے نہ کائی
دوزخ دے انگیار قبر وچ اسدے ہیٹھ بچھاون
اک دروازہ دوزخ ولوں قبر نوں کھول لیاون
تد افسوس کرے او بندہ جد کیتیاں اگے آون

دنیا اتے سمجھن تائیں احمق بھلے جاون

بڑے ہی بدنصیب ہیں وہ لوگ جو آج اپنی قبر کے لیے تیاری نہیں کرتے، خوشحال ہونے کے باوجود قبر کے عذابوں سے بچنے کا سامان نہیں کرتے جب کہ قبر بے عمل اور بدکردار بندے کو مروڑ کر رکھ دے۔

قبر انج مروڑے جیویں کولوں مروڑ دا
گنے دیاں مٹیاں جیویں ویلنا جے توڑ دا
قسم خدا دی لوکو کجھ نئیں جے چھوڑ دا
پر اللہ بچاوے ساڈے تائیں

## عذابِ قبر میں پھنسنے والے بدنصیب:

① ......کافر

بالکل واضح روایات ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لایا وہ ہمیشہ عذابِ قبر میں مبتلا رہے گا۔

② ......منافق

ایسا شخص جو بظاہر کلمہ پڑھتا رہا لیکن دل سے دین اسلام کو قبول نہ کیا اور عملی طور پر کوتاہی کرتا رہا، ایسا بدنصیب منافق ہمیشہ ہمیش کے لیے عذابِ قبر میں مبتلا رہے گا۔

③ ......مرتد

صحیح البخاری کے مطابق کلمہ پڑھنے کے بعد اس سے پھر جانے والا ''مرتد'' ہمیشہ ہمیش کے لیے عذابِ قبر میں مبتلا رہے گا۔ ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر قرآن پاک

لکھنا شروع کر دیا تھا اور اس کو سورۂ بقرہ اور آل عمران بھی اچھی طرح یاد ہو چکی تھی لیکن بدنصیبی کہ وہ اسلام سے پھر گیا اور عیسائیت میں چلا گیا جب وہ مرا تو قبر نے اس کو باہر پھینک دیا، عیسائیوں نے سمجھا شاید مسلمانوں نے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے ایسی حرکت کی ہے لیکن جب تیسری بار بھی زمین نے باہر پھینک دیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ کام مسلمانوں کا نہیں ہے بلکہ اس بدنصیب پر مسلمانوں کی پھٹکار ہے۔

④......کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان

جو شخص کلمہ پڑھنے کے باوجود کبیرہ گناہوں سے باز نہیں آتا اسے بھی اس کا ایمان اور اسلام عذابِ قبر سے نہیں بچا سکے گا، اسلام لانے کے بعد کبیرہ گناہوں سے بچنا ازحد ضروری ہے۔ صحیح حدیث کے مطابق جس شخص کی زبان آوارہ ہوگی اور وہ چغل خور ہوگا تو اس کو قبر میں عذاب دیا جائے گا اور اسی طرح جو شخص اپنی پاکی اور طہارت کا خیال نہیں کرتا اس پلید شخص کو بھی قبر اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

خطبہ جمعۃ المبارکہ میں تشریف لانے والے مسلمان بھائیو......!

اپنی زندگی کو اچھی طرح دیکھو اور جیتے جی اس کو کبیرہ گناہوں کی آلودگی سے پاک کرو، ورنہ معاملہ خطرے سے خالی نہیں ہے اور یہ آپ نے سن لیا ہے کہ انسان قبر میں کس قدر بے بس ہو جاتا ہے اور یاد رکھیں عذابِ قبر برحق ہے اور وہ اسی قبر میں ہوتا ہے۔

بندیا جہان اُتے کریں نہ تو مان اوئے
سدا نئیں رہنا اتھے کسے انسان اوئے
بڑے بڑے راجیاں نوں موت نے نہ چھوڑیا

جیدے اُتے دل آیا اوہو پھُل توڑیا
ہرے بھرے باغ کئی ہو گئے ویران اوئے
بندیا جہان اُتے کریں نہ تو مان اوئے
اُجڑے محل تے کئی سُنتیاں نے گلیاں
مالکاں نے کدوں دیاں قبراں جا ملیاں
تو ویں ہونا اک دن مٹی دا نشان اوئے
بندیا جہان اتے کریں نہ تو مان اوئے

## عذابِ قبر اسی قبر میں ہوتا ہے:

اس وقت ہر طرف فتنوں کی بوچھاڑ ہے اور مسلمانوں میں بھی ایسے نام نہاد محقق پیدا ہو چکے ہیں جو عذابِ قبر کے منکر ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اس قبر میں عذاب نہیں ہوتا جب کہ ایسا موقف سراسر قرآن وسنّت کے خلاف ہے۔

عذاب اسی قبر میں ہوتا ہے اور اس موضوع پر احادیث اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں جن کا انکار کوئی بھی عقل مند مسلمان نہیں کرسکتا۔

متعدد روایات میں آنے والے چند الفاظ پر غور فرمائیں:

- ...عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

"عذابِ قبر برحق ہے۔"

- ...إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ

"بے شک ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔"

❁ ...لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ

''اس قبر والے کو تکلیف نہ دو۔''

❁ ...لَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ

''البتہ تحقیق میری طرف وحی کی گئی ہے، بلاشبہ تم قبروں میں آزمائے جاتے ہو۔''

❁ ...إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً

''بلاشبہ یہ قبریں اندھیروں سے بھری پڑی ہیں۔''

❁ ...يُعَذَّبَانِ فِي قُبُوْرِهِمَا

''ان دونوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔''

اور اسی طرح قرآن پاک نے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ آل فرعون پر صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے، اس لیے یہ بات اچھی سمجھ لیں کہ انسان کا وجود مٹی میں ہو یا سمندر کی گہرائی میں وہی اس کی قبر ہے اور وہیں اس کے ساتھ جزا و سزا کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور میں یہ دعوتِ فکر دینا چاہتا ہوں:

دنیا ہے فانی میرے دوست پیارے جی
اتھے نہ رہے ساڈے نبی سوہارے جی
موت آوازاں تینوں نت پئی مارے جی
قبر ہر روز کر دی کئی وار پکاریاں

بیڑا بہشتاں والا لیندا جے تاریاں
چڑھنا جے ہووے کسے کر لو تیاریاں
قبر اندھیری ڈاھڈا ڈر پیا آوندا
عمل نئیں چنگا جیڑا اوتھے چھڑاوندا
قرآن نئیں پڑھیا جیہڑا ساتھی بن جاوندا
قبر دے وچ ہوون سخت خواریاں
بیڑا بہشتاں والا لیندا جے تاریاں
چڑھنا جے ہووے کسے کر لو تیاریاں
نیکی نئی کیتی جیدا بستر بچھاوناں
صدقہ نئیں کیتا جنے خرچ بن جاوناں
تہجد نئی پڑھی جیدا چراغ جلاونا
غفلت دی نیند سوں کے راتاں گزاریاں
بیڑا بہشتاں والا لیندا جے تاریاں
چڑھنا جے ہووے کسے کر لو تیاریاں
سپ تے ٹھوویں اوتھے عمل بن جاون گے
بڑے ای زہریلے اوتے ڈنگ چلاون گے
منکر نکیر تیرے کول آ جاون گے
روویں گا جدوں اونہاں گرزاں اُلاریاں
بیڑا بہشتاں والا لیندا جے تاریاں

چڑھنا جے ہووے کے کر لو تیاریاں

یاد رکھو......! محمدی بیڑے پر کوئی بے نماز، بے حیا اور حرام خور نہیں چڑھے گا بلکہ محمدی بیڑے پر وہی چڑھے گا جو رات کی تاریکیوں میں اللہ کے سامنے عجز و نیاز یاں کرتا رہا ہو گا۔ زہد و ورع کے امام اور صلاحیت کے عظیم پیکر حضرت امام ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ لَكُمْ نَاصِحٌ إِنِّيْ عَلَيْكُمْ شَفِيْقٌ صَلُّوْا فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ لِوَحْشَةِ الْقُبُوْرِ ①

''اے لوگو! بلاشبہ میں تمہارا خیر خواہ اور تمہارے ساتھ بہت زیادہ شفقت محبت کرنے والا ہوں، قبروں کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو۔''

اذان دا ہوکا ملیا ہویاں اذاناں نے
سن کے تیاری کیتی اہل ایماناں نے
تے فکر نئیں کیتا کئی جاہل ناداناں نے
نماز والی غفلت چنگی نائیں
دس اوئے بے نمازا تیرے کی پلے آ
جاناں توں قبر ہیٹھ ترن چار فٹ تھلے آ
قبر ہنیری وچ رہنا تو کلے آ

① حلیۃ الاولیاء:

کیسے نے نال تیرے ہونا نائیں
بے نمازا سن لے گن لگا کے
کل نوں نہ روویں اوتھے ایتھے وقت گوا کے
اک دن حساب دینا اسی اللہ نوں جا کے
سدا ہمیش ایتھے رہنا نائیں

لوگو یاد رکھو.....! آج کلمہ گو مسلمان دنیا کی تلاش اور اس کی لالچ میں اپنی قبروں سے غافل ہو چکے ہیں شاید اسی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے۔ الھاکم التکاثر، حتی زرتم المقابر، تم دنیا دنیا کرتے قبروں تک پہنچ گئے ہو لیکن تم قبر میں پہلی رات کو یاد نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی قبر یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جب قبر میں پہلی رات ہو تو اللہ تعالیٰ جنّت کی طرف سے ہماری قبر میں ایک دروازہ کھول دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

هذا ما كان عندى
والله تعالى اعلم بالصواب
ان اريد الا الاصلاح وما توفيقى الا بالله

طالبات اور مبلّغات

کے لیے

# دُروسُ المبلّغات

فضائل، مسائل، حقائق

تحقیق وتخریج سے مزین

منفرد، اصلاحی، تربیتی مضامین

مؤلف

عبدالمنان راسخ

منفرد، اصلاحی، تربیتی مضامین
بُستان
الخطیب
قرآن اور صحیح روایات وواقعات پر مشتمل
اصلاحی خطبات
مؤلف
عبدالمنان راسخ
www.KitaboSunnat.com

ترجمان الخطیب